

**TEXT PROBLEM  
WITHIN THE  
BOOK ONLY**

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_224118**

UNIVERSAL  
LIBRARY

نو کتب خانہ  
برسکھان جدید رانا

تعداد کتب موجود و جلد  
برای اطلاع ناظرین

۱، کوئی صاحب ایک کتاب کو پندرہ  
یوم کے عرصہ سے زیادہ رکھنے کے مجاز  
نہو گئے اگر بالفرض مدت معین ہے  
عرصہ تجاوز کر جائے تو مکرر اون سے  
ملاحظہ کیلئے کتابت بھی جائیگی۔  
۲، کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری  
بھی معائن کتاب ہی سمجھے جائیگی۔  
اگر کتاب بے احتیاطی سے خراب یا  
چاک ہو گئی تو اس کے وجہ نقصان کے  
بھی ذمہ داری اونہیں پر ہو گئی تھی







فَإِنَّ اللَّهَ يُؤْتِي كُلَّ قَوْمٍ  
صَاعِنًا لِّأَرْضِهِمْ ۚ

اعنوني اذا احسنت  
واخطا فاني صا

باب ما جاء في جود الله عليه

عضائیں

ضمیمہ

از جناب امی محمد عبدالکریم خان آزاد گورکھپور

ہر سہ ڈارون کے حالات زندگی

از جناب مولوی خلیل احمد صاحب اسرہیلی۔ (۳۷)

## انسانی جذبات

درس اول محمد کا حج علیگڑھ۔

## صنعت و حرفت

از عایین خراب بعماد نواز جنگ در (۵۵)

محمد کوثر آبادی

مطبع حسن مین چھپا



## ہر سہ ڈارون کے حالات زندگی

۱۔ ریمس  
۲۔ رابوٹ  
۳۔ چارلس  
ڈاوا  
ہاپ  
ہیٹ

لفظ ڈارون اذہر سے ہم اس وقت بوجہ اس اصول کے جو آزاؤ خیا لوں کے طبقہ میں بہت زیادہ مشہور اور شائع ہو چکی و اتفہین جس سے اس قضیہ کا اظہار ہوتا ہے جسے بہت سے عالموں نے سرگرمی سے قبول کیا ہے۔

سوال تنازعہ سہمکو کوئی بحث نہیں ہو کیونکہ ہم معتقدان الہام کو پورا یقین ہے کہ علم خود اقسام و ماہیت اشیا اور واجب الوجود خدا کے سبب سبب ہونے اور مقاصد کی اصلیت اور سچائی کو ثابت و مستحکم کرے گا اور یہ بیرونی غلط فہمیاں جو علم کے ناقص رہ جانے اور خیالات کی بے پروائی سے کہیں کہیں پیدا ہو گئی ہیں آپ سے آپ جانی رہیں گی۔

اس سے صرف ہمارا یہ مقصود ہے کہ عوام کو اس مشہور خاندان کی تین پشتوں کے حالات زندگی سے آگاہ کریں اور اس سوشل و مذہبی زمین کی تحقیقات کریں جس میں سے یہ مشہور تر و تازہ اصول اوگ پڑے ہیں۔

اپنی اس غرض کی تکمیل میں ہکوان تین لپٹ بون کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے مندرجہ عنوان بزرگوں کے حالات زندگی جمع کئے تھے لینے میں مسیسورڈ -  
 مسیس سٹیمپل پینٹ اور مس میلٹارد - ہکوان مختصر سوانح عمری سے بھی کسٹید  
 مدولی جسے خود سٹر چارلس ڈارون نے اپنے جد بزرگوار ارمنین ڈارون کی  
 نسبت لکھا تھا +

ارمنین ڈارون ۱۲ - دسمبر ۱۸۰۹ء کو مقام السٹن واقع نائٹنگھم شائر  
 میں جنیو باریک کے قریب پیدا ہوا - بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے گھرانے میں  
 پیدا ہوا جو مرض ربح مفاصل میں مبتلا تھا - اس ناندان کے لوگ چارلس اول کی  
 جانب سے جنگ میں شریک تھے - چارلس دوم بھی ان لوگوں پر مہربان تھا -  
 ارمنین کے باپ نے ایک عجیب متفادعا ایجاد کی تھی جسے وہ خدا سے  
 پناہ مانگتے سمیٹے استعمال کیا کرتا تھا اوس دعا کے تین فقروں کا ترجمہ ذیل میں  
 درج ہے -

(۱) ایک صبح سے جو روشن ہو +

(۲) ایک لڑکے سے جو شراب پیتا ہے

(۳) ایک جو روسے جلاطینی بولتی ہے -

اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ ایک پرہیزگار شخص تھا اور یہ بھی کہ اوسکی جو رو  
 لینے اس سے کے مان انگلش نہ تھی -

ارسمس اپنے لکپن میں نظم سے بہت زیادہ شوق رکھتا تھا۔ اور میکاتکس (یعنی کلون اور پیچونکے علم) سے بھی اوسکو رغبت تھی۔ یہ دونوں شوق اوسکی عمر کے ساتھ اوشیں بڑھتے گئے اور مرتے وقت تک اوسکے ساتھ رہے۔

جب وہ دس برس کا ہوا تو چیلڈفیلڈ کے گرامر سکول میں زیر نگرانی رپورنڈ بورڈ تعلیم کے لئے داخل ہوا۔ اور یہاں نو برس تک رہا جو اسکو ملی زندگی کا بہت بڑا زمانہ ہے۔

ان ایام میں لاطینی اور یونانی ادب پر وہ بخوبی حاوی ہو گیا تھا ایسا کہ گویا اس طرح کی دور و حین اوس میں حلول کر گئیں۔

اوسنے اپنی عمدہ اور لگاتار محنت کے باعث کمبریج کے سینٹ جان کالج میں سولہ پونڈ سالانہ کا اسکالرشپ حاصل کیا۔ اور ایڈن برگ میں لمبی تعلیم حاصل کی۔ اسکے بعد اوسنے ٹائٹنگم میں پیشہ طبابت جاری کرنے کی کوشش کی مگر تین ہی مہینہ بعد (نومبر ۱۷۷۶ء میں) اوسکو کچھ فیلڈ جانا پڑا جہاں اوسنے مہلک اور معرکہ کے مریضوں کا معالجہ کامیابی سے کیا اور اوسکے پیشے کو بہت کچھ فروغ ہوا۔ اوسنے کچھ فیلڈ کے ایک معزز شخص کی لڑکی سے شادی کی جبکہ نام میلویری ہنورڈ تھا اور اوسوقت اوسکی عمر ۷۱ برس کی تھی۔ یہ اعتبار حسن صورت اور حسن سیرت کے خورشیدی سے (ارسمس کو

ایک بہت عمدہ اور مقبول شریک زندگی ہاتھ آئی۔ اس عورت سے اس کے تین لڑکے ہوئے۔ پہلا جیادل جس جو ایک ہونہار نوجوان تھا اور عین شباب میں بوجہ بے لگلی اشتعال کر گیا۔ دوسرا اسمس جو ایک تنہا پسند شخص تھا اور چالیس برس کی عمر میں جنون کے دورے سے خودکشی کر کے مر گیا۔ تیسرا ہارٹ دیونگ ڈارون جبکہ ذرا اسکے بعد ہوگا۔ اور چوتھا چادل جس ڈارون کا باپ ہے۔ ان لڑکوں کی ماں صیدی ہوس ڈا ایک سخت مرض میں مدت تک بیمار رہ کر منسلک مین مر گئی۔

سلسلہ مین ڈاکٹر اسمس ڈارون نے اپنی دوسری شادی کرنی شروع کی جو وہ سے کی جو ایک خوبصورت۔ ہوشیار۔ اور ماہر فن عورت تھی۔ اور ۶۰۰ پونڈ سالانہ کی ذاتی آمدنی رکھتی تھی۔ اسکے بعد وہ ڈربی میں آیا۔ اور بہت سی طبابت کرتا رہا اور بہت سخت عالمانہ محنت کے بعد سلسلہ ۶۰۰ مین ۷۲ برس کی عمر میں بیک ایک اس دنیا کو خالی کر گیا۔

ڈاکٹر اسمس ڈارون قد و قامت میں کس قدر نکلتا ہوا تھا۔ صورت و حیہ اور جسم کچھ تھا۔ چھپک کے باغ جسم پر زیادہ تھے۔ موٹاپے اور قدرتی طور پر اوسکا نصف سر کا ذہن میں چھپا ہوا تھا۔ جو چوٹی دار بابون سے ڈھکا ہوا تھا۔ وائٹن کے جاتے رہنے نے اس کے موجودہ سن سے زیادہ بوڑھا کر دیا تھا۔ گھٹنوں میں چوٹ آجانے سے گاڑی سے اترنے پر تنگ کہا کر چلتا تھا۔

اوسکی زبان باوجودیکہ گنت کرتی تھی مگر جو باتیں وہ کہتا تھا غور اور عزت کے قابل نہیں۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان شخص نے اوس سے سخت لفظوں میں دریافت کیا کہ آیا یہ کھانا تمکو خراب نہیں معلوم ہوتا۔

اوس نے جواب دیا کہ میں صاحب! مجھے اس عیب کی وجہ سے باتوں کے کہنے اور سنتے میں غور کر لینے کا موقع ملتا ہے اور یہ وہ سوالات کرینے میں بازرہ جاتا ہوں۔

اہم و دشوار معاملات کو بہ آسانی بیان کرنے پر وہ قادر تھا اور قلم کے ذریعہ سے اراکے مطالب میں اوسے کمال حاصل تھا۔

ڈاکٹر ایلمس بطور معمول کے اوس طریقے کا پابند تھا جس اصول کے پیرو آجکل اپنے کو ٹی ٹوٹلر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ مسکراتے اوسے حدودِ جبر کی نفرت تھی۔ جب تک وہ جتیار ہا اوسکے اکثر دوستوں کی نیر سے شراب کا نام نابود ہو گیا تھا۔ اوسکے موثر نصیاح نے قریب قریب کل شہرِ ڈربی کو تارکِ شراب بنا دیا تھا۔ یہ امر پر ہنر گاروں کی جماعت کے وجود کے چاہنے برس قبل کا ہے اوسے سفارش کی کہ

”اناج کے شراب بنانے کے تباہ کن کاروبار اور“

”اسطور پر انسانی غذا کے ترکیبی زہر بنانے اور“



”جماعت کا درجہ گھٹانے۔ دونوں طور سے لینے۔“  
 ”غذا کم کرنے اور آویسوں کی زندگی کو بیماریوں سے“  
 ”بہال کر نیکی سخت ممانعت کی جائے۔“

اوسکی تندرستی مرتے دم تک یکساں رہی اور کبھی بیمار نہ ٹپرا اسکا سبب اوسنے  
 یہ بیان کیا کہ ایک پرہیزگار کی زندگی کا ہر حالت میں یہی نتیجہ ہے۔ باوجود ان  
 تمام باتوں کے وہ ”خوب کہانے“ کے سلسلہ کا بندت پرور رہا۔ اوسکا قول  
 ہے کہ کھاؤ یا غدا ہو جاؤ۔ وہ اکثر نصیحت کے طور پر کہا کرتا کہ۔ کھاؤ!  
 کھاؤ!! کھاؤ!!!۔ جہاں تک تم سے ہو سکے۔

اوسکے تمام دوستوں کو یہ معلوم تھا کہ مخمر عقیات سے اوسکو  
 نفرت اور وحشت تھی۔ نیز یہ کہ اوسکو عمدہ اور لذیذ کھانوں کے زیادہ اور  
 اکثر کھانے میں بہت سرفراہ کا اعتبار تھا۔

ایک مرتبہ وہ اپنے ایک دوست کی میز پر س گھنٹہ تک بیٹھا رہ گیا جس پر  
 اور کھن خیا گیا تھا۔ اور اپنی حکایتوں اور چٹکوں سے سب کو بہلاتا رہا۔  
 گھاری کی گھنٹی (کہا نے پر جانے کے لئے کپڑے بدلنے کی) کی آواز سنکر  
 بہت خوش ہوتا اور یہ امید کرتا کہ اب کہانے کی اطلاع دی جائے گی۔

اپنی گاڑی میں (جو خاص اوسکی ایجاد تھی جسکی چت میں روشندان  
 تھا۔ اور بیچنے والے کے سامنے ایک صندوق۔ چہری۔ چیمہ۔ کانا۔ اور

سامان نوشت کا تھا۔ اور جو صرف ایک آدمی کو لیجا سکتی تھی اسی باعث سے  
 اسے مسلکی یا گوشہ عزلت کتو تھو (وہ ایک طرف کتابوں کا انبار اور  
 دوسری طرف ایک گھڑی۔ کہا نے۔ میوے۔ اور کھن رکھتا تھا۔ او پیچھے  
 گھوڑے کے دانہ اور گھاس گل گھا باندا جاتا تھا۔ دور کے کسی مقام میں  
 جب اسے کسی مریض کے دیکھنے کے لیے جانا ہوتا تھا جیسا کہ اسکو ہمیشہ اتفاق  
 پڑتا تھا۔ تو وہ اوسی طرح تیار ہو کر جاتا۔ جانور اور آدمی دونوں کے لیے  
 وہ فیاضی سے زاید از ضرورت سامان خور و نوش مہیا کر لیتا تھا۔ اسکی طبابت  
 بڑے زور و ن پر تھی اور ہر وقت اسکی گاڑی چلتی ہی رہتی تھی۔ ایک  
 مرتبہ ایک شخص نے بطور مذاق کے ہی ایک خط اس پر تہ سے روانہ کیا۔

بخدمت

ڈاکٹر اریس ڈارون

سٹرک پر

ڈاکٹر اریس ڈارون۔ ایک صبح خیز۔ جاکش۔ مخلصی۔ آدمی تھا۔ اسکی  
 محنت اور جودت طبع دونوں یکساں اور مساوی تھیں۔ اپنے پیشہ کی  
 ابتدائی حالت میں اسنے علم تشیخہ اعضاء ان پر بے شمار لکچر دیے تھے

جیسا کہ اوہ سکے ایک عجیب اشتہار سے ظاہر ہوگا جو درج ذیل ہے۔

۲۳۔ اکتوبر ۱۹۶۱ء

اوس بدکار نجوم کی نقش جھکو دو شنبہ کے روز ۲۵۔ اکتوبر کو مقام بمبئی فیلڈ  
مین پھانسی دیے جانے کا حکم ہوا ہے۔ بعد پھانسی پانے کے ڈاکٹر اسٹیمس  
کے مکان پر جاگئی۔ اور ڈاکٹر منگل کے دن ۴ بجے شام سے علم نشتر آؤنگ  
کے کچھ کا سلسلہ شروع کرے گا۔ اور جب تک وہ نقش محفوظ رہ سکے شتر اوس  
کلپر کے سلسلہ کو جاری رکھے گا۔ شتر اون لوگوں کی ملاقات سے خوش ہوگا جھکو  
لبابت۔ سرجری۔ یارگ زنی سے تعلق ہو۔ نیز اونکا بھی شکر گزار ہوگا  
جھکو علم کی آرزو وہاں تک لے آوے۔

۱۹۶۳ء مین بھی جب اوسکے بیٹے نے یہ ضد کی کہ وہ اپنے  
پیشہ کے کاروبار سے دست کش ہو تو اوسنے جواب دیا کہ یہ ایک خطرناک اور  
نازک تجربہ ہے اور عام طور سے اسکا نتیجہ جھون یا شراپی ہوتا ہے۔ ایک شخص  
کو کچھ کرنا چاہئے۔ اور ایک شخص کوئی مفید و کارآمد اپنے لئے یا اپنے دوستوں  
کے لیے یا نفع انسان کی بہتری کے لیے کر سکتا ہے جیسا کہ وہ آپ کو تلاش  
کھیلنے یا اسطرح کہ اور بے مصرف کام میں مصروف کر سکتا ہے۔ اوسوقت  
مشہور آدمیوں سے اور اوس سے بہت زیادہ خط و کتابت رہا کرتی تھی اور  
الح فیلڈ مین اوسکا مکان دماغی تجربات اور عقل و ذہن کا مرکز سمجھا جاتا

سٹر اجور تھے جو مایہ اجور تھے کے باپ تھے جو نشا یا وجہ وڈا ٹوڑا  
کا مشہور کاسہ گر۔ مٹر ڈی۔ سینڈ فورڈ و مٹن کا مصنف جیمس واط  
بولٹن۔ کن۔ اہمال۔ اور نیز دوسرے مشہور اشخاص جو اس زمانہ کے سربراہ اور  
مقتے تا دم آخر اس کے دوست رہے۔

لیکن وہ مشہور ڈاکٹر جالسن سے جو اکثر پرفیلڈ میں آیا کرتا تھا متفق نہ ہو سکا  
نشاید ادب و فنون مشہور شخصوں میں باہم ایسی جدا گانہ رائے تھی جو آپس میں  
نہ تھی تھی گو جالسن۔ ڈاکٹر ڈارون کے اصول و عادات کو تسلیم کر لیتا۔  
مذہبی دنیا میں وہ منکر خدا معلوم ہوتا ہے۔ خدائی۔ اور اہام کا وہ  
معتقد نہیں ہے۔ اپنے باپ کے مرنے پر جبکہ وہ چوٹا تھا یوں لکھتا ہے کہ  
یہاں وجودوں کا ایک وجود قائم ہے جسے مختلف  
مخلوقات کو پیدا کیا جو ایک فلسفانہ (ریاضی) کا بیان  
یا تشریح ہے۔ اور یہ کہ وہ اشیاء موجودات پر ایک  
خاص قوت سے اثر ڈالتا ہے جو ہر لمحہ سے ظاہر  
نہیں ہے۔

ابو نے یہ اکثر کہا ہے کہ۔

انسان ایک کھانیوالا۔ پینے والا۔ اور سونے والا جانور ہے  
دیکھو ہے جو عالم اسباب میں رکھا گیا ہے اور وہی (عالم)

ہے جو تنہا انسان کے تمام حیوانی خواہشات کو پورا کرتا ہے  
 علاوہ تمام باتوں کے اوسمین اور اک کی قوت ہر جو دراصل  
 اس دنیا کے اسباب کو تلاش کرتی اور اپنے استعمال  
 میں لاتی ہے۔ دوسری تمام باتیں کچھ نہیں ہیں۔ نکاش  
 اور اعتقاد صرف خیالات کو استعمال اور بندش ہیں۔

یہ سیمپل بینک کی تحریر ہے۔ لیکن وہ اسکے اس بیان سے اوسکی  
 تعریف کرتی ہے۔ کہ۔

بہت سے لوگ مذاق کہنے کیلئے اون باتوں کو وارکھتی ہیں جبکہ واقعی  
 عمل درآمد کی دراصل وہ اجازت نہ دینگے۔  
 وہ کہتی ہے کہ۔

ڈاکٹر ڈارون کی گفتگو تمام تر منہسی سے ہی جسے مذاق  
 کہتے ہیں۔ لیکن اوسکے تیر ہمیشہ اون پاک حقیقت کے  
 نشانوں پر چلتے تھے۔ جس سے اوسکو (عدوت کو) خاص  
 تسکین تھی۔

ڈاکٹر ڈارون نے اپنی چھری بہن کو جو بیمار تھی کہا کہ۔  
 میری پیاری بہن تم میں صرف ایک شکایت پائی جاتی ہے  
 ہے یہ وہ شکایت ہے جس میں عورتیں اکثر مبتلا ہیں اور

یہ تمام شکایتوں سے بڑھ کر زبون ہے یعنی کانشن یا تمیز کا رکھنا۔ بہت جلد اس سے خلاصی حاصل کرو۔  
اوسنے کہا کہ۔

ڈاکٹر تم عزیز پر سلا کو ضرور مذہبی کتابیں پڑھنے کی اجازت دو گے۔  
اسپر اوسنے جواب دیا کہ۔

پیارے اوسمین سے ایک ایک کو آگ میں جھونک دو  
میں اوس میں سے ایک کی بھی اجازت نہیں دے سکتا  
سوائے چارلس ملبس کے جو جھکوتا سکتی ہے۔  
اوسکی جماعت میں سے یہ اسید ایک شخص نے ظاہر کی کہ ایک روز وہ ضرور  
مذہب عیسائی قبول کر گیا اوسپر اوسنے کہا کہ۔

قبل اسکے کہ میں عیسائی مذہب اختیار کروں تم عیسائیوں کو  
تفق ہو جانا لازم ہے۔ گذشتہ صبح مجھے دو پارسل  
ملے ایک میں ڈاکٹر چرلسٹلی کی ایک کتاب تھی  
جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ سادہ کوئی چیز نہیں ہے  
دوسرے میں برکلی کی ایک تعریف تھی جس میں اوس

یہ ثابت کیا کہ کوئی مادہ یا جسم نہیں ہے۔ پھر میں تم کو گون  
میں کس بات کا اعتبار کروں۔

کالسا ج نے ڈاکٹر ڈارون کو یوں ملقب کیا ہے۔

(ماسوائے عیسائی کے اور سب کچھ)

تاہم اس امر کا ثبوت کہ اوسکو کائنات کا اعتبار تھا ہم اس کے عمدہ اشعار  
سے دیکھتے ہیں جو غلامی پر لکھے گئے تھے۔

اور شے ایک عمدہ غزل لکھی ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

اے بیوقوف وہ یہ کیا غیر متقل ناچنا۔  
خود لایق خراج کا جو بے قاعدہ پھینکا گیا ہے۔

۱ } بنا سکتا ہو ؟ ایسی عجیب۔ ایسی عاقلانہ۔  
ایسی ایک بات تیب دُنیا۔  
۲ } اخلاق کے بارے میں وہ کہتا ہو۔

یہ پاک اصول بانی مذہب عیسائی کا کہ کرو جیسا تم  
چاہتے ہو تمہارے ساتھ کیا جائے۔ اور اپنے  
پُر دوسروں کو ایسا پیار کرو جیسا آپ کو۔ ہمارے  
تمام فرائض سعادت مندی۔ فیاضی۔ اور اخلاقی

پر محیط ہے۔

پھر ہی اس کا پوتا جو صرچی ایک بہت مفید و معین بات یہاں بیان کرتا ہے  
خود ہی معترف ہے کہ ڈاکٹر ارسمس ڈارون کو الہام کا اعتقاد نہیں تھا نہ اسے  
توحید کی زیادہ قدر کی کیونکہ وہ کہتا تھا۔ کہ

توحید ایک پرکا بھوننا ہے جس میں گرتے ہوئے عیسائی  
لئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ارسمس ڈارون کی ضمیر میں ذہانت - ہمدردی - اور فیاضی -  
تعب و خیز باتیں تھیں - اس کا خیال تھا کہ تمام سعادت سندی اور نیکو کاری  
فیاضی پر ختم ہے - ایک مرتبہ اس نے اپنے لڑکے کو لکھا کہ -

جب کوئی شخص میری تحقیر کرتا ہے تو بہترین طریقہ یہ

ہے کہ ہرگز اس کو اشتعال دلانے والا یا دشمن نہ جڑا۔

ندیا جاوے کیونکہ وہ شخص جو تم سے اون باتوں

کو کہتا ہے جو دوسرے تمہاری نسبت کہتے ہیں وہی

اہن یا تو نیکو اور کسے کہتا ہے جس کے خلاف تم کہتے

وہ ہمیشہ ڈاکٹر اسمال کے ساتھ چار پیا کرتا جسکی نسبت اس سے معلوم تھا

کہ وہ میری برائی کیا کرتے ہیں - عام طلبوں یا جاہلوتوں میں تشریف ہی



توجہ اون لوگوں پر کرنا جو کسیکو برا سمجھتے ہوں نہایت عمدہ طریقہ اس بات کا ہے کہ بالا فرامین اتحاد ہو جائے۔ جب تک چمے خیلڈمین ریل اوٹھے کھرچی میں سے فیس نہیں لی اور غریبوں کا علاج بہت توجہ سے کیا۔

فیوکیسل کی گھوڑوں میں او سے ایک مریض کو رکھنا تھا مگر وہ ہوٹل میں سو گیا۔ رات کو جب دروازہ کھولا گیا تو ایک شخص نے اس کے ہانگ کے پاس آکر کہا کہ۔

میں نے سنا کہ آپ یہاں ہیں لیکن دن میں اگر کہنے کی جرات نہ کر سکتا۔ میں آپ کی اون ہمدانیوں کو نہیں بولا ہوں جو یہ سماں کی سخت علامت میں آپ کی جانب سے ظاہر ہوئیں۔ چونکہ میں پہلے کسی طور پر آپ کے شکرگزاری کے قابل نہ تھا۔ اب آپ سے کہتا ہوں کہ آج کی دوڑ میں فلان گھوڑے پر بڑی درمیانی بازی لگائی نہ کہ اس گھوڑے، موسومہ فیوڈٹ پر جس پر میں چڑھ گیا۔ کیونکہ یہ میں ابھی ریلے کیے دیتا ہوں کہ خلاف قیاس یہ نہ ہوتا ہے گا

اس کے بعد اس نے یہ اخبار میں دیکھا کہ فیوڈٹ بازو نہیں چلتا جس پر سب کو تعجب تھا۔

جب لارڈ چیلمز فیلڈ اپنے ٹیکہ کی تعلیم کے لیے آواہ ہوا تو ڈاکٹر اٹکینسن نے دو ٹکڑیوں میں پارکس کی تعلیم و تربیت کی ہدایت کی۔ اور اس نے ان کو عمدہ تعلیم و تربیت کے بعد آتشہور کے ایک اسکول میں داخل کیا اور ان کی رہنمائی کے لیے ایک رسالہ لکھ کر شائع کیا۔ جس کا نام ”بورڈنگ اسکول میں زمانہ تعلیم کا طور و طریقہ“ تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ۔

عورتوں کی تعلیم جہانی تندرستی اور تیزی و جدت طبع و خوش مزاجی پر منحصر ہے۔ نیز یہ کہ اول الذکر کے ساتھ مرغوب الطبع حرکات ہوں اور ان کو الذکر کے ساتھ پسند با مذاق۔

وہ بیان کرتا ہے کہ خوبی تقریر و باتوں پر منحصر ہے ایک اچھی طرح سننا دوسرے اچھی طرح بولنا۔

مشہور ائمہ میں اس نے پچ فیلڈ میں ۸ ایکڑ کے قریب زمین خریدی جس پر اس نے باغ نباتات لگایا۔ جس میں مسودہ اور کسی موانع عمری لکھنے والے اسمتھ پر چند اشعار لکھے جسے اس نے استعارہ پسند کیا کہ کہا کہ میں ایسے موقت الشیخ کا غد میں چھپنے کے لیے پہچون لگا لیکن انکو کسی بڑی تصنیف کا عنوان ہونا چاہیے۔ اس لیے تم اشعار لکھو میں اوپرفوٹ (شرح) لکھوں گا۔ تصنیف ”باغ نباتات“ (دوسری بڑا بک گارڈن) کی یہ ابتدائی جوڑو

جلد ون مین ہے اور سٹیمین شائع ہو کر مشہور اور پسند ہوئی۔  
 اور بنے مس سورد کی نظم کو ”جلمین میگزین“ مین بھیجا اور پہلے اس کے  
 نام سے بعد اس کے اپنی نظم کے ابتدا میں شامل کر کے اس محترم بی بی کی  
 تنظیم کے خیال سے اس نے نظم اور شرح دونوں کو خود لکھا۔

ایک وقت میں یہ تصنیف بہت معقول ہوئی اور اس سے اس کو  
 بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ لیکن کنگنگ کی مشہور پبلوادی نے جس کا نام  
 دی لو من آف دی ٹو انگلس تینے (مشتون کی محبت) تھا یکا یک اس کی  
 شہرت کو ڈھانک لیا۔

اس کی دوسری محنت کا نتیجہ عجیب و مفید واقعات اور نادرد خصوصیات  
 کی ترکیب تھا جس کا نام ”ڈو لومیا“ ہے اور سٹیمین شائع ہوئی۔ اور  
 فرانس کے مشہور نیچرلسٹ لیمارٹ کی تحریروں سے بہت زیادہ پہلے کی تصنیف  
 ہے۔ یہ ایک تصنیف ہے جہاں اس کی نظر کا بابت اصلیت اور انکشاف  
 تراکیب اقلع کا بیان ہے۔ اس نے کہا ہے کہ۔

مجھے ایک رشتہ دو جہین افراے نباتی و حیوانی  
 موجود ہوں اور جہین حتی قوت موجود ہو۔ مین اس سے  
 ایک درخت۔ کتا۔ گھوڑا۔ انسان نباتات۔

رابرٹ - دیرنگ - ڈارون

ڈاکٹر ایس ڈارون کی پہلی بی بی سے تیسرا لڑکا ۳۰ مئی ۱۹۶۶ء کو ایچ فیڈل  
مین پیدا ہوا جو کام اس طرح کے اوپر لکھا ہوا ہے -

یہ ماں کو اوس وقت میں گھومنے جبکہ صرف ۴ سال کا تھا - اسکا باپ رگین مین اسکے  
ساتھ سختی اور ظلم سے پیش آیا کرتا اور ہمیشہ نا انصاف رہا - جبکہ خیال کبھی فراموش  
نہیں کیا گیا -

جو شہلیا دم وڈ کے خطوط سے ایک مین ہم اسکا ذکر پاتے ہیں جو جوری شہ  
مین لکھا گیا کہ -

مین ڈاکٹر ڈارون کے دور کو نکور کھتا ہوں جو میرے ساتھ  
چند روز قیام کرنے کو آئے ہیں - اور پھر اس کے بھائی چار  
کے مرنے پر ہم اسکو چوٹے ڈاکٹر کے لقب سے ملقب پائے  
ہیں یہ دور کے پانی اور اسفنج کی طرح علم کو اپنے مین جذب  
کرتے ہیں اور جھکولہ پڑی تسکین ہے -

اسی طرح یہ چوٹا ڈاکٹر اڑوڈیا مین بلایا گیا کہ چوٹے جان دم وڈ والیڈ کے  
خانگی درس کیس مین شریک ہوا اسکے بعد ہم اسکو ایڈن برگ مین طالب علم بنے  
ہیں - جہاں اوسنے موت کے ساتھ درجے حاصل کئے اور اعلیٰ درجہ کی لیاقت  
سے لاطینی کے ضروری مضامین لکھے - یہاں اوسنے اپنا زاموہ وقت مشہور

ڈاکٹر بلیک کے ساتھ صرف کیا۔ جسکی مدد وجہ ساوگی عادت اور شفقت اور  
دلی مہربانی کے اوسنے اکثر تذکرے کیے ہیں آخر میں وہ دلوں میں گیا جہاں اسنے  
مشہور پنجن خزانوں سے دوستانہ تریاؤ پیدا کیا جو اسوقت اپنے اوج شہرت  
پر تھا۔ انکے بعد وہ جرمنی میں گیا جہاں اسکا زیادہ وقت لیڈن یونیورسٹی  
میں صرف ہوا۔ جہاں کہ بڑے عالم اور مشہور طبیب ڈاکٹر فرایڈ نے اوس سے دوستی  
پیدا کی اور دوامی دوستی انکے درمیان قائم رہی۔

۱۸۷۶ء میں رابرٹ دوامی طور سے پیشہ طبابت کے لیے قدیم اور خوبصورت  
شہر فلیورڈزبری میں آباد ہوا۔ اسمیں اسکو ۲ برس کے سن میں  
مثنیٰ وذبوری لایا تھا۔ اور ۲ پونڈ وکیہ یہ کہا کہ اگر تمکو زیادہ کی ضرورت  
ہو تو مجھے اطلاع دو۔ مین بھجوں گا۔

اوسکے بچانے ۲ پونڈ بھیجے۔ یہی نقدی امداد تھی جو اسکو میسر ہوئی  
میں میوڈڈ بیان کرتے ہیں کہ۔

اپنے باپ کے زیادہ حصہ عام وفوات کے ساتھ  
اوسکے مان کی دلی مہربانی ہی اوس میں موجود

اوسکی آنا فنانا حصول قابلیت اور بلا انتظار نشان  
و شکر تھے اسمیں کو اپنے بیٹے چارلس کے مرنے

کا معاوضہ کر دیا۔

پہلے ہی سال میں اس کے پیشے نے اسے دو گھوڑے اور ایک نوکر رکھنے کی استطاعت پیدا کر دی۔ اچوائے پیشے سے ۶ مہینہ کے اندر ہی اندر ۴۰۰۔ ۵۰۰ مرلین زیر علاج تھے اور ایک تعجب کی بات ہے کہ اس کے مرلین پیشہ ور اس مقام میں زیادہ تھے لینے تین حکیم۔ چہ جراح۔ اور متعدد دوا فروش۔

اس کے باپ نے یہ خواہش کر کے کہ وہ۔ یف۔ آر۔ یس (فیلو آف دی رائل سوسٹی) ہو جائے۔ بڑے جویشیالوج و ڈسے مدد کی درخواست کی اور کہا کہ یہ اس کی ٹوپی کا پر ہوگا (یعنی سرمایہ انعام ہوگا) اور فلسفیانہ تحقیقات میں مستعد کرے گا۔

بڑے جویشیالوج و ڈسے کی آنکھوں میں کسی قسم کی بڑی بیماری سے آشوب آجانے کے باعث ڈاکٹر ڈاؤن نے ایک مضمون ”نورلیمٹر“ پر لکھا جو اس وقت میں مازقانہ ایجاد سمجھا گیا۔

یہ مضمون رائل سوسائٹیوں کی کارروائیوں میں چہا۔

۱۸۶۷ء میں وہ دستوں کی مدد سے فیلو تعجب ہوا

۱۹۷۹ء میں اوسنے دو اپیل بقوت دماغی بابت مس ہو لسلٹن و دکلہکر شائع کیا۔ یہ مضمون ڈاکٹر ویڈنگ ساکن ہو سٹنگم کے جواب میں تھا جو یہاں اسکے مغلوب کرنے کو روانہ کیا گیا تھا۔ نوجوان ڈاکٹر کا معائنہ جسے اوسکے امیر یا سرپرست نے غلط فہم کیا اور ست جھجکا گیا۔ گونیا نفرت تھی اور مخالف ایک مشہور شخص تھا تاہم اوسکو کامیابی ہوئی اور اوسنے اپنی تحریروں کو اپنی مخالف کی نمائش و فخر اور ہنس کر ختم کیا۔

اوسکو بڑے کامیابی اور شہرت ہوئی۔ کیونکہ کچھ روز تک اوسے اس پیشے سے نفرت رہی اور کہتا تھا کہ اگر دوسرے طور سے مجھے سو لو پڑ سالانہ ملنے کی بابت تعین ہو تو میں کبھی ڈاکٹری نہ کروں گا۔ لیکن پھر وہ غریبی اور کامیابی کے ساتھ اپنے پیشے میں مشغول رہا۔ اور اوس شہر کے دلکش گناہوں پر چند قطعات آراغنی خرید کئے اور ایک کشادہ اور عمدہ خاندان کے مہرٹ کا ایک گھر بنا یا جسکا نام اوسنے اوسکی اور نچائی کے سبب سے جو دریاے دسیوڈن سے قریب سو فیٹ کر تھی ”وی مونٹ“ (یعنی کوہک) رکھا یہ خزانکوں کے قریب تھا جو دسیوڈن زبیری میں نہایت تباہ حال حصہ ہے لیکن موقع نہایت عمدہ اور منظر دل آویز تھا۔ یہاں اوسنے اپنے بقیہ ایام زندگی بسر کئے۔

اپریل ۱۹۷۹ء میں دسیوڈن سے شادی کی جو جو شایا و ج وڈ

مشہور انگریزی کا سہ گرساکن اٹھو دیا کی سب سے بڑی لڑکی تھی۔ یہ دونوں لڑکیں ہی سے ایک دوسرے سے واقف تھے اور ان دونوں کے باپ مین بائیم بھائی چارہ تھا۔ یہ عورت اس کے لئے ۲۵ ہزار کی پونڈ کی دولت لائی۔ مگر بڑی دولت اس کی۔ محفل۔ ہمدرد طبیعت تھی یہ اپنے شوہر کے کاموں میں مستعدی سے سرگرم رہی۔ اور چونکہ اس کو بھی اپنے باپ کی طرح علم نباتات و معدنیات کا بہت زیادہ شوق تھا لہذا ان کا باغ نہایت نفیس پودوں اور درختوں کے لیے مشہور تھا یہ میان بی بی چٹوین اور جالوزون کی خدمت و پرورش کیا کرتے۔

اوس شہر میں نیز بیرو نجات مین دی مونٹ (کوہک) کے کبوتر دن کی عہدگی اقسام اور پلو اپن مشہور تھا۔ جب وہ مکان پر تھا تو اوسکا شاہلب باغ اور سنہرے مکان۔ اور کتب خانہ اس کی بے انتہا خوشی کا سرمایہ تھا۔ اور ان میں مصروف رہا کہ اس کا نہایت عمدہ شغل تھا۔ لڑکی خیالی مین جو کچھ معرکہ اور چرٹ کی باتیں ہوتی تھیں وہ بے روک دی مونٹ پر پوچھتیں۔

ڈاکٹر رابوٹ کو ماینج یاد رکھنے کی عجیب قدرت تھی اور مشاہدات



کے بہت سے ریمون کی تاریخ تولد - شادی - اور وفات وہ بہت بتلا سکتا تھا - وہ ایک بلند حوصلہ - اور عمدہ تقریر کرنے والا تھا - اس کے گولڈن رول (سنہرے قواعد) میں سے جب وہ عمدہ آمد رکھتا - یہ ایک تھا کہ کبھی اس کے دوست نہ بنو جسکی تم پورے طور سے تعظیم نہیں کر سکتے -

ذاتی خصالتوں میں ہمدردی کی صفت اس میں سب سے زیادہ ممتاز تھی یہ عادات کو خوب پھانتا تھا - اور آدمی کو ایک نظر دیکھ کر اس کے اطوار معلوم کر لیتا - وہ غریبوں کو بلا فیس دیکھتا اور دوسرے طور پر انکی مدد بھی کرتا - پھل - اور ساگ - بھری - بیجا - اور چاری میں ضرورت کے وقت شراب بھی -

کبھی کبھی پریشان حال تاجر دن کو کسی قدر قرضہ دیتا اور انکو کام دیکر انکی مدد کرتا - اور دوسرے نفسے انکی سفارش کر دیا کرتا -

بہت ضعیف ہو کر اسکی شریک زیت مس دابوٹ ڈارون

۵۲ برس کی عمر میں دی مونٹ پر ۷ جولائی ۱۸۷۱ء کو مری اسکی لاش چھوٹے - غریبہ رت صافٹ فرٹڈ کے گرجا کے چال میں دفن ہے - اس کے مرنے کے بعد اسکی لڑکی اپنے باپ کی خادمہ ہو گئی اور اسکی ہر شقت میں شریک رہی -

سلسلہء امین اونسے اپنی رُکینوں کی مدد سے بچوں کا پہلا اسکول  
بنیس و ذہری۔ مین قائم کیا۔ جس میں تین سو پوٹ صرف ہوا۔ اس میں  
ایک خاص طور کا بنا ہوا اسکول کا مکان بنا جو دلیش برج کے نزدیک  
انصاف ضلع میں تھا اور جس میں نہایت عمدہ آلات لغرض تعلیم موجود تھے  
پورے پچاس برس تک اس کا تجویز قابل حیرت تھا۔

اسنے باب کی طرح وہ بھی ہمیشہ سُرک پر رہتا تھا اور سکی چوٹی  
سی زرد رنگ کی گاڑی (جس میں اسکی گنجائش کے بعد ایک انچ جگہ ہی باقی  
نہ رہتی تھی) اور دو چکدار گھوڑے اور ایک اسکا مستعد کرچمن ہر جگہ نظر  
پڑتے تھے۔ گاڑی گھوڑے کو چمین اور اسکا وجہ و نشاندار چہرہ ملک  
کے ایک بڑے حصہ میں۔ مرد۔ عورت۔ اور رُکونکو معلوم تھا۔ اسی وضع  
سے وہ دریا۔ شہر عبادت گاہ۔ اسکول۔ اور مرلیفون کے وہاں دیکھا  
دیتا تھا۔

گاڑی میں اس طرح جکڑ بیٹھا تھا گویا تھمر پر منتوش ہے۔ اسنے  
باب کے خلاف وہ گاڑی میں پڑتا نہ تھا بلکہ خاموش رہتا۔ لیکن ویسے  
ہی ننٹھیں۔ موقر۔ اور غور کرنے والا بشرہ رکھتا تھا۔ جس سے اعتقاد  
اور توہمیں دلون میں پیدا ہوتی تھی۔  
ڈاکٹر آدسمس ڈارون ایک عظیم سانچہ میں ڈھالا گیا تھا لیکن اسکا

بٹا داکٹر ایک عظیم ترین قالب میں۔ قد چھ فٹ سے زیادہ اور جثہ قد کے مناسب۔ اوکلی جماعت عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی۔ باپ کی طرح یہ بھی بڑے کھاؤ تھے۔ سلم با اسطور سے صاف کراتے تھے جطور کوئی بٹیر۔

آخر عمر میں یہ اوس سے شکل تھا کہ تنگ زینہ اور بوسیدہ مخدوش چتون پر چڑھ سکے۔ چونکہ یہ دونوں باتیں شہر مٹش و زبوی میں کثرت سے تھیں لہذا پہلے ایک معتبر نوکر تحقیقات کرنے جاتا تھا۔

رکون سے محبت ڈاکٹر دابوٹ ڈارون میں ایک عجیب بات تھی۔ وہ چھوٹے بچوں کو محبت آمیز بلند آواز سے بلاتا اور کرسی یا میز پر اونکو بٹھاتا۔ اور اونکے کاسہ سر کو اپنے کشادہ ہاتھوں سے پمالش کیا کرتا۔ اور اونکی وضع و فطرت کا اندازہ کر کے اون کی آئندہ زندگی کی بابت پیشین گوئی کیا کرتا۔

اسی مختصر سوانح عمری کے جمع کرنے واسطے کو (نہ کہ لکھنے واسطے کو) اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں بچہ تھا تو میرا باپ مجھے ڈاکٹر دابوٹ ڈارون کے پاس میری بابت رائے دریافت کرنے کو لے گیا تو مہربان ڈاکٹر کا یہ نسخہ تھا۔

جقدر پوڈنگ۔ پیچا۔ سیب۔ ناشپاتی

تم کہا سکو کہاؤ۔ اور ایک انڈے کی زردی  
 و سفیدی صبح کو لگے ساتھ ہی اس کے اوسکا  
 چمکا بھی کھا جایا کرو۔

اگرچہ یہ آخری شرط بدفرہ تھی تاہم عرصے تک اس نسخہ کی متابعت لگی۔ اور جب  
 زردی وغیرہ ختم ہو جاتی تب چمکے پر ہاتھ صاف ہوتا۔ یہ ٹیڈیون مین چونکہ  
 پھر بچانے کا ایک انوکھا طریقہ تھا۔ نیز ڈاکٹر کے اس خاندانی مقولہ کے مطاق  
 کہ۔

کفایت شعوری اور فائدہ ہی

بعد اس تجویز کے جب میرے باپ نے ڈاکٹر کو سمدلی فیس ایک گنی دی  
 تو ڈاکٹر دھڑلے سے اترے اور ہاتھ سے لی اور خوشنما قسم کے کلمے  
 بابت ہاتھ پر رکھ کر کہا کہ۔

میرے دوست میں تمہارا شکریہ گزار رہا ہوں

اپنی نیر کے لئے وہ اکثر خوبصورت ظروف اپنے صبر و پیچ و ڈ کے کارخانہ سے  
 حزیار کرتا تھا۔

اور منہ سے کام لینے کی وہ اس قدر ضرورت سمجھتا تھا کہ قبل اسکے کہ اس کے  
 حلق سے کوئی لقمہ نیچے اترے اس کی رکابین کے ماسیہ پر عبارت  
 لکھی ہوئی تھی کہ۔

کچلو۔ چببائو۔ ننگلو۔

اوسنے بچوں کو غذا دینے کے لیے ایک دودھ دان بھی ایجاد کیا جس کا کارڈ  
ایڈورڈ مین ہوا اور وہ بہت کامیابی کے ساتھ فروخت ہوئے۔

باعتبار مذہب یہ ظاہر ہے کہ وہ مثل اپنے باپ کے منکر خدا تھا۔ اتفاق سے  
اصلی عیسائی زندگی اوس احاطہ میں نہ تھی خمین اوسکی بود و باش تھی۔ پھر  
بھی اوسکی مذہبی خیال نے اوسکے پیشے میں کوئی روک نہیں پیدا کی کیونکہ  
اوسکا مطلب عام طور پر مقبول و مشہور و کامیاب رہا۔

خانگی عادات میں جدوت طبع کے ساتھ اوسکے سر پر آوردہ فیاض دلی۔  
و مستقل سہروردی۔ ہمیشہ دیکھی گئی جبکہ باعث ہر درجہ کے آدمیوں میں  
محبت اور تعظیم کے ساتھ اوسکا استقبال کیا جاتا۔

ہر روز اوسکے گرد و پیش مختلف کاموں کا ہجوم رہتا تھا اور جب شام ہوتی  
تو دن بھر کی مصروفیت کی ماندگی اوسے مغلوب کر لیتی تھی۔ اوس کا  
بیٹا کہتا ہے کہ ایک دن میں نے اوس سے کہا کہ۔

تم دن بھر کے کام کے بعد کیسے تھکے اور افسردہ  
معلوم ہوتے ہو تو اوس نے جواب دیا کہ اسے

پنے اپنے باپ سے میراث میں پایا ہے۔

ابو کا جب اوسکے ایام زندگی ختم ہو گئے جو وسیع اور سخت تھے تو اوسکی

بارعب صورت شہر و زبوی کی سڑکوں سے معدوم ہو گئی اور اسکی لاشیں  
خاموش آرام کی جگہ مونٹ فرڈمین اوسکے عزیز سیودن کی نعلین  
رکھی گئی۔

۱۵۔ اوسپرست ۶۷ مین وہ ۶۶ برس کا ہو کر مرا اسکی موت کی جمع کو  
اوس سڑک پر جو اوسکے مکان کو جاتی تھی نہایت اونے درجہ کے غریب  
اور جھپٹے مین رہنے والوں نے ہی اپنے درتچے اٹھارہ ماٹم کے لئے  
سیاہ رنگے تھے۔

اور وہ سڑکے جو ہر صبح کو اوسکے مکان سے کبھی خالی ہاتھ نہ پھرتے تھے  
اپنے اپنے دروازوں پر اوسکے غم مین روتے ہوئے کھڑے تھے۔

## چارلس ڈارون

اب ہم مٹر چارلس ڈارون کے حالات زندگی سے قریب ہیں  
جو ڈاکٹر راجوٹ ویزنگ ڈارون کا بیٹا اور ڈاکٹر ارسمس ڈارون  
کا پوتا ہے۔

۱۲ فروری ۱۸۵۹ء کو یہ شہر و زبوی مین پیدا ہوا۔ اور  
ڈاکٹر ٹیلر (جو بعد ازاں لچ فیلڈ کالین ہوا) کے نگرانی مین

شش دزدبوی کے پبلک گرامر سکول میں برسوں تعلیم پاتا رہا اور سونہ کی عمر میں ایڈن بوک بیجا گیا جہاں دو برس تک یونیورسٹی میں پڑھتا رہا۔ وہاں اسکی خاص توجہ آبی جابوزون کمیٹف تھی۔

۱۹۲۱ء میں وہ کیمبرج کے کسٹسٹ کالج میں داخل ہوا۔ اور ۱۹۲۳ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور ۱۹۲۵ء میں ماسٹر آف آرٹس (ایم۔ اے) ہوا اور اسکے ابتدائی تعلیم کے زمانہ میں ہی میراثی رغبت نچرل سائنس کمیٹف پائی گئی۔

ریورٹڈ حسنلو کمیونج کے بڑھائی پر و نمبر نے اسکی سفارش کیپٹن فلوڈاے اور لارڈس میں ایڈمرلٹی (امیر البحر) سے ۱۹۲۵ء میں کی جبکہ شاہی جہاز موسومہ بیگل کی دوسری گشت میں دوسری جنوبی سمت کی تحقیقات کے لئے ایک نیچرلسٹ کی ضرورت تھی۔ ماسٹر چارلس دارون نے اس تجویز پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور اسکو وہ جگہ دی گئی اور سنے بلاتخواہ کام کیا۔ اور کیتھرائنا ذاتی سرمایہ ہی اس تحقیقات میں صرف کیا اس شرط پر کہ حیوانی اور حیوانی لاجیکل ذخیرہ جمع کرنے پر اسکو پورا اختیار حاصل رہے۔

ہم سے یہ بات کہی گئی ہے کہ اس عظیم سفر بحری میں دوران سفر اور منتہی پر وہ (جہازی سفر میں ہوا کرتی ہے) غالب نہ آسکا۔

کئی مرتبہ اس کی سخت تکلیف میں مبتلا ہوا۔ لیکن باوجود ان موانع کے  
 اوسنے اپنی تحقیقات کو سرگرمی سے جاری رکھا۔ اس دورے میں جنوبی  
 امریکہ کے ساحل کاٹرا حصہ۔ اور جزائر بحر الکاہل۔ اسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔  
 جزائر مارشلس۔ کا معائنہ اور تحقیقات کی گئی۔ قبل اسکے کہ وہ واپس ہو  
 سکا۔ ۱۸۷۱ء میں۔ لیف۔ آر۔ لیس (فیلو آف دی رائل سوسٹی) منتخب ہوا  
 ۲۔ اکتوبر ۱۸۷۱ء کو وہ انگلنڈ میں پہنچا۔ اور اوسوقت سے  
 اس کی کل زندگی جہان تک کہ اس کی تندرستی اجازت دے سکے طبی  
 تحقیقاتوں میں صرف ہوئی۔ ۱۸۷۹ء میں دو بگھل جہاز کے بحری سفر نامہ  
 کا بیان تین جلدوں میں شائع ہوا۔ اس کی تیسری جلد میں بحری ہسٹری اور  
 جیالوجی کے انکشافات کا بیان مشرڈارون کی اعانت سے متب ہوا۔  
 دوسری طبع اس جلد کی علیحدہ ششہ ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی ”ایک نیو ورلڈ کے  
 بحری سفر“ کے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ نہایت ہی دلچسپ اور اعلیٰ درجہ کی  
 قابلیت سے لکھی ہوئی تصنیف ہے۔

۱۸۷۹ء چارلس ڈارون نے سس ایماوجم وڈ اپنے امون کی رکی  
 جو مٹا یا وجم وڈ۔ (مشہور کاسہ گر) کی پوتی سی شادی کی اس تقریب سے  
 چارلس کو ایک خاندان وسیع میسر ہوا۔

۱۸۸۲ء تک وہ لندن میں رہا اور اسکے بعد وہ اپنے شہر کے مکان



واقعہ ڈاون میں چلا گیا جہاں بیگنہم کے قومی کنٹینر ہے۔ یہاں اسکی خاموش بیکار۔ بے واقعہ۔ زندگی تھی۔ جہاں یہ صبر کے ساتھ اپنی تحقیقات میں مشغول اور اپنی سرگرمیوں میں بہمک تھا۔

باوجود دیکھ اور سکی محنت نازک حالت میں تھی لیکن کسی عالم کو یہ شہرت نصیب نہیں ہوئی جیسا کہ ہمارے چارلس کو چند مشہور تصانیف کے باعث ہوا اسکے قلم سے وقتاً فوقتاً نکلتی رہیں۔

یہ ایک طویل اوقات چکنے سر کا خوبصورت گھنی ڈاڑھی اور مہربان نگاہوں والا آدمی تھا۔ لیکن اپنے باپ کی طرح قوی الجوش نہ نہیں تھا۔

۱۸۷۱ء میں اس نے ایک کتاب ”وضع و تقسیم سلسلہ مرغان“ پر شائع کیا۔

اور ۱۸۷۱ء میں اس کے قلم سے ایک کتاب ”جیا لوجی کی تحقیقات کوہ آتش میں“ کے نام سے نکلی۔

۱۸۷۶ء میں اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ”جیا لوجیکل تحقیقات جنوبی امریکہ میں“ تھا۔

بعد بے شمار علمی سفارین کے ۱۸۷۳ء میں اسکی دوبلین ”وی نیبل سیری پیدا“ پر نکلیں۔ اور اس کے بعد بہت عرصہ اسی قسم کی علمی اقامتوں مثلاً لندن و انچر“ پر شائع ہوئیں ۱۸۷۷ء میں رائل سوسٹی

نے شاہی تمنہ دیا۔ اور ۱۵۹۷ء میں اوسے جیولاجیکل سوسٹی سے اولاسٹن مڈل حاصل کیا۔

سٹرمارکس اپنی اوس تصنیف میں بہت زیادہ کامیاب ہوئے جسے سٹرمرے نے شائع کیا۔ جسکا نام ہے ”اصلیت اقسام بذریعہ انتخاب فطرت“ (یا) ”ورخاقت پیاری اقوام کی زندگی کے لئے کٹاکش“ اس کے دیباچہ میں وہ کہتا ہے کہ۔ پانچ برس کی محنت کے بعد میں نے آپ کو اس مضمون کے بجائے خود تائیم کرنے یا نام رکھنے کی اجازت دی ہے کہ اقسام اشیاء کی اصلیت ہیدون کا ہید ہے۔ اور اسپر حید مختصر سٹرمرے قائم کین۔ ۱۵۹۷ء میں میں نے نتائج حاصلہ کا ایک خلاصہ اضافہ کیا جو مجھکو بطور اغلب ممکن معلوم ہوا۔ اور اوس زمانہ سے اب تک میں اس اصول کا سرگرمی سے پیرو رہا ہوں۔ میرا کام اب ختم ہونے کے قریب ہے لیکن چونکہ مجھکو اسکے تمام کرنے میں دو یا تین برس لگین گئے اور میری تندرستی اپنی حالت سے بہت دور ہے اس سبب سے میں مجبور ہوا کہ اس خلاصہ کو شائع کر دوں۔“

اس تصنیف نے نہ صرف علمی دنیا میں جوش و خروش پیدا کیا بلکہ مذہبی میدان میں بھی ایک ہل چل ڈال دیا۔ یہ کتاب بار بار شائع کی

اور بہت سے یورپین زبانوں میں اسکا ترجمہ ہوا۔  
 نیچر انکشن (فطرتی انتخاب) ایک امتیاط یا ضرب النسل ہو گیا۔  
 بندر اور گودرلا (یہ بھی ایک قسم کا بندر ہے جو اپنے کل اقسام سے زیادہ  
 توند اور قوی ہوتا ہے اور افریقہ کے جنگلون میں پایا جاتا ہے) کا ترقی  
 کر کے انسان ہو جانے نے بچہ اور طفل اخبارات کا زمانہ درار تک ورق  
 گھیرا۔ ہر طرح کے میگزین (مخزن) اور ریویو (تقریط) میں عرصے تک  
 اس مسئلہ پر چرچا رہا کیا۔ اس مسئلہ کے حامیوں نے اس قابل قبول  
 اصول کے انکار کو تحقیر کے ساتھ دیکھا کہ یہ جہالت اور تعصب کے آثار ہیں۔  
 جن لوگوں نے اسکو باعقول مذہب نامعلوم کیا وہ انہوں نے اس کے قبول  
 کرنے والوں پر سنگسار کا الزام لگایا۔ خدشہ شور عالموں کی تحقیقات نے  
 انکو اس امر کے قبول کرنے سے باز رکھا کیونکہ مشر دارون کے قائم  
 مادہ بحث کی تائید واقعات سے نہیں ہوتی۔

بالخصوص سٹریڈلبرگ کا دو تھریف۔ آر۔ لیس۔ محافظ ذخیرہ نباتات  
 بولٹس میوزیم و صدر انجمن جماعت ماہرین علم الارض نے بہت سی  
 برسوں کی تحقیقات کے نتیجے کو شائع کیا اور یہ رائے قائم کی کہ کل ثبوت  
 جو اشجار سمجھ سے اخذ کئے گئے ہیں۔ سٹریڈلبرگ کے مادہ بحث خلیک الیو  
 کے خلاف ہیں۔

سٹرڈارون کی شہور تصنیف (اصلیت اقسام) کے بعد متعدد کتابیں اور کی  
تائید بن لکھی گئیں جیسے -

کتاب موسومہ ”آرٹھ کلاز ریئر کرنا“ جو ۱۸۷۷ء میں شائع ہوئی -  
کتاب ”روزنول انسان و انتخاب بہ اعتبار قوم“ جو ۱۸۷۸ء میں شائع  
ہوئی -

اس آخر کی کتاب سے کافی طور پر ملجانا اخلاق و باعتبار مذہب اوس  
کی تائید ہوتی ہے - انسان کے اخلاقی عادات - و مافی قوت - اور  
جہانی صورت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اسکی فطرتی ترقی اسکے  
بندر کے قسم کے امداد سے ہوئی ہے -

بیان سٹرڈارون کی یہ عرض ہے کہ میں ثابت کر دکھاؤں کہ  
انسان یقیناً کسی بندر کے ایسے جانور سے پیدا ہوا ہے اور یہ نہ صرف اعتبار  
اوسکے جسم کے بلکہ - طبیعت - تمیز - اور حوصلہ بندی کے لحاظ سے -

اوس سلسلہ اشکال میں جو فطرتاً ایک بندر کے سے جانور سے آدمی  
کی موجودہ صورت ہونے میں ہوئی ایک معین مد نظر ان کے اول اول  
کے لفظ انسان اوسکے لئے استعمال کرنا مناسب ہوگا نامکن بات  
معلوم ہوتی ہے - لیکن صرف تین صد کا معاملہ کچھ ضروری نہیں ہے  
وہ قوت میزہ جسے اخلاق کہتے ہیں ابتدا میں جماعت کی عقل ہوانی

سے پیدا ہوئی۔ ممکن ہے کہ اسے سابق میں بندر کے سے اجداد نے حاصل کی ہو۔

بے شمار و ضخیم تصانیف جو سٹر چارلس ڈارون کے اصول کیوجہ سے موجود ہو، مین حیرت انگیز ہیں۔ اور کئی قدر دوسرے طور پر علمی مباحثات اور ترویج طبع کے عمدہ سامان ہیں۔ ان کتابوں کی فہرست سے برٹش میوزیم کے کتب خانہ کی فہرست کے جالیں صفحے بھرے ہوئے ہیں اور اوسمیں ایک سہ پچاس مختلف مصنفوں کی کتابیں شامل ہیں۔ بیان پر چند کا نام لکھنے سے اس کے انداز خیال کا پتہ چل جاتا ہے۔

- نمبر (۱) ڈارون ازم کیا ہے در - مصنفہ ڈاکٹر مریج  
نمبر (۲) استیصال ڈارون ازم در - مصنفہ ٹنگ  
نمبر (۳) ہومو۔ بنام ڈارون در - مصنفہ - ڈبلو۔ پی۔ لائن  
نمبر (۴) در خلاف ڈارون ازم در - مصنفہ - ککین  
نمبر (۵) در ڈارون ازم کتاب میں لائی گئی در  
نمبر (۶) موسی نہ کہ ڈارون در - مصنفہ - بی۔ جی۔ جانس  
نمبر (۷) در ڈارون ازم کی شکلات در - مصنفہ رلیونڈ - لف۔ اور مورس  
وغیرہ وغیرہ وغیرہ

غرض کہ اس طرح وہ اس وقت کی تصانیف میں بدنام ہو گیا تھا۔ مگر ساتھ ہی

دو سکے بے شمار علمی جاعتوں کے نشانات عزت (ریج) و تکریم سے اوسپر  
بوجہ ہو گیا تھا۔

پُریشیا گورنمنٹ سے اوسکو پورلی می رایت کے نایٹ آف دی آرڈر  
کی عزت حاصل ہوئی۔

اور شہداء مین وہ دانیال اکاڈمی کا کار سپانڈنگ ممبر مقرر ہوا  
فروری ۱۸۷۱ء مین لیڈن کی یونیورسٹی نے اوسکو۔ ایم۔ ڈی کی  
کڑی ڈگری دی۔

اور بعد ازاں نومبر ۱۸۷۱ء کو کیمبرج یونیورسٹی نے اوسکو۔ ای۔ ال۔ ڈی  
کی اعزازی ڈگری دی۔

اگست ۱۸۷۱ء مین وہ علوم کی فرینچ اکاڈمی کا کار سپانڈنگ ممبر مقرر  
ہوا۔

یہ ہی ایک کہنے کے قابل بات ہے کہ عجب کے بارے مین  
سٹر چارلس ڈاروین کتاب ہے کہ۔

مین قادر مطلق خدا کی سستی کا

تعلیل قدر اعتبار رکھتا ہوں۔

لیکن وہ یہ بھی کہتا ہے کہ

دنیا کے فیاض خالق کا خیال انسان کے  
دل میں نہیں پیدا ہوتا جب تک کہ وہ  
مدتہا علی التواتر تعلیم سے مالا مال نہ کیا  
جاوے۔

کے  
تاہم یہ سوال کہ آیا کوئی خدا ہے یا نہیں وہ ہمکو بتاتا ہے کہ اس سوال  
نوعیت سے ہی صاف ظاہر ہے۔ اوشے یہ ہی کہا ہے کہ دنیا کی نہایت  
تیز طبع اور لایق لوگوں نے جو یہاں موجود رہے اسکا جواب اثبات میں  
دیا ہے۔

خود تعریف اصلیت اقسا صر اس بیان سے ختم ہوتی ہے کہ  
اس زندگی کے پھور میں زمین مختلف  
اقوام ہیں ایک جلال ہے جسے خالق نے  
ابتداء میں چند شکلوں یا ایک شکل میں  
پھونک دیا ہے۔

راقم  
محمد عبدالکریم خان آزاد

## جذبات انسانی

خدا تعالیٰ نے بناتی اور حیوانی قوتوں کے لئے ایک خاص حد مقرر کر دی ہے۔ وہ اپنی اپنی معمولی ساخت اور چند اعمال فطری کے دائرہ سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتیں۔ لیکن انسانی زندگی کے کہاں اور نقصان نہیں عجیب تفاوت کا ہے۔ عقل انسانی کو ان قوتوں کی نیز گناہ دیکھہ دیکھہ کر سراپا حیرت ہونا پڑتا ہے نفس انسانی کو مختلف مرحلوں کے سنگا پو میں عجیب اور لہجہ ہوتی ہے۔

عقل انسانی ابراہیم کی طرح انسان کے ذاتی جذبات کو پیالے فحش کرتی ہے کبھی اس کو بلند جو میں چاند سالورانی چہرہ نظر پڑتا ہے اور اس کی عظمت دیر چاہتی ہے وہ ان ولولوں میں بیقرار ہو کر پکارتا ہے ہذا ادبی اور جب آہستہ آہستہ اس کا نور ماند ہوتا جاتا ہے اور ریکٹ آفتاب کا نورانی جرم انت شرتی کے گوشے سے طلوع کرتا ہے اس کی آنکھوں کو اس کا نور خیر کر دیتا ہے۔ اس کی جلالت اس کے تحریکات کو



کو اپنی طرف جذب کر لیتی ہے اور سراسر ایگی کے لہجہ میں نعرہ زن ہوتا ہے کہ  
 خدا ارہی اسطرح وہ زوال پذیر جذبات کو ترک کرنا ہوا اصلی مقصود تک  
 پہنچ جانا ہے۔ ایسی ہی حیرتیں انسانی جذبات کی بدیع المثال منظر کے  
 مطالعہ سے پیش آتے ہیں انسان میں فطرۃ بعض جذبات ایسے ہیں جنکا  
 دائرہ بہت مختصر ہے اور انکی تحریک جبری ہوتی ہے اور انکے آثار صرف طبیعت  
 تک محدود رہتے ہیں۔ پھر ان جذبات میں استد او پیدا ہوتا جاتا ہے  
 تب وہ طبیعت کے دائرہ سے نکل کر انسانی تحریکات سے متولد ہوتے  
 ہیں اسکے بعد وہ جذبات اور آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ اور عاندانی۔ تونی  
 ملکی۔ الہی جذبات ہو جاتے ہیں۔ ان جذبات میں جفا استد او ہوتا جاتا  
 ہے اور تونی ہی اور سکی سطح بلند ہوتی جاتی ہے۔

یہ جذبات قدرتی اصول کے موافق شہری لوگوں میں کثرتاً ملے  
 جاتے ہیں وہ عموماً آرام و امن کے سرسبز سایہ میں زندگی بسر کرتے ہیں اپنی طبیعت  
 کے لئے کسی فی ریاضت کی اور کم ضرورت نہیں پڑتی بادشاہی سیاست اور انکی  
 پاسانی کرنے کی کھیل ہوتی ہے اسلئے قدرتی جرات اور جذبات کے استعمال  
 سے ملکہ حاصل کرنے کا اور کم موقع نہیں ملتا شہر نیا ہیں اور پولیس اور خطرات  
 سے جو انکی زندگی سکھ پیوستہ ہوتے ہیں اور لشکر و دروازے کے خطرات  
 سے محفوظ رکھتے ہیں ہذا اور انکے پیرامن زندگی بچوں اور عورتوں کے مشا

ہو جاتے ہیں رفتہ رفتہ یہ فارغ البالی سے تجاوز ہو کر طبیعت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔  
 نخلات انکو بادیہ نشین قومین خطرات کے رنج کے سامنے دو بد و زندگی  
 بسر کرتی ہیں نہ انکے آرام گاہوں کے گرد کوئی پناہ ہوتی ہے جسکی آڑ میں وہ  
 سیر ہو کر امن کی خاموشی میں راتیں کاٹ سکیں اکثر اوقات وہ چلتی ہوئی  
 سواریوں پر اپنی نیند کا لال رنج کر لیتی ہیں اونکو اپنی خافت کے لئے  
 مدافعت کے وقت صرف اپنے دائیں اٹھکے تہیار پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے نہ  
 کا حفظ تہیاروں کو کس وقت اونکے پہلو اور خواب گاہوں سے جدا نہیں کرتا  
 خطرات ہمیشہ مجبور کرتے ہیں کہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ راستوں کی دید بانی  
 کریں اکثر وہ تنہا ہو کر اپنی جرات کے بھروسے پر اور اپنی بے باک سہاوت  
 کے اعتماد پر لوق و دوق بیابانوں کو طے کرتے ہیں شدہ شدہ یہ شجاعت کا ملکہ  
 اون میں راسخ ہو جاتا ہے اور اون کی طبیعت میں حرارت دیرری کا دیوتا  
 اوتاڑ لیتا ہے ایسی قوموں کے بہت سے ایسے خوام ہیں جو انکے جذبات  
 کو ہمیشہ بڑھاتے رکھتے ہیں اور عجیب عملی تعلیم سے ایسے لوگ اپنے ملکات کو  
 نیچے کرتے رہتے ہیں چند بطور مثال کے مذکور ہوتے ہیں۔

(۱) اون میں آبادی کے انداز سے کے موافق خاندانوں کے بہت سے  
 مجموعوں کی ترتیب ہوتی رہتی ہے اونکا قدرتی رنموئی نہ ہونے سے عیناً  
 طبعی جذب کے مغلوب موہ مقبوضات کے غالب کا شکار ہو جاتی ہیں اسلئے

ہر ایک حصہ اپنی زندگی کے ضروری متمتعات کی پائیداری کے لئے جمیعت کی ایک خاص نصاب کو قرار دیتا ہے۔ یہ مجموعہ دو مطلقاً نئے سے مرتب ہوتا ہے۔ اول افسر چکی رائے دور اندیشی۔ دلیری۔ پر سب کو ذوق ہو۔ دوسرے اوس خاندان کے نوجوان بہادر جو قریب ہنسل کے اجزائے ترتیب دے گئے ہوں۔

(۲) دوسری خاصیت ان قوموں میں یہ ہوتی ہے کہ اون جذبات قومی کی روح پُر کر ایک خاص مزاج حاصل ہوتا ہے۔ یہ قومی پیوند اون میں ایسا محکم ہوتا ہے کہ گویا ایک شخص کے سب اعضاء میں ایک جنبش سے فوراً سب کو جنبش ہو جاتی ہے اس طرح ان قوموں کی آبادی بہت سے مزاجوں کے سلسلوں سے مسلسل ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسری خاصیت ان قوموں میں یہ ہوتی ہے کہ آئینہ یہ ہمیشہ مکر یا کرتی ہیں کوئی مذہبی یا عقلی مکمل قانون ایسا نہیں ہوتا جو انکی طبعی جنبشوں میں خاموشی پیدا کر سکے اس لئے آدن کی زندگی کے صفحہ مہیب و اتانوں پر بریز ہوتے ہیں اور جیسے کہ انکے قومی مزاج میں یا ہی اتحاد اور اخفت کا ایک محکم پیوند ہوتا ہے ایسی ہی دوسری قوموں سے رنجے اون کے مقاصد میں مزاحمت ہوتی ہے) انہیں سخت نفرت کے ساتھ ہونے کے قومی مزاج میں رانج ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ یہ نفرت کا مزاج دیکھتے ہو جاتا ہے

اسلئے ہمیشہ اس ملک کے مختلف حصوں میں فتنوں کی تندہوا چلتی رہتی ہے اور صبح کا وقت اسکے لئے نہایت مناسب ہوتا ہے۔

(۴) خاصیت ان قوموں میں یہ ہوتی ہے کہ ان میں مدوجور ہوتا رہتا ہے کبھی کوئی خاندان غالب ہو جاتا ہے اور سید و اوسین جذبات قومی کا تشدد ہوتا رہتا ہے اور وہ ضعیف کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اس طرح اوسین تدریجاً وسعت ہوتی جاتی ہے اسکے بعد اوسکی وسعت کا دائرہ با آن متفرق خاندانوں سے آگے متجاوز نہیں ہوتا یا یہ مجموعی طاقت کسی بڑی سلطنت قاہرہ سے ٹکرا جاتی ہے اور سوقت اگر اوسکے اولیئے دولت میں مدافعت کی طاقت نہیں ہوتی تو وہ سلطنت قاہرہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے ورنہ اوسکی نظر میں کراہی طاقت کا ستون اوسکے مقابلے میں بلند کرتی ہے یا وہ مملکت قاہرہ اپنی طاقت بڑھانے کو اوسکو اپنا رکن کر لیتی ہے۔

(۵) خاصیت ان خاندانوں کی یہ ہوتی ہے کہ ملکی فطرت پختہ سدھات کی طرح نہایت محکم ہوتی ہے اور اگرچہ قدرت ہر ایک فطرت کے پاس ایک مجموعہ اخلاقی بدایتوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اوسین مکمل رہبری نہ ہو تو وہ بغیر اسکے کہ طبیعت کے دارالقضا سے اوسپر منطوری کے و شخط ہون قابل نفاذ نہیں ہو کرتی۔ اسلئے ان قوموں کے اخلاقی

اور مذہبی دستور العمل یا محض طبعی ہوتے ہیں یا اگر مسلم ہدایتوں سے بھی  
 ماخوذ ہوتے ہیں تاہم ان میں طبیعت کے احکام مخلوط ہو کر قدرت کے  
 قانون سے متجا وزم ہو جاتے ہیں بہر حال کیسے ہی ہوں لیکن ان کے  
 اندر راسخ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی کو ان کے لئے علم کرینے  
 ہیں وہ اپنی زندگی کی حالت میں ان کو مردہ نہیں دیکھ سکتی یہ اصول ان  
 طبعی جذبات کو ایک اور مضبوط بندش سے جکڑ دیتی ہیں اور موت حافظہ ان  
 احکام کو ہمیشہ محو ہونے سے محفوظ رکھتی ہے۔

ان جذبات کے نواں سبب مختلف اسباب ہوتے ہیں۔

(۱) جب ایسی قوموں میں دولت کی بنا پڑتی ہے تو اقتدار کے زمانہ میں  
 یہ دولت اپنے فتوحات اور امن کے خوشنود کرنے والے اسباب سے  
 بہرہ مند ہو سکے خواہان ہوتی ہے طبیعت کے جذبات اس کو اپنا اسیر  
 کر لیتی ہیں کوئی مخالفانہ صدا اس کے کان میں نہیں پڑتی اور دنیا و دولت  
 اس کی نعمتوں میں شریک ہوتے ہیں اس کی طرف سے اعانت دینے میں  
 سرگرمی ہوتی ہے ایسے وقت میں دولت پر ایک خواب گراں طاری  
 ہوتا ہے اور وہ شاہی عمارات فاخوہ لباس زندگی کے عمدہ ٹھکانات  
 کا حجاب دیکھتے ہی یہ شوق اوسیں راسخ ہو جاتے ہیں اور آئندہ  
 نسلیں ہی انہیں آثار کا جھکے چیمے یاوس کے سلاح پوش لشکر گاہات

میں ہوتے ہیں آتہا کرتے ہیں رفتہ رفتہ اقبالندی اپنی برکتوں کو  
 اونسکے تواء سے جدا کر لیتی ہے اور اس پیری کے عہد میں اولوالعزمی کے  
 اوصاف کیا معنی وہ خود ہی صفحہ وجود سے طرف غلط کی طرح محسوس ہوتے ہیں  
 (۲) اوسکے زوال کا باعث یہ ہے کہ اوسکو کوئی غیر جنس طاقت اپنی اطاعت  
 سے متہور کرتی قدرتی اثر سے جسے کہ یہ ضروری ہے کہ فاعل کی طبیعت میں  
 نشا حیوانی و نفسانی قوی میں شکستگی اور بالیدگی ہمیشہ مضاعف ہوتی ہے  
 ہے اسلئے ان قوی کے آثار مثل تولید وغیرہ فاعل کی طاقت کے  
 اندازے کے موافق زیادہ ہوتی رہتی ہے ایسی ہی قوت کے نہ ہونے  
 سے منقوج میں آہستہ آہستہ انحلال پیدا ہو کر تباہی کے عزم اور  
 اقدام کے آثار کسی مکمل تحریک کے بعد ہی اون میں یکایک جنبش نہیں کرتی  
 پہ چھلی دنیا کے واقعات سے متنبہ ہوتا ہے کہ انسانی جذبات  
 کے اعلیٰ اصول کی تحریک جہی ہوئی ہے کہ جب اونکو ایسے جذبات  
 صحرائینی کے ہم پوچھ سنو کی قدیمی تعلیم میں لازمی قرار دیا گیا تھا  
 کہ ایک نسل زندگی کا صحراوردی میں بسر کیا جاوے۔  
 اسرائیلونکے مقدس مذہب نے جو کہ مدت تک نہایت عمیق اور سچ  
 سرشتہ فطرت انسانی کی تربیت کا رہا ہے جذبات کو تلاش کیا

وہ فرعون کے دربار میں گیا لیکن سخت متروپا کر اسکو معہ ختم کے چھ  
 غصہ کی زنجیر میں دریائے نیل کے ساحل تک کھینچ لایا اور اونکی سرکشی کے  
 شعلہ زن آگ کو اس موج دریا کی لہروں سے بجھا دیا مذہب نے یہ  
 ایک قدمت کا ہولناک نمونہ دکھا کر اسرائیلونکی بسالت اور جذبات  
 کے نیل سے اترتے ہوئی آزمائش کی کہ خدا نے تمہاری پہاڑی کیلئے  
 ملک شام کی معورتیوں کو پسند کیا ہے اور مقدس کیا ہے کہ اریحا کی سرکشی  
 کرنے والی علاقہ تمہارے تیرؤن کا شکار ہوں اسرائیلی اولاد تو قربون  
 تک مطیع رہ چکے تھے دورِ رے تمدن کی محفوظانہ زندگی نے اون کے  
 قولے میں انفسردگی پیدا کر دی تھی اونکے ارادوں میں وہ حریت اور  
 جذبات کہاں تھے کہ علاقہ کی جبروتیت سرنگرا جانے کا باوجود ایسی  
 قوی تحریک کے بھی اون میں خیال پیدا ہوتا۔ صاف کہہ دیا کہ وہ نہایت  
 زورمند ہیں جب تک کہ خدا اپنے معجزانہ اثر سے اونکو وہاں سے نہ نکالے  
 ہم اوسین قدم نہیں رکھیں گے اسلئے خدا نے اونکو چالیس برس تک  
 شام و مصر کے درمیان بیابان میں مجبوس کیا یہ اتنی مدت جو اخلاقی  
 زندگی کی سخت تبدیلی کا پورا پورا نہ تھا صحرائشینی کے جوہر اور آواز ادا نہ  
 جذبات کے اثر وں کی از سر نو زندہ کرنے کے لئے کافی تھی اس طرف  
 صحرائشینی نے متفرق جہشون کو ایک جاکر کے ایک پر زور مزاج

اتحاد کا قیام کیا اور اس طرف نبوت قاسم نے جذبات اکہیہ کے ذریعے سے  
 اور موسیٰ صداقت کے مبارک منہ سے مخالفت اور باہمی بھاوت کے  
 پیمانی افرون کو ہوئی طبیعتوں سے تخریج کر دیا اور مجموعی جفتوں کا رخ جذبات  
 اکہیہ کی طرف پھیر دیا اس طرح تورات کے مقدس قانون کی برکتیں ایک دوسرے  
 زندگی تک کھانیوں کے ہونے پر تدریجی اثر و ان کے زندہ رہنے کی بھٹ  
 ہوئیں۔ جب طبیعتوں میں جمل یا دھمت کی تاریکیاں ہنسلیک اور غیب  
 کے نورانی چہرے پر نقاب ہو جاتی تھیں اور حقیقی جذبات کمرور ہو جاتے  
 تھے تو جدید نبوت پھر اصلی جذبات کی طرف اوٹ کو کشان کشان لاتی تھی  
 اخیر میں اس نبوت کو مبارک فرشتہ نے جو دنیا میں بیت المقدس کی  
 تعمیر کا بانی سمجھا جاتا ہے اپنی نبوت کے باعث اثر و ان اور سلطنت کی  
 وفادار طاقتوں سے ان جذبات کے مزاج میں دوبارہ شکستگی پیدا کی  
 اور مذہبی اور اسرائیلی طاقت کا نمودار نشان تعمیر کیا لیکن جب رفتہ  
 رفتہ تورات مفلوج ہو کر اپنی صداقت کی شہادت سے ہر بلب ہو گئی اور  
 اور اس طرف روحانی ساز و سازت اعمال کی اوٹ میں آگئے تو تورات کا  
 مسلسل نقصان فطرت کے اصلی جذبات کی تربیت میں کوتاہی کرنے لگا  
 دوسرے اس عہد میں کنعان - فلسطین - بنی عصب - بنی مدین - بنی لوط



روم۔ یونان۔ عماقہ۔ ایکرشن جو انجریہ نینو انک جکے مقابل موصول  
آباد ہے بے اندازہ متفرق طاقتیں بڑھتی گئیں اسکا انجام یہ ہوا کہ سلطنت کا  
تاج اسرائیلیوں کے سر سے اتر گیا اور اوگونگ فارسیوں نے پانہ بنیر بابل میں  
مقیمہ کر دیا اور سکے بعد یونانیوں نے اور یونانیوں کے بعد رومیوں نے  
اور کئی بقیہ قوت کا سپاہ بالکل خالی کر دیا اور سکے بعد اس ابدی جلال کے  
سبارک تو زندہ نے چھوڑ کیا جس کا آغاز بیت اللحم سے ہوا وہ شریعت اعمال میں  
زندہ جذبات کے افکار کرنے کو پیدا ہوا تھا اور سکے ہر اثر صداقت اور زندگی  
کی روح سے ہمہ گیر تھا اور سکے اثر و ن نے دلی چٹا نوکے اندر سرایت کرنی  
نشو و نما کی اور از سر نو ان اصلی جذبات کو اور بہاد محبت انسانی اور عبادت  
یزدانی کا دغٹا اسنے پر تاثر لفظوں میں کہا جس سے اندرونی جذبات نواز  
کی طرح جوشن ہم ہو گئے اور سنے آسمانی وحی کو دیکھے صفحوں پر لکھا نہ کاغذ کے  
صفحوں پر اور سنے اس وخط کا مخاطب کسی بیابانی قوم کو جب نیایا اور انجیل  
کی تعلیمات کے لئے اور بلبعیوں کی ضرورت تھی جو بیابان کے آغوش  
ہمین زندہ بسر کریں اسلئے اور سنے رہبانیت کی تعلیم دی اور اس طرح انسانی  
جذبات کے لئے بدوی الشرب ہونا علی طور پر ظاہر کیا لیکن جب عیسویت  
کے راز کلیاؤں کے ساتھ خون میں پڑ کر انسانی خیالات میں منتقل ہوئے تو  
اور تثلیث کفارہ نے تمام کلیاؤں کا بیخ اپنی طرف پھیر لیا تو اس کی

کمل تعمیل بشری خیالات کے ملک سے کمزور ہو گئی تب اخیر کتاب آسمانی کے  
نزول کا عہد آیا اسکے لئے خدا نے اسمعیل کی ذریت کو منتخب کیا جبکہ وطن قدرت  
نے اون بیا بانوں میں بتایا تھا جبکہ اسطرح مجرورم - تلمذ - عمان کے سطح سے  
ملتا ہوا تھا اونکی قدیمی طاقتوں کا نام عاد - ثمود - عالقہ - حمیر تباع - جرم  
تھا - اونکے حملات مغرب - فارس - ہند - چین کے فتوحات میں بہت زیادہ  
مشہور تھے - خدا نے اونکو اسلام کہے لئے ایسا ہی خاص کیا جیسا کہ بدن انسان  
کو ففس ناطقہ کے لئے اور ابر کو سیرابی کے لئے - اونکے قوار میں قدرت نے  
صحرائینی کے وہ موروثی جوہر و دیوت کر کے تھے جبکہ اسرائیلیوں کے پیغمبر نے  
چالیس برس کی تربیت سے اون میں پیدا کئے تھے دراز قرون تک اونکے  
قویے جوہر و کمزور اونکی لبوں میں نچتے کرتا رہا اونکی نشو و نما کے ساتھ جذبات  
میں بالیدگی ہوتی ہی اونکے قبایل میں سے ملک حمیر و کہلان جیسے خاندان  
لخم - جذام - عثان - طی - قزاعہ - آباد - تھے اس انتخاب سے اسطرح  
علیحدہ رہے کہ دولت کی خوشنودیوں نے اونکے قوی جذبات کو مضحل  
کر دیا تھا البتہ اون میں سے مفسر کی نسل جبین سے - ویش - گناہ ثقیف  
بنی ہذیل - بنی اسد وغیرہ - تھے اسی انتخاب کی عزت سے سر بلند کئے گئے  
اور کئے جذبات کا اندازہ اوس اقدام سے ہو سکتا ہے جو تیس ہزار کی جمعی  
طاقت سے تمام دنیا کا مقتدر طاقتوں کے درمیان کے ستر نزل

کر سنے من ظاہر ہوا اوہوں نے یک لخت قادمیہ میں ایک لاکھ مہینہ ہزار  
اور پیر موکھ میں چار لاکھ کو شکست دی۔ یہ اقدام قوم کا تھکا سنا تھا کہ  
جسکو فرانس و جیش ہوئی اور رومنہ الکبرے پہنچتے ہوئے تھے اوسکا خاتمہ  
ہو گیا اور نہ کیا نیون کا سا خلیو اسفند یار اپنی ماتحتی میں دس ہزار یونانیوں  
سے پس پا کر اوان ناکا میابی کے راستوں سے لوٹا لایا جن پر وہ چند دن  
پہلے خرنسندویوں کے لگن جاتے ہوئے جا رہے تھے۔

وہ تاریخی قلم جن سے رمانہ کے تمام کچ وچ گردشوں کا اندازہ کیا جا  
ہے اور نہایت عمیق تماشے ہے ہر ایک واقعہ کی بنیاد معلوم کی جاتی ہے  
اس مختصر قوم عرب کے چند روزہ تاریخی واقعات کے فیصلہ کرنے میں رک جاتی  
ہیں۔ تمام واقعات عالم سے اوسکے حالات ملائے جاتے ہیں۔ لیکن  
اس مجموعہ کی ترتیب کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ اگرچہ اوان حالات میں بعض  
کرتے ایسے ہی ہیں کہ جنکی بنیاد عالم طبیعت کے اصولوں سے جدا ہے لیکن  
تاہم عین نظر کو اوس ترقی کے اکثر طبی اسباب معلوم ہونے میں کامیابی ہی  
کی قدر ہو سکتی ہے۔

ان اسباب میں بڑا حصہ اوان فطری جذبات کا ہے جو حیوانیت کی  
آزادانہ زندگی اور سخت سے سخت صعوبتیں جیلنے سے اوان میں رائج ہو گئے  
تھے۔ اوان کی حادثاتی زندگی نے اوسکے لئے ایک ایسا اسکول بنادیا تھا

کہ جبین باہمی نزاع اور کامل الفت کے جذبات سے ہمیشہ ان کی تربیت ہوتی رہتی تھی۔ رافضیہ اور جذبات کا بنناٹ عم کی شیفگی سے ہوتا تھا۔ نوفاستہ طبعیت میں ایسے بہت کم ہوتے تھے جو اس پر زور مار سے خالی ہوں پھر وہ تمام خاندانی مجموعہ میں نہایت محکم بندش سے قائم رہتی تھی۔

جیسے کہ قدرتی قانون ایک بدن میں تھوڑے رنجہ و مروت کے ہین ایک حکم اختلاط پیدا کرتی ہیں۔ تمام بدنی توازن و قوت حیوانی کے زیر فرمان رہتے ہیں جب قوت حیوانی کو زیادہ صدمہ پہنچتا ہے فوراً سب طاقتیں اس کی حمایت کے لئے برائے گتہ ہوجاتی ہیں ایسے ہی جب کسی اور حصہ بدن پر کوئی آفت آتی ہے تو قوت حیوانی مع تمام اور بدنی طاقتوں کے اس آفت کے استیصال میں سرگرم ہوجاتی ہے اس طرح بقائے حیات تک ان کا یہ باہمی معاہدہ جو قدرت کا ایک بے پناہ عطیہ ہے اسے دایمی اثرون سے موکد رہتا ہے۔

ایسے ہی قدرتی نمونوں کے انداز پر عرب کے قبائل میں ہی باہمی حمایت مالی۔ جانی۔ بدنی۔ اور زمین بے دریغ فیاضی کے اصولوں سے نافذ ہوتی تھی جس کے اثر رکس اور ماتحتان میں منقسم تھے۔

اسی خاندانی زندگی کے قومی العتوں نے انتقام کی بے حد حمایت

ارن مین پیدا کر دی تھی جب وہ اون میدانوں کی طرف اقدام کرتی تھی جو مقام کے لئے قرار دی جاتا تھے تو کوئی کشش اور آرزو اس کے لئے غائب نہیں ہوتی تھی۔ سیقل شدہ تلوار کے محاصرے کے وقت جب اون کی ہم خوابہ کی دلکش دلوں نے اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کرتے تھے تو وہ بجائے اس کے کہ اس کے ارادوں میں اضمحلال پیدا کرتے اور انکو اخیر الوداع کر کے قومی جذبات میں منتقل کر دیتے تھے۔ ان سمندر رفتار جذبات کو وہ قلعہ زمین اور بھی ہمیز کر دیتا تھا جو اس کے کسی سردار یا کسی خاندانی نوجوان کے خون سے نشان پایا جاتا تھا اور وہ عبرت کدہ لحد جو اپنی نگین درخاست سے طبعیوں میں انتقام کا جو شش پیدا کر دیتا تھا ان سب سے زیادہ اون کا جو تھا جو طبیعت انتقام کی تہہ موجیں اٹھاتا تھا۔ نسل کے گھٹیانے پر اون جذبات میں کہ قہر خاموشی پیدا ہو جاتی تھی لیکن زمانہ بہت جلد اس کا لہجہ بلند کر کے از سر نو ان اثر و نگوہ برپا کر دیتا تھا۔ اس طرح نسل بعد نسل یہ دلوں نے انہیں منتقل ہوتے رہتے تھے

ان جذبات اور حمیت قومی میں زیادہ تر گران ہما حصہ اون جذبات کا تھا جو ناموس اور شرافت خاندانی کی حفاظت سے پیدا ہوتی تھی۔ اس کے شاہد اس کے حالات میں اکثر ملینگے۔

نہان ابن منذر نے کسروی درخواست کو جو بعض مخدرات

محل کے متعلق تھی ایسے نعلون سے متروک و ریا جب کو دی غیرت ضبط ہو سکی اور ذی قار کی جنگ پر اوس غصہ کا منفعلانہ اعتقاد ہوا۔

واپس کی نسل جب عرصہ دراز کی باہمی نزاعوں سے اپنے چیدہ چر کو براہ کر چلی اور اس نے مشیانیوں کی طبقہ میں کیس قدر اعتبار پیدا کر دیا تو حادث ابن عباس نے اپنے نامور فرزند بجر کو مہل کی منتقم تلوار کے سامنے اسٹوٹ سے پیش کر دیا کہ مہل اوس کے قتل کر ڈالتے سوائے غصہ کو فرو کر لے حادث کے دل میں اتنی ترابی نے کوئی انوکھ اثر پیدا نہیں کیا لیکن مہل کے پاؤں نعلون نے جو بجر کے قتل کے وقت اوس سے کہے تھے "کہ آج کلیب کے کفش پا کے تمہارے کا انتقام ہوا ہے۔ عارب کے دل میں اس بلا کی تباہی پیدا کر دی کہ جب تک ان نعلون کے کہنے واسطے کو اوس نے گرفتار نہیں کر لیا اور پس تباہی میں خاموشی نہیں پیدا ہوئی۔

اور نئے ناموس کا پایہ مرد بن کلثوم کے واقعہ سے ہی معلوم ہوتا ہے جب بادشاہ منذر بن مار السمان نے عمر کے ہاتھ کو اسٹوٹ سے بلایا کہ اپنے دربار پر ظاہر کر دے کہ کسی عربی النسل کے لٹاکا یہ رتبہ نہیں ہے کہ وہ بادشاہ کی محترمہ مان کی خدمت سے اعراض کر سکے۔ دعوت سے فایز ہونیکے خدام حرم علاحدہ کر دے گئے تھے اور توت منذر کی مان نے ہند سے بنوے شراب اور اس کی دعواست کی اور کے غیر طبیعت نے نہایت جلد پروائی سے اس دعواست کو سنا

جب دوبارہ اوس درخواست کی تکرار کی گئی تو خاندانی غیرت نے اوسکی طبیعت میں ایک جنبش پیدا کی اور فوراً اوسنے شاہی مجمع کے شرکت کر نیا لون کو جنین لاسکا شہر بٹیا عمر بن کاٹھوم ہی تھا مطلع کیا کہ ہائے تغلبی غیرت۔ یہ نقطہ عروج کے لمین سراپا اثر موکراوتر گئی اور اوسکی طبیعت نے اپنے غصے کو چہرہ اور ہاتھ کی طرف پھینکا۔ سراپردہ کے قریب تلوار شاہی اویزان تھی اوسی تلوار سے عروج نے مندر کے پارہ پارہ کر دیے۔

یہی ناموس کی پر غیرت طاقت تھی کہ کسی اجنبی طاقت کا اون پر دباؤ نہیں پڑ سکتا تھا۔ جیسے یہ جذبات قومی تھے ویسے ہی جنگلی کے ساتھ کسی امر اہم کے وقت اونکا ضبط کرنا بھی اونپر آسان تھا فریس ابن عامم منقوی لکچورڈ تھا کہ اوسکے نزدیک لاشہ معد اوسکے قابل کے جو فریس کا بھتیجا تھا سانسے پیش کیا گیا لیکن جب تک اوسنے اپنے لکچورڈ ختم نہ کر لیا اوس واقعہ کی طرف بالکل توجہ نہ کی۔ حارث ابن عباد نے جب اپنے عزیز دشمن ہلہل کو گرفتار کر لیا تو معروف ایک زبانی معاہدے کے سبب سے فوراً اوسکو رہا کر دیا۔ کعبہ کے حرم میں وہ خاندانی فائون سکے دوش بدوش کھڑے رہتے تھے کوئی حرکت اونکی خاموشی کو چھین توڑ سکتی تھی۔

اس خاندانی زندگی نے اون کے دوا کو نہایت وزر شے بنا دیا تھا اسی لئے بڑے اعلیٰ جوہرون کی اون میں تولید کر دی تھی

گہوڑوں کے زمین اور نکلے قلعے تھے۔ صبر اور نکاح زادہ راہ تھا زمین اونکے  
سے ہند تھی آسمان اونکا ایک کشادہ سائبان۔

زیر کی اور فراست کے میدان میں وہ کچھ تاز تھے شب کے وقت  
ایک شخص سو رہا تھا اور اس کے قریب دودھ کا بھرا ہوا ایک ظرف رکھا  
تھا۔ یہ اپنی خواب میں سرگران تھا کہ ایک مار سیاہ بویا دودھ اوسنے  
اوس شخص کے سر کی طرف رخ کیا اوس نے اسی استراق میں اپنے  
سر کو اٹھایا۔ تب وہ اوس کے ہاتھ کی طرف بڑھا اسنے اپنے ہاتھ کو بھی اونکی  
طرف سے جدا کر لیا۔ ایسے ہی جب وہ اوس کے پاؤں کی طرف بڑھا تو اوسنے  
پاؤں کو بھی علیحدہ کر لیا۔ آخر کار وہ سانپ نیچے اتر آیا اور ظرف میں منہ ڈال کر  
کیقدر دودھ پی کر چلا گیا۔ جب یہ شخص اپنی خواب سے تیز ہوا اور چاہا  
کہ اوس طرف میں سے دودھ پئے دنتا اوسکی بوسے تلگیا کہ اس میں سے  
سانپ نے دودھ پیایا اور چپ دراست سانپ کو دیکھنے لگا۔

اسی راست کا اثر تھا کہ تاریخی داغ۔ او زمین قیاد۔ بیاد  
سراغ معلوم کرنے کے وقایق بکثرت پائے ہیں۔

ان امور کی تکمیل میں تربیت کو بھی بڑا دخل ہے۔ ساسان  
شہنشاہ ہی اونکی تربیت کے قابل تھے چنانچہ ہرام گورسنے ابتدائی ہند  
سے بلوغ تک نمان ابن سندر کی زیر نظر تربیت پائی تھی جس کا اثر یہ ہوا



کہ خیالی اور جہانی تو اسکے لحاظ سے ساسانیوں میں یہ ایک معتبر فاتح شہنشاہ  
تھے۔

اور تربیت بغیر کماں تولید کے ہونہیں سکتی اس راز کے طرٹ مقدس  
رسالت نے رہبری کامل و زانی ہے الناس کا المعادن خیا و کم  
فی الجاہلیہ خیار کمر فی الاسلام اور کماں تولید کے مطابق بہت سو  
طبعی رازہن جن کے بیان کا اب موقع نہیں ہے لیکن بڑا سبب اس کا  
عورتوں کی طبیعت میں دلیری اور قوت مزاجی ہے۔

کیا کوئی عورت یمامہ کے اوس دو رہن رزقار سے زیادہ بہتر  
ہے جو ۵ میل کے فاصلے سے دیکھ لیا کرتی ہے۔

اونکی عورات کی قوت مزاجی کے لیے یہ نمونہ کافی ہے کہ خرقار  
نے ۱۲۰ برس کی عمر میں تحیف شاعر سے درخواست کی کہ میری نسبت  
غزلیہ شعر لکھے شاعر نے اس درخواست پر اولاً تعجب کیا لیکن اوس نے  
جب اپنا تعجب ادا کیا تو اسکی کماں رغباتی نے جو اس کے دیر اثر کیا اوکو  
توہ بغیر اس کے زندہ سکا۔ اونکی عورتوں کے نظم بالکل زندہ دلی سے  
بھری ہوئی ہے۔ یہی اسباب باہمی عشق کے تھے جس کا نتیجہ لازمی  
یہ تھا کہ اولاد اولاد و مانع کے لحاظ سے ایک اعلیٰ حالت میں ہو۔  
مرد جب اپنے عزیز کے خون پہلینے سے کسی مصلحت کے سبب سے

پہلوئی کرتے تھے تو عورتیں اپنی ویرانہ حمیت اور بے مثال غیرت  
سے خاندانوں کو جنگ پر آمادہ کر دیتی تھیں اور بعض وقت خود  
فوجوں کی طبیعت کو جانبازی پر مشتمل کرتی تھیں قطعاً

راقم  
تخلیل احمد اسلمی



## صنعت و حرفت

سلسلہ کے لئے نمبر گذشتہ ملاحظہ ہو

سینے کے سانچے

اگرچہ سو برس سے زیادہ زمانہ گذرا تھا کہ سینے کے سانچے بنائے گئے تھے اور ان کے حقوق محفوظ کئے گئے تھے تاہم سسے الیاس ہو باشندہ شہر میسی چوسٹس واقع امریکہ نے سلسلہ ۱۶ میں سینے کی کل ایجاد کی۔ سسے ہو کے سانچے میں سوئی کے سرے پر سوراخ رہتا ہے اور سیون میں دو کورونکو ملانے کے لئے ایک سینیٹھا رہتا ہے اور وقت سے سسے ۱۷ تک تقریباً ہر قسم کے سانچے وقتاً فوقتاً ایجاد ہوا کئے۔ زمانہ حال میں سینے کے سانچے حسب ذیل چار قسم کے بنتے ہیں۔

(۱) فنکٹل یا لوگ ایڈجسٹین۔ جو خانگی استعمال کے لئے موزوں دن ہر ہے۔

(۲) وہی ٹین مگر وسعت و ترقی یافتہ دھکاری و کاروبار تجارتی کے لئے۔

(۳) ٹین دوہری زنجیر دار۔ سلامتی کی۔

(۴) شین اکھری زنجیر دار سلامی کی۔

اس وقت پہلی اور دوسری قسم کے سانچے - سگر - ہو - ویڈ - لسن اور وہیلر کے نام سے مشہور ہیں - تیسرا سانچہ حب نمونہ قدیم گروو اور بنگلہ کے ہے - اور چوتھی قسم کا سانچہ ڈیل کوکس اور گبس کا بنایا ہوا ہے چند برسوں سے خصوصاً اس بات پر زیادہ خیال کیا جاتا ہے کہ سینے کے سانچے میں ختمی الامکان کم آواز ہو اور اسکی قوت و استحکام ترقی ہو - ایک رشتی یعنی اکھری کام کی شین میں سوئی دونوں طرف سے نوکدار رہتی ہے اور وہ ایک سرے سے کڑے میں گھسیتی ہے - دہاگا آگے پیچھے ہو کر برابر سیا جاتا ہے - یہ سانچہ بوٹ بنانے میں بھی مستعمل ہوتا ہے زنجیر دار سلامی میں ترقی پھر کی کی وجہ سے ایک سلامی پر دوسری ترقی سلامی خود بخود ہو جایا کرتی ہے جس سے زنجیر بن جاتا ہے - اس طرح سینے کا کام نہایت آسانی سے ہو جاتا ہے اور انسانی عقل کے مقابلہ میں جہانی طاقت بیکار ہو جاتی ہے -

### گھڑیان

تخمیناً بارہویں صدی میں صنعت گھڑی سازی ایجاد ہوئی - اگرچہ وقتاً فوقتاً گھڑی سازی میں ترقی ہوتی گئی مگر اصول میں تغیر و تبدل نہیں ہوا مثلاً گھڑی کے اندر کے متعدد چکر جو ایک دوسرے کے ذریعے سے پھرتے

اور بالآخر کانٹوں کو اوس سہل پر چلا تے ہن جبہ وقت بتلانے کے لے  
گھڑی کے ہند سے لکھے ہوئے رہتے ہن اور کم ہر تار سے لٹکایا ہوا  
بھاری وزن آہستہ آہستہ نیچے اوڑھتا جاتا ہے۔ اور ایں اثنا زمین جھک  
پھڑتا جاتا ہے جیسی گھڑیاں شروع میں پندرہویں صدی میں ایجاد  
ہوئیں۔ ابتدائی گھڑیاں وزن کے زور سے جاتی تھیں بعد میں فولاد  
کمان کی طاقت سے پکڑ دیکو پھرانے کی تدبیر نکالی گئی۔ کمان جو کبھی  
دینے سے لپٹ جاتی ہے کہلتے وقت تمام پانچوں کو حرکت دیتی  
ہے۔ جیسی گھڑیاں سب سے پہلے نمبر آٹھ سو واقع ہو گئیں متحدہ  
امریکہ میں سترہ اے مین بنا کی گئیں۔ وسطی اندرونی پیرزے جیسی  
اور فولاد کے رہتے ہن کثرت سے بنتے ہن اور برابر کام دیتے ہن اور  
ایک دن میں ہزار ہا پکر صرف ایک آدمی ساچنے کے ذریعے سے بنا سکتا؟

### چھاپہ خانہ

سب سے پہلے جو چھاپنے کا ساچہ لٹکا اور مین صرف چھپا  
نیچ یا ڈنڈے سے تختی کو ٹامپ پر دباتے تھے اور کاغذ اور لکے  
دریان رہتا تھا اسلئے حروف اٹھ آتے تھے۔ چھاپنے کی دھانی

کل سب سے پہلے اخبار لندن ٹائمز کیلئے سلسلہء امین تیار ہوئی۔ اس  
 کل میں مثل حال کے سانچو کے ایک دور بدین رہا ہے جو کاغذ و نگو  
 چھاپنے کیلئے اون تختوں پر لٹاتا جاتا ہے جن پر ٹائپ رہتے ہیں۔ اس  
 صنعت کے ایجاد ہونے کے بعد اوس میں بہت کچھ ترقی ہوئی یہاں تک کہ  
 ایک گھنٹہ میں گیارہ سو سے بیس ہزار تک کا بیان چھپنے لگین اور اکثر  
 حال کے اخبارات اسی قسم کی کلون پر چھپتے ہیں۔ بدین دار کل میں  
 چھاپنے کا اصول سلسلہء امین معلوم ہوا تھا اور اس وقت سے اس کی  
 برابر ترقی ہوتی گئی۔ امریکہ میں اسے رچرڈ۔ ایم۔ ہو۔ نے اوس میں  
 بہت کچھ ترقی کی۔ اور اس صنعت میں یہ تدبیر نکالی کہ ایک بڑے آرٹ  
 بدین پر سانچوں میں ٹائپ لینے حروف جمائے جاتے ہیں اور اوس پر  
 کاغذ رکھ کر دوسرے خارجی اور چھوٹے بدینوں سے دبائے جاتے ہیں  
 جن قانون میں ٹیپ رہتے ہیں اونکو ٹریٹنس کہتے ہیں اور بدین  
 کے ہر دو جانب قطعہ دائرہ بن جاتے ہیں۔ متفرق ٹیپ کی عوض  
 اسٹیریٹی اوٹمائپ لینے پورا صفحہ ڈال کر چھاپنے میں اور بھی آسانی  
 ہو گئی ہے۔ اسے بلک اور والٹر کی تحقیقات سے ویٹ پرنٹنگ پریس  
 (ایک قسم کا مطبع) نکلا جس میں چار میل بلکہ اوس سے زیادہ طویل  
 کاغذ کو مسلسل چھاپ سکتے ہیں۔ نرم کاغذوں پر ٹائپ سکھ حروف

چھپ کر پھر اسٹی ری اوٹا پ ہو جانے کی صنعت امریکہ میں ۱۸۶۷ء  
 میں نکلی۔ جو پریس ہاتھ سے چلائے جاتے ہیں اونکی ترقی ہی خوب  
 ہو رہی ہے ایسے پریس کی وہاں زیادہ ضرورت رہتی ہے جہاں  
 قلیل تعداد مطبوعات کے یعنی ہوتی ہے یا جہاں عمدہ اور نفاست سے  
 چوٹے چوٹے کام نکالے جاتے ہیں یا جہاں دفائی کل دستیاب نہیں  
 ہو سکتی۔ چنانچہ ملاقات کے کاروبار نفیس تصویریں۔ سنہری اور برنجی  
 کام اور رنگین مطبوعات دستی چھاپہ خانوں میں ہوتے ہیں۔

### جہاز سازی

ابتداءً جہاز بنانے کی صنعت حضرت نوح علیہ السلام سے نکلی  
 اور درستگی پاتی ہوئی اس درجہ تک پہنچی کہ حال میں فولادی اور آہنی  
 جہاز جمعہ آب بند کمرون کے جمین پانی کا گزر محال ہوتا ہے۔ سننے  
 لگے۔

جب تک کہ امریکہ میں گورنمنٹ قائم نہیں ہوئی تھی اس وقت تک جہاز  
 کو خوبصورت بنانے یا اسکی رفتار کو تیز کرنے کی طرف کسی نے توجہ  
 نہ کی تھی۔ مگر بعد میں اسکو زود رفتار کرنے اور قلیل ترین فاصلہ  
 اور روک دور کرنے کے لئے خاص طریقے انتخاب کر کے کیڑے تجارتی



اتوام نے توجہ ملیغ کی ابتداء جہاز کا نمونہ اس طرح بناتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے تختہ جات درختان صنوبر و سرو کے الترتیب جاتے ہیں ان تختوں کی درازمی ایک گز یا کچھ اوس سے زیادہ کی ہوتی ہے اور جس نمونے کا اصلی جہاز بالا فرمایا منظور ہوتا ہے اوس نمونے کا یہ ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے ایسے ڈھانچوں سے جہاز کے متعلق تین باتیں معلوم ہوتی ہیں اول اسکا مسلم پہلو دویم اسکا جوڑی حصہ لمبائی میں۔ اور سوم جہاز کے دو سادی حصے۔ اسکے بڑے نمونوں سے کمارہ بگرو کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے حسب خاطر طول و عرض کی کڑیاں جس طرح شکل و نمونہ کی مناسب سمجھیں انتخاب کریں اور جائیں۔ جہاز بنا۔ نے کے کارخانوں میں پانی کے سطح کے قریب لکڑی کے کندوں پر جہاز کا پینڈہ دکھارہا ہے اور اس کے بعد دہال جہاز اور لبہہ اس کے تہ تعلقات سلسلہ سے رکھے رہتے ہیں اس کے بعد وہ شہتیرین جو بمنزلہ اور لبکل پیلے کے ہوتے ہیں ان اجزاء منفرودہ کو جوڑنے سے جہاز کی شکل بنتی ہے۔ تختہ اور شہتیرین گرم کر کے میٹھے کیے جاتے ہیں۔ مضبوط شہتیر عموماً رخت بلوط کے ہوتے ہیں۔ بلوط کے تختہ جو بیرونی حصے میں نصب کئے جاتے ہیں وہ چار سے دس انچہ تک ہوتے ہیں۔ صحن جہاز زور و رنگ صنوبر کے تختہ کا اور سکان بلوط اور درخت موسومہ لم کا بنتا ہے۔ وچوں

کے جوڑ میں پرانی سن ڈالکر جہاز کے ٹنگان وغیرہ بند کرتے ہیں پھر اونکو رال سے لیتے ہیں اور تہ میں چارنٹ لمبی اور چودہ انچ چوڑی تانبے کی چادر لگاتے ہیں۔ لکڑی کے جہازوں میں ہی بعض جگہ جوڑ اور شہتیر اور ستون لوہے کے ہوتے ہیں۔

ایک جہاز خالص لوہے کا بہت مقابلہ چربی جہاز کے جو اسی قدر قیامت کا بنایا جائے وزن میں بہت ہلکا ہوگا کیونکہ آہنی جہاز کے لئے ہر ایک تختہ نقشے کے مطابق بناتے ہیں اور بیخ بندی کے لیے سوراخ بھی سانچہ سے کیے جاتے ہیں۔ پینڈا لوہے کا رہتا ہے اور لوہے کے سیدے شہتیروں میں تختوں سے بیخ بندی پہلے ہی رہتی ہے جو دوسرے پر تہ پر تہ کئے ہوتے ہیں اس طرح ہر ایک کمرہ جہاز بطور خود ایک علیحدہ کشتی ہو جاتا ہے جس سے جہاز کی استحکامیت بڑھ جاتی ہے۔

### آلات موسیقی

مختلف قسم کے آلات موسیقی کی مختلف صدائیں صرف چار طریقوں سے نکلتی ہیں اول حرکت تاج۔ دوم ضرب۔ سوم ہوا پھونکنا اور اونگلیوں سے جھنجھکنا سوراخ کو کھینا دو بانہ۔ چارم ایک دوسری کمان سے جھنجھک دینا۔ مثلاً سنار

پیانو - بانسلی - اور سازنگی وغیرہ -

ارگن ایک قدیم باج ہے جو مشہور شخص سے پین کی ایجاد پر مبنی ہے اس میں مختلف نیائی کی نلیوں کو ایک دوسرے سے جوڑ کر منہ سے بجاتے ہیں اور اس میں مزید نلی موسیقی کی قدرتی آواز نکالنے کے لیے ایک حد میں کی جاست میں رکھی گئی ہے ان اصول کو مد نظر رکھ کر کھنجر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ پانی سے مختلف درجہ کی حسب ضرورت و مذاق کیونکر کلین چلتی ہیں - کینیٹ ارگن امریکہ کی ایجاد ہے سنہ ۱۷۴۰ء میں تخمیناً تیس ہزار ارگن اور اتنی ہی تعداد کے پیانو فورٹ امریکہ میں بنے اور بکے اور گزشتہ دس برسوں میں ان باجون میں بہت کچھ ترقی ہوئی - پیانو فورٹ کا عام اصول یہ ہے کہ اس کے سلسلے کے حصہ میں ایک مجموعہ کھینچوں کا رہتا ہے جس سے اس کے اندرونی کھونٹیاں وابستہ رہتی ہیں - ان کھونٹوں میں مارسلل رہتا ہے - باجا جانے والا ان کھونٹوں کو ضرب دیتا ہے جس سے تاروں میں قمع پیدا ہوتا ہے -

سنہ ۱۷۷۰ء میں سب سے پہلے امریکہ کے ایک مشہور شہر فلاڈلفیا میں پیانو فورٹ بنایا اور اہم ۱۹ویں صدی کے آخر تک اس شہر نے باجون کی صنعت میں اعلیٰ درجہ کی شہرت حاصل کی اور وقت کے جب امریکہ کے پیانو کو چھار سینچوں سے بڑھتے تھے غیر مالک کے پیانو صرف سرلشیں سے وصل کئے جاتے تھے -

سنہ ۱۸۷۰ء تک پیانو کی ایجاد نہ ہوئی تھی - اولاً نیچر کی کھونٹوں کو

ایک سید ہاتار لگا کر اوپر کی طرف کھینچتے تھے اور تار کے دوسرے سرے پر ہین لگا ہوا  
 کچی کے دوسرے کنارے پر چپان رہتا تھا۔ بعد میں زمین آہستہ آہستہ خشکی میں  
 رہی یہاں تک کہ اب کما کی پونچھ لگی۔ پہلے زمانے میں پیا نو فورٹ کی ٹوریں  
 ہمیں تاروں کی رتی تھیں مگر اب ٹانٹ کی ڈوریاں بہت موٹی ہوتی ہیں  
 جیسے مسی قلمی رتی ہے۔ ڈوریوں یعنی تاروں کی سطحی۔ مضبوطی اور کشش  
 نیچے سے اوپر تک رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی ہے جس سے آواز میں نمایاں تغیر  
 رہتا ہے۔ مثیل پیا نو میں تار نیچے سے اوپر تک طول میں لگائے جاتے  
 ہیں اور بڑے و مر بھ پیا نو میں تار عرض میں ہوتے ہیں۔ بڑے پیا نو فورٹ  
 میں ہر ایک درمیانی اور بالائی آوازوں کے واسطے تین تین تار اور ہر ایک  
 آواز کے لئے صرف دو تار رہتے ہیں۔ غیر ملک کی بہ نسبت زیادہ ارزاں  
 اور زیادہ کثرت سے ہر قسم کے اسٹیل و اسٹیل باجے ملک جوڑ میں بنتے ہیں  
 گو کہ انھند اور فرانس میں چند میکس یعنی باجھ ساز شہرت یافتہ ہیں تاہم دنیا  
 میں امریکہ کے باجے سب سے زیادہ عمدہ ہیں۔ اعداد کے ارگن بنانے میں  
 اہل جرمن سب پر سبقت لے گئے ہیں

### تیار کی گئی

جلد سالسی روز بروز مستعد و سیح ہو گئی ہے کہ اس کے لئے بعض موقوفات پر

بڑے کارخانے قائم کئے گئے ہیں جہاں ہر قسم کا کام مکمل رہتا ہے۔ بڑے  
 پیسہ خانوں میں اکثر اوقات نہ صرف کتابوں کی جلدیں تیار ہوتی ہیں بلکہ  
 ٹائپ بھی بنائے جاتے ہیں۔ ٹائپ کے بنانے میں سیسہ اور سرے کے سوا  
 برا حصہ شے کا محلول رہتا ہے ٹائپ تانبہ کے سانچوں میں بستے ہیں  
 اولاً ایک سخت دھات پر جہد حروف مختلف اقسام کے کندہ کر لئے جاتے  
 ہیں جب اور ٹائپ اوس تیار شدہ حروف کی مانند بنانے ہوئے  
 تو اوزار کے مذکورہ بالا کے مجموعہ کو تانبہ کے سانچوں میں ڈال لیا اور  
 اوس سخت دھات سے چیر حروف پیسے سے کندہ رہتا ہے مرتسم کر دیا  
 ٹائپ خانوں میں باعتبار حروف بھی رکھے جاتے ہیں جاتے وقت  
 اوپر پہلے دو کڑیوں کے درمیان میں جبکہ کمپوزنگ اشک کہتے ہیں  
 رکھتے ہیں وہاں سے سطر بطریقگیل میں جاتے ہیں۔ گیلی سے صفحوں  
 میں جگے چاروں طرف لوہا لگا رہتا ہے اور پریس میں چھاپنے کے لئے  
 تیار رہتے ہیں۔

اگر کتاب کو اکثر ٹائپ میں لانا منظور ہو تا ہو تو ٹائپ جا کر چھاپنے کے  
 کمرے میں لانے کے پہلے ڈھانے کے لئے بیجا تے ہیں  
 اکثر ٹائپ کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے کہ جو صفحہ مفرد ٹائپ کا  
 جایا جاتا ہے اسکو بالاجمع قوت برقی کے ذریعے سے ڈھال لیتے ہیں

جس سے خفیف نقش (حروف) تانے کے تختہ پر نمایاں ہو جاتا ہے۔  
 الکٹر و ٹائپ ہو جانے کے بعد پھر ٹائپ کو متفرق کر دیتے ہیں اور نسل سابق  
 اور نئے دوسرے کام لئے جاتے ہیں۔

چھاپنے کے کمرے سے مطلوبہ کاغذات خشک کرنے کے کمرے میں پہنچا  
 جاتے ہیں جہاں ۱۰۰ درجہ سے ۱۲۰ درجہ تک گرمی رہتی ہے بعدہ ہائیڈرو  
 پریس سے دباتے ہیں کل کے ذریعے سے صفحہ وار پٹیٹے جاتے اور بعد  
 کاٹنے۔ دبانے۔ اور سینے کے حسب ضرورت و مذاق کپڑے یا جودی  
 یا کھلی جڑے کی جلد باندھی جاتی ہے۔

### سگار اور تنباکو

سگار بنانے کی ترکیب آسان ہے۔ تنباکو کے ایک پتہ کو سہ گوشہ بنا کر  
 ایک تختہ پر رکھتے ہیں۔ پھر بہت سے تپن کے ٹکڑوں کو اس سے  
 کے بچپن رکھکر ہاتھوں سے پٹیٹے ہیں۔ سگار کی نوک قینچی سے کرتے  
 ہیں۔ اور پھر گوند اور چکوری سے چکا دیتے ہیں اس کے بعد سگار ناک کے

یہ گرمی اکثر ہائیڈرو پریس سے دریافت کی جاتی ہے اگر گرمی کم ہو تو آگ سے لگی  
 پھوپھا کر جوڑے کو گرم کیا جاتا ہے۔

کشادہ سرے کے حصے کو مربع شکل میں کاٹتے ہیں۔ یورپین ملکوں میں  
سگارسازی میں اکثر عورتوں سے کام لیا جاتا ہے۔ صرف شہر برمن  
واقع جرمینی میں اس کارخانے میں پانچزار سے زیادہ لوگ کام کرتے  
ہیں اور ہر سال تیس کروڑ سے زیادہ سگار غیر مالک میں ارسال ہوتے  
ہیں۔ ششہء امین مالک متحدہ واقع امریکہ میں زاید از ۶ لاکھ ایکڑ  
زمین میں تنباکو کی کاشت ہوتی تھی جسکی پیداوار ۷۷ لاکھ کروڑ رطل  
تھما کو قیمتی پانچ کروڑ ننگ لینے کوید انچا کروڑ روپیوں کی ہوئی ششہء  
تک سود برس میں گورنمنٹ مالک متحدہ امریکہ کو۔ ۷۰ کروڑ دار (ایک  
ڈالر۔ سو اور روپیہ سکہ قیصری) صرف محصول تنباکو سے وصول ہوا ششہء  
میں شہر نیویارک واقع امریکہ میں ۶۵ کروڑ سگار اور ۵۵ کروڑ سگار سٹ  
(چوٹے سگار) بنائے گئے۔ کہانے اور پیسے کے لئے تنباکو کو دانہ دار  
بارسک یا لسی کاٹتے ہیں۔ ملک ورجی نیا واقع شمالی امریکہ کی تنباکو کو  
لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں جگہ لوسی زیادہ واقع شمالی امریکہ خاص قسم  
کی تنباکو کے لئے جسکو پیرک کہتے ہیں بہت مشہور ہے اس قسم کا تنباکو کہیں  
نہیں پیدا ہوتا۔ شہر کنگلی واقع یونائیٹڈ سٹیٹس کا تنباکو عموماً سیاہ رنگ  
کا ہوتا ہے۔ گمر شمالی کیرولینا اور ورجی نیا کا تنباکو چکداز روڑ رنگ اور نہایت  
خوشبودار رہتا ہے سگار بناتے وقت ایک رنگین عرق کا بھی استعمال ہوتا ہے

جس سے چٹے کا رنگ بدلتا ہے اور اس میں خوشبو پیدا ہوتی ہو تاکہ کو احتل انگنٹ  
مین فی آدمی پا ار مل اور مالک متحدہ امریکہ میں ۶ رطل ہے

### تیرنی بنائیکے کارخانے

گنے کی تنکر اور مصری بنانے کی ترکیب بہت قدیم زمانہ سے مروج ہے اور  
یہ صنعت نجینا آٹھویں صدی میں ایشیا سے یورپ میں لائی گئی۔ امریکہ  
کے ظاہر ہونے کے بعد بہت جلد تنکر سازی کا کارخانہ شہر سین ڈیو گنگو  
واقعہ ریٹ انڈیز میں بنایا گیا مالک متحدہ امریکہ میں صد ہا تنکر آٹھویں  
ان کارخانوں کے متعلق ہیں۔ صرف شہر نیویارک میں پچیس یا تیس  
تین قائم ہیں۔ اس قسم کے مرہ اور بٹائی وغیرہ بنانے میں اکثر ایسی  
ذیل متعل ہوتے ہیں۔

تنکر۔ شہد۔ قند سیاہ۔ ملائی۔ صمغ عربی۔ چکری۔ ندیل  
مٹر۔ کھیرے کا سفوف۔ رب السوس۔ جوبی۔ تخم سن۔ دھما  
دار چینی۔ لونگ۔ اور جریہ الس لیتھ کی کافی وغیرہ۔

اسکے علاوہ لذت کے لیے۔ سیاہ مرچ۔ شک۔ پیپرینٹ  
رابس بری۔ گلاب کے پھول۔ تخم زعفران وغیرہ بہت



خوشبودار ابراہیم کر تے ہیں۔ اور نیز اس قسم کی شیرنی میں رنگ پیدا کرنے کے لئے ولایتی قرمز دیلے۔ اور زعفران ملائے ہیں۔  
 قند بنانے کی خاص ترکیب یہ ہے کہ سکر کے سخت شیرہ کو ابال کر اس ترکیب سے جاتے ہیں کہ اوسکی چکڑاقلین بن جاتی ہیں اوسکے بعد رنگ چرما ہیں اور پھر اوسکی متعدد شکلیں بنا کر خشک کرتے ہیں۔ اس کام میں سانچہ اور ہاتھ دونوں کی ضرورت رہتی ہے

### چھری وغیرہ بنانے کے اوزار

کچھ عرصہ سے عمدہ قسم کی کٹری (یعنی کاٹنے کے اوزار) جو مہذب ملکوں کے حوائج کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ انگلستان میں بنتی ہے۔ موجودہ عہدی کر شروع میں اس صنعت کا کارخانہ مالک متحدہ امریکہ میں نکلا۔ اور چھری وغیرہ کے پہلو ٹکڑے کرنے کے لئے چوٹے ہوڑوں کی ایجاد (جو امریکہ کی اصلاح سمجھی جاتی ہے) ہونے سے کام میں بہت سہولت ہو گئی۔ اوسکے بعد ان تھیاری کی دھاروں کو تیز کرنے کی کل ایجاد ہوئی جسکے باعث اس قسم کے اوزار و تھیار ارزان ہو گئے۔ ایک چھری اپنی ساخت میں از ابتدا تا آہٹا مختلف کام کی وجہ سے ۱۶- نمز میں ملے لگتی ہے۔ اور یہ سب کام سانچوں میں کیئے جاتے ہیں۔ اس صنعت نے کس درجہ تک ترقی کی اوسکا نتیجہ نمزیکے

کے لئے صرف ایک کارخانہ میں ایک برس کے عرصے میں جتنی خام مصالح کا  
 مصرف ہوا اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-  
 معدنی کوئلا (۵۶۰۰۰ من) لکڑی کا کوئلہ (۲۰۰۰۰ من) ۰۰۰۰۰۰ رطل  
 گرائنڈ سٹون - ۴۴۰۰۰ رطل - ابری - ۳۰۰۰ رطل موم -  
 اور دستوں کے لیے ۳۶۰۰۰ رطل ہاتھی دانت - ۱۱۲۰۰۰ رطل آہٹس  
 ۵۰۰۰۰ رطل روزوڈ (یہ ایک قسم کا درخت ہے جو آپس کے پھاڑوں واقع  
 شوزرلٹ میں پیدا ہوتا ہے) ۳۰۵۰۰۰ رطل ناریل کی لکڑی اور ہر روز  
 دوٹن فولاد اور پھل دوسٹون پر ملمع کرنے کے لئے چاندی کثرت سے  
 مستعمل ہوتی ہے نقطہ (باقی آئندہ)

راقم  
 من



نام ذیل میں اجرتی اشتہار مجتبہ دیا کرتے ہیں۔ محمد یوسف منیر

## تدبیر جوانی پیر کو کتاب سے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم الکبر کار کھتا ہے جس سے پیران ہفتادہ سالہ تک کو کیسا نفع ہوا ہے اور اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کی پرہیز کی ضرورت ہے نہ آگہ و غیرہ کا کچھ خطرہ و رگ و شہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامرد کو خواہ وہ کسی سبب سے ہوں جو خلقی اور مادر زاد ہو نیکے اپنی معجزا اثر سے دفع کرنا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ترکیب کا لافہ سہرا تیل کے ملتا ہے قیمت فی شیشی صمدہ محصول ۴۴ رواد ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

### دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرّد

زمرّد کا کشتہ جو با جزائی مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چاندل کے برابر خوراک ہونی چاہیے خوراک سے پہلے پیر و زنگبارہ روز کی خوراک میں نصف فائدہ کلی ہوتا ہے خواص ان پچھلے براسے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید واقع جربان۔ معوی دماغ و اعصابے رئیسہ و ارواح و متیق نفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغوی بدن و دفع ثباتی ہضمہ میں نو حکم الکبر کار کھتا ہے یعنی کسی ہی مرض کی حالت ردی ہو کر غراب ہوگی اور بلفصلہ صحت ہوگی۔ اکسیر حیات یعنی عرفی بخار۔ امراض بصر و ملیغ و صفائی اخون و انواع درد و اقسام تپ جڑ دیا چوتھا۔ تپ دق۔ استفا۔ طہالی۔ آتک سوزاک جربان سفید دماغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادوی اور ٹھنڈی اور چارہ نوش سے خوشگی لاغوی اور ضعف جگر و غیرہ لاق کو نے بن سکو منیر و نیز دین کو کتاب ہے ایک جس کا لکھ کو کافی سے قیمت فی بوتل صمدہ محصول ۴۴ رواد ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

و مقبل در دمس کے لئے عجیب چیز ہے۔ پہلے ہی روز میں ایک دو بار کے استعمال سے درد  
 و جہان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتے میں لفصلہ درد مسہ بالکل دفع ہو جاتے ہیں اور کبھی  
 خود نہیں کرتے وزن و دوا ایک تولہ قیمت صحر محمول ہر۔ جہان مانا۔ اس عرق  
 کے لگانے لکھنوی کوئی تیز موتی ہے پھولی درد و ہند سرخی چشم جلد بیمار کو کو دفع کرتا ہے قیمت  
 صحر محمول ۴ درزن عرق ۶ ماشہ۔ **خصاب نایاب**۔ بے مثل رنگ و رنگ ہے  
 نادر خصاب ہے۔ گویا کہ آند آند فضل شباب ہے جیسے کہ عوام میں خصاب سے وقتیں واقع  
 ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی چوتھے آٹھویں روز ہندی لگا کر باندھتے اور بعد تین گھنٹہ  
 کے پھر دسمہ لگا کر باندھنا اس میں قریب چہ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سبب ہونیکے  
 سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ ہندی اور دسمہ کا بانی جب دماغ میں  
 جذب ہو گا تو اس سے سوا نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ ایام سرمایہ میں سردی  
 وغیرہ کے جب قدر کئے جا رہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بہت کم طلب کریں۔ اس میں کوئی مبالغہ  
 نہیں۔ تھوڑی ترغیب اس کے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں۔ واقع بالجوزہ۔ خارشست سر۔ ضعف  
 علاوہ برین خوشبو میں منظر مثل کورہ۔ باعث درازی مو۔ مغرغ دماغ۔ بالوں میں بخمی نہیں  
 بلکہ ملائم کرتا ہے۔ سیاسی میں بالوں کو مثل اصل بالوں کے کرتا ہے دوسرے دوز بطور رگون  
 چینی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگائے تو بال  
 مثل اصل بالوں کے سیاہ ہونیکے کوئی تیز نہ کر سکے گا کہ یہ خصاب ہے ایک بوتل میں تین  
 ہر یعنی ڈبرہ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل عطا علاوہ محمول نصف شیشی عطا ہمارم شیشی غیر  
 اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفا خانہ میں ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔ **اطلاع ضرور**  
 واضح ہو کہ بہت سے ہندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان پور میں بہادران نے میرے  
 عندہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمایا ہیں اور نیز سندوستانی خطوط صحت۔ قریب ہزار ہا  
 ہوئے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہونیکے چاہے طلب فرما کر ملاحظہ ہوں

میرے ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت ملکوں کے ساریٹ  
 ملی ہیں آدہ انہ ٹکٹ بھیج کر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنی شہر کے رئیسوں کی خوشامد  
 کر کے ساریٹکٹ بنائی ہیں۔ بس میرے ساریٹکٹ لگا کر ملاحظہ فرمائیں تاکہ وہ کون ہو۔  
 ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجائش نہیں رکھتی اور جس سے زندگی تادم  
 مرگ انسان قائم رہنا قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں کیفیت ادویہ  
 کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔ **مشہر حکیم ابوالحسن نمبر ۲ شفا خانہ شہر بنارس محلہ والہ**  
**نقل ٹی ج کی۔ مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں**

امراض ذیل کی ادویہ شفا خانہ زبدۃ الحکماء اکثر غلام نبی ادیٹر رسالہ حافظہ صحت لاہور میں  
 چھٹہ ۱۷ سے جاری ہے ملتی ہیں۔ مفصل فہرست ساریٹکٹ ٹکٹ لکھ آئے سے مل سکتی  
 ہے **طلحہ** جو استعمال بچہ پن کے نقص رگوں کی رطوبت و لگاؤ کو دور کرتا ہے فی تولد للعدس  
 ضعف اعصاب ریٹہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فوج  
 کی اشتہا و ضعف جگر و ششی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعدس **سوراک** بنامہ یار انارک  
 الحوم ۱۸ گھنٹہ میں اپنا اثر سرش ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی بوتل صمدہ **سیرامیل**  
**خوشبو دار**۔ بالونکو سیاہ رکھتا ہے۔ تزلزلہ۔ زکام۔ زہر۔ درد سر۔ ضعف  
 و بھر کو مٹاتا ہے فی شیشی لے روپہ۔ **حب التثلب**۔ بلامنہ آسے قے  
 و دستک دور کرتا ہے پھر ہوشانین دو ہفتہ للعدس **کحل الجواسر** سرسہ معنی پھر  
 حافظہ مینائی دافع نزول و دہندہ و جالہ خارش پانی جانا ۳۱ ہفتہ سے۔ **حب**  
**الاثرسون**۔ دانت کا جلد کیرے کا لگنا بد بو میل خون جانا مسوڑ و نکی خرابیاں  
 ہم تولد۔ **حب بوا سیر**۔ بادی خونی مسوکی شیشین قبض کو مفید دوتے  
**حب ذیامطین**۔ بار بار انا پشباب کا پیاس و کم زوری و لاغری کو دفع

فی تولدہ بعد حب یاکم مقام۔ ایون وچاند و بلا ضرور سرج نشہ چو  
جاسے فی تولدہ صمہ۔ خضاب زینت شباب چندنت میں نیارنگ  
نیاننگ نہ باندہ ہے کی ضرورت۔ قیمت تین روپے

روغن اعجاز - ناسور بگنبد - تالو کا سورخ خنزیر - بد - کیرٹے زخموں کے - کالی  
گھاسی - نئے ایام حل - خسرو - چھپک کو دفع کرتا ہے - آتولہ - عطا - رسالہ - دفع تنگی  
دوسراک - رسالہ میضہ - رسالہ بواسیر - مصراہ - مسکرات - رسالہ حافظ صحت عطا  
فرستہ - زبدۃ العلماء ڈاکٹر غلام نبی اویس مراد صاحب  
نامی و معتبر کارخانہ عطر لائبریری

حوضہ دار سے یہ کارخانہ ساتھ نیکنامی و عہدگی مال و صفائی معاملات کی شہرت پذیر ہے و نیز اسناد و سرٹیفکٹ و متغہ درجہ اول کی حاصل کی ہوئی ہے اس کے مال عمدہ ہونے کی دلیل بھی کہ ایک مرتبہ لطف فرما کر امتحان کیا جا زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے درجہ اول و پچھلے یا نقدیت کے پر تمیز ہو سکتی ہے علاوہ ان غلطوں کے اور بھی ہیں جن کی فہرست علحدہ ہے طلب فرما کر ملاحظہ کر لیں

فہرست غلط درج ذیل ہے

عطرانی فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر مائی نور عمامہ عظمیٰ	عطر کوہ فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر کلاب فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر پنبی سرخ فی نور عم	عطر افرقی نور عم
عطر مشی فی نور عم راز	عطر بدن مان نور فی نور عم	عطر جوی فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر سواک فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر مجید فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر وس فی نور عمامہ عظمیٰ
عطر شمشادی فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر حسانی نور عمامہ عظمیٰ	عطر حسن فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر مولد فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر اکرا بادی فی نور عم	عطر فتنہ فی نور عمامہ عظمیٰ
عطر حبیبی فی نور عمامہ عظمیٰ	عطر روح شمس فی نور عم				

الحی بخش و امام الدین لکھنؤ منصور گڑھ







جلد چہارم

حسن

نمب



اَعْلِيُوْنِيْ اِذَا اَحْصَيْتَ مَلٰٓئِكَةً  
وَاَنْ اَخْطَاكَ فَاَوْفِ بِصَلٰوَتِكَ  
فَاِنَّ اللّٰهَ يَوْمَ كُلِّ يَوْمٍ  
سَعُوْنِيْ الرَّحْمٰنُ صَلٰوَةً

باب ۹۱  
بابت اہ جولانی

مضامین

از جناب سو کو سراج الدین احمد صاحب  
لوٹیر سر مور گڑھ

سلطان بارید یلدرم اوتیور بادشاہ  
گورگانی۔ اور سلطان کی موجودہ پول  
حالت کی نسبت ایک خیال  
(اس مضمون کے مصلحتیں ایک اشرفی نذر گئی)

از عین اب فاعل اب از جنگ بہادر

صفت و صفت

یکے از مشرقین بخیر کار

و اعطان مسیحی کی کامیابیوں پر ایک  
غیر مسیحی کی نظر

حیدر آباد

مطبع حسن بن جہا

## رسید زر

جن قدر و انون نے رسالہ حسن کی امداد بوطائے زر چندہ فرمائی اور پیکے نام نامی بعد گزشتہ  
 حسب ذیل ہیں۔ امید ہے کہ جن حضرات نے اب تک کسی وجہ سے بوطائے چندہ رسالہ  
 ممنون و شکر گداز نہیں فرمایا وہ بخیاں ضروریات رونعرہ مطبع جلد ہر فراز فرمائیں گے۔  
 گزشتہ و پیشہ کی رقمیں بہت سے نامی گرامی حضرات کے ذمہ ہنوز باقی ہیں۔

۱۰

عالیجناب نواب برق جنگ بہادر

۱۱

عالیجناب نواب تہ جنگ اشرف الدولہ بہادر

۱۲

عالیجناب نواب بیچر افسر جنگ بہادر

۱۳

عالیجناب نواب فتح نواز جنگ بہادر

۱۴

عالیجناب راجہ شیوراج بہادر دھرم دت

۱۵

عالیجناب نواب فخر الملک بہادر

۱۶

عالیجناب آقامرزا احمد بخان صاحب

۱۷

عالیجناب نصرت کرمل سرہا عطار احمد خان بہادر

۱۸

عالیجناب نواب سلام احمد خان صاحب بہادر جاگیر دار

۱۹

عالیجناب نواب غلام زین العابدین صاحب

۲۰

عالیجناب ڈاکٹر محمد عباس صاحب

۲۱

عالیجناب سید محمد صاحب ایڈی کانگ

۲۲

عالیجناب مولوی احمد صاحب من معتمد

۲۳

عالیجناب منشی محمد مبارک حسن صاحب

۲۴

۲۵

(باقی ہو گا)

سلطان بایزید یلدرم اور تیمور بادشاہ گورانی

اور

مسلمانوں کی موجودہ پولیکل حالت کی نسبت خیال۔

مسلمانوں کی سلطنت کو جس قدر ان کی خانہ جنگیوں نے صدمہ پہنچایا ہے کسی بیرونی طاقت نے اس کا عشر عشر بھی نہیں پہنچایا۔ ان کی بڑی بیانی طاقت کے زمانے میں کسی غیر اسلامی سلطنت کو اس کے مقابلہ کی طاقت ہرگز نہیں تھی اور کوئی طاقت ان کو نقصان پہنچا نہیں سکتی تھی جب تک ان کے اقبال اور بخت نے یورپی کی وہ غیر سلطنتوں کے نفع کرنے کی طرف متوجہ رہے۔ اور جب بدقسمتی کے دن آئے تو اپنے ہی گھر میں ان کو تماشہ کر لیا۔ لومہ لوہے کو کاٹ دیتا ہے اور جب دو شیر آپس میں لڑتے ہیں تو غریب بکری صبح و سلامت اپنے گھر پہنچ جاتی ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ یورپ کی تعدد عیسائی طاقتیں متحد ہو کر ایک مسلمان بادشاہ کے مقابلے میں آئیں مگر اسپر بھی نیچا دیکھنا پڑا۔ لیکن یہ اتفاق بہت کم ہوا ہے یا نہیں ہوا کہ دو مسلمان بادشاہ ہی کسی غیر سلطنت کے مقابلے کے واسطے

ایک دوسرے کا دست و بازو بن گئے ہوں۔ بلکہ برخلاف اسکے تمام بڑی اسلامی سلطنتیں آپس ہی میں ایک دوسرے کے رقیب ہو کر مٹ گئیں یا کم زور ہو گئیں۔ خصوصاً مسلمان بادشاہوں نے اپنے آپ کو اس اخوت کی نعمت سے جو حکم دیا گئی تھی مستثنیٰ سمجھا تھا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس سلطنت کا مذہب ہی دوسرا تھا۔

لَا تَمْلِكُ أَعْيُنُكُمْ  
وَأَصْحَابُكُمْ يَتْلُونَ  
عَلَيْكُمْ كَلِمَاتٍ لَّا تَحِلُّ  
لَهُمْ وَلَا لَآ أَحَدٍ مِّنْهُمْ  
أَن يَتَّخِذَ لِحُكْمِهِمْ  
سُورَةً أَوْ يَنصُرُوهُ  
بِمَا كَرِهُوا لَكُمْ  
وَتَقُولُونَ عُنَا  
يَتْلُوهُ لَهُمُ الْفُتُو

اسلام سے اس کو بہت کم تعلق تھا۔ اس بدبخت سلطنتی مذہب نے خلفائے راشدین کے زمانہ خلافت کا خاتمہ بھی اطمینان سے نہ ہونے دیا تھا۔ لکھنے والوں کو ہوشیار رہنا چاہئے کہ کیوں کر وہ بادشاہوں کے افعال کو اسلام میں ملا کر دو غیر جیس چیزوں کے پیوستہ کر دینے کی غلطی میں پڑتے ہیں۔

یورپ ہنکو کو ایک نیولین دکھلاتا ہے۔ اس عظمت اور نشان و شوکت سے کہ آنکھوں کے سامنے چکا چوند اجاتی ہے۔ لیکن اسلام نے اتنے نیولین پیدا کئے تھے کہ اگر ان کی ڈائری لکھ کے دکھائی جاتی تو یورپ کے نیولین کیے سننے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہتی۔

فلک یک جلوہ خورشید دارد با ہمہ شوکت

ہزاران این چنین دارد گریبان زمین

مسلمانوں کی قوت بازو کا خوف نیولین کو معترف ہونا پڑا تھا۔ مصر میں اگر

اوسکے سر میں سب سے بلند خیال یہ تھا کہ اوسکے عظیم الشان ارادہ کے پورا ہونے (دنیا کے فتح کر لے) کی اس سے زیادہ قابل اعتماد کوئی تدبیر نہیں ہے کہ ملوکیوں اور مسلمانوں کی دوسری بہادر قوموں سے ایک جو ارفع تیار کرے اور غم کی راستہ وسط ایشیا سے گذر کر ہندوستان پر حملہ کرے اس قوم کی حیرت انگیز بہادری نے اس کے دلوں کو سحر کر لیا تھا سچے دل سے یا مصلحت سے یہ کون بنا سکتا ہے اوسنے کلمہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

پڑھ لیتا تھا۔ اگر اوسکی قسمت اوسکو چند روز اور مصر میں مہلت دیتی تو وہ بجائے پولیس شاہنشاہ فرانس کہلانے کے ایک خلیفہ کہلانا زیادہ پسند کرتا۔ مصر کے بلند مینا پر بٹھکر اسنے تین مہینوں سے جو گفتگو کی تھی اوسکو پڑھ کر اس امر میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ گو آج ان باتوں کے کہنے سے کوئی فائدہ نہ ہو اور ذکر جوانی در عہد پیری سے زیادہ کوئی وقعت نہ رکھتا ہو۔ لیکن جب کہا جائے تو یہ آسانی سے کہا جاسکتا ہے کہ ہم ایک پولیس کے مقابلے میں بہت سے پولیس دکھا سکتے ہیں۔ بہت دور مت جائے۔ تیمور کا تذکرہ ماہ اپریل کے حسن میں چھپا ہے۔ اسی بادشاہ کے روزنامے کو دیکھئے اور اوسکے ارادوں کی ثرائی اور نظر کی بلندی اور حیرت انگیز کامیابی کو پولیس سے مقابلہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ بہادری اور خبگ کے میدان میں جو بے داغ شہرت اوسکو

حاصل ہے وہ پولین کو نہیں ہے۔ اور اگر دونوں کے اون اسباب کا جو  
قدتہ اونکے گرد و پیش جمع تھے لگاؤ کیا جائے تو تیمور اپنے فن میں زیادہ  
تولیف کا مستحق ہے۔ قدیم مورخوں کا یہ دستور تھا کہ جائے اسکے کہ اس قسم  
حسرت انگیز جی فی اس اور بہادری کا کرڈٹ خاص ہیرو  
کو دیتے وہ اسکو بعض دور از کار اور بعید از قیاس اسباب اور واقعات سے  
منسوب کرتے تھے۔ ناممکن اور محمل قصوں پر یقین کرنا اونکو آسان معلوم ہوتا تھا  
مگر اوس ایک شخص سے ایسے امور کا سرزد ہونا امکان سے بعید سمجھتے تھے تیمور  
کے ہر ایک بڑے حیرت انگیز کارنامے کو کیکی کرامت اور معجزے سے منسوب  
کر دیا گیا ہے اگر سید ہے اور سادے واقعات کو اونکے اصل مالک کے  
میں در دیا جائے اور اوسکے بن حقون کا دوسروں کو بلا استحقاق غاصب  
بنادیا گیا ہے تیمور کو واپس لائے جائیں تو وہ مدیم المثال نکل آئے گا

چرخ نیلی ہے بہت انہی شفیق پر نماز میں

تو بھی اب بام پہ اگر کفک پاؤ کھلا۔

مگر میرا مطلب ان چند سطور میں ایسے متفرق اور بے مرکز خیالات کے  
لکھنے سے نہیں تھا۔ ماہ اپریل کے حسن میں ہمارے محمد مکرّم جناب مولانا  
مولوے احمد شفیق صاحب نائب وزیر ریاست بہاولپور نے جو نہایت  
عمدگی کے ساتھ تذکرہ تیمور لکھا ہے۔ اوس میں انھوں نے تیمور پادشاہ

اور سلطان بازید کی باہم جنگ کا سب ذیل حال لکھا ہے کہ  
 دو بازید کو چودہ برس تک یورپ میں ایسی ہی کامیابی ہوتی رہی جیسی  
 کہ ایشیا میں تیمور کو ہوتی رہی۔ پس بازید وہ شخص تھا جسے اس بڑے  
 فاتح کے ساتھ بہرہ آزمائی چاہی۔ تیمور نے ہندوستان سے سمرقند کو منصور  
 و مظفر واپس ہو کر سیر پاپر چڑھائی کی۔ حلب اور دمشق کو لوٹ لیا اور شہر  
 انگوریہ کا محاصرہ کر لیا۔ بازید محاصرہ اٹھانے کے واسطے انگوریہ کی طرف بڑھا  
 اور ۸ جون سنہ ۶۷۰ میں یہ دونوں بہادر ایک دوسرے کے مقابلے  
 میں آئے۔ اس وقت دنیا کی جنگ ہائے عظیم سے ایک بڑی جنگ کا فیصلہ  
 ہوا تیمور کا ستارہ اقبال اوج پر تھا۔ بازید نے نیچا دیکھا۔ تیمور کا یہ ایک  
 رقیب ایسا تھا جو تیمور کے سر سے آج تاج شاہی اوتارنے کی اسید کرتا تھا  
 مگر داڑگوئی طالع نے بازید کا سر تیمور کے آگے جھکوا دیا اور وہ تیمور کی قید  
 میں آگیا۔ جس طرح اس سلطان کی قیمت کا لکھا پورا ہوا اس کی نسبت  
 مختلف روایتیں ہیں مگر یقینی امر یہ ہے کہ وہ بحالت قید ایک سال کے  
 عرصے میں مر گیا۔ مشہور قصہ یہ ہے کہ تیمور اس کو لوہے کے قفس میں بند  
 کیے ہوئے اپنی مظفر و منصور فوج کے ساتھ لیے پھرتا تھا اور خلعت خدا کی  
 اس کا تماشا دیکھتی تھی۔  
 اس مختصر کیفیت کے پڑھنے سے اون لوگوں کو جو تاریخ سے واقف نہیں ہیں



سلطان بازید کے واقعہ کی دلچسپ یادروناک کیفیت جس سے کہ وہ خیال کیجاد معلوم نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ اس سلطان کی قسمت دنیا کے عظیم واقعات میں سے ایک واقعہ ہے اسلئے میرے دلمین آیا کہ آپ کے ناظرین کے واسطے سلطان بازید کے مختصر حالات لکھ کر آپ کے پاس بھیجوں۔

اگر نیپولین شاہنشاہ فرانس کو شاہانہ بادری اور عظمت کا ایک نمونہ فرض کرنا مناسب ہو تو سلطان بازید بجائے خود ایک دوسرا نیپولین اسلام کی تاریخ میں تھا اور اگر سچ پوچھو تو واقعات تاریخی کے لحاظ سے جعفر نسبت سلطان اور شاہنشاہ کے حالات میں ہے وہ اور کسی دو بادشاہوں کے حالات میں نہیں ہے اور جب شاہت ان دونوں کی قسمت اور انجام میں ہے وہ بھی حیرت انگیز ہے بطرح نیپولین نے اپنی قوت بازو سے کامیابی حاصل کی تھی۔ اسی طرح بازید کا بھی کوئی دوسرا شریک اور معاون نہ تھا۔ نیپولین نے جنرل کے خطاب سے گریٹ کانسل اور اوس سے امپیر کا خطاب اپنے لئے اپنی عظمت اور شوکت کی نسبت سے خود تجویز کر لیا تھا اسی طرح بازید نے خان سے امیلو۔ اور امیر سے سلطان کا خطاب اپنی بزرگی اور شان کی نسبت سے خود تجویز کیا تھا بطرح نیپولین کے نام کے عرب سے دنیا کے بادشاہ کاہتے تھے اسی طرح بازید کے نام سے یورپ کے تمام سلاطین تھرتے تھے۔ بطرح نیپولین کی قسمت کا فیصلہ عین

جاہ و جلال کے زمانے میں اس ایک ہی شکست میں جو اس نے اپنی تمام  
کارزار کی زندگی میں دوسری دفعہ پائی تھی ہو گیا تھا۔ اسی طرح عین عروج  
اقبال کے دنوں میں اس ایک ہی شکست میں جسکی شکل بائزید نے اپنی  
تمام عمر میں پہلی دفعہ دیکھی تھی اسکی قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا تھا۔ نیولین  
نے آخری میدان جنگ وائٹ لو کا میدان تھا اور بائزید کے لیے انگلینڈ  
کے میدان فافٹ۔ نیولین کا فاتح اسکا ہم مذہب و لنگٹن تھا اور بائزید کا فاتح  
اسکا ہم مذہب تیمور تھا۔ بائزید اس شکست کے بعد جطرح ایک قفس میں بند  
کر دیا گیا تھا اسی طرح نیولین بھی ایک چوٹے سے جزیرہ سینٹ ہلینا میں قید  
کر دیا گیا تھا جو اس کے واسطے ایک پتھر سے کچھ بھی بہتر نہ تھا۔ اگر بائزید کے  
قفس میں بند رکھے جانے کی روایت میں کچھ شبہ ہو سکے تاہم ان دونوں  
کی موت کا سبب ایک ہی ہے۔ دونوں اپنی عظمت اور بلندی کی انتہا سے  
گر جانے کے صدمہ کو برداشت نہ کر سکے اور اسی غم و رنج میں شکستہ زبان پر  
مر گئے۔ قدیم تواریخ میں کرمس شہنشاہ یونان کی قسمت ان دو  
بدقسمتوں سے مشابہ ہے اور صریح اور فوری انقلاب زمانہ کی سب سے  
زیادہ موثر مثالیں یہ تین ہی ہیں۔

خان

سلطان بائزید عثمان خان ارغول بانی سلطنت عثمانیہ کے پوتے سلطان  
کا دوسرا بیٹا تھا اور برصہ میں ۱۴۵۹ء میں ۲۹ سال کی عمر میں

میں پیدا ہوا تھا بچپن سے اوسنے فنون جنگ کے سیکھنے کا استقدر شوق  
ظاہر کیا تھا اور اسقدر جلد بہادری اور مردانگی کے کھیلوں میں سبقت  
حاصل کر لی تھی کہ مورخین اوسکو پیدائشی سپاہی کے لقب سے پکارتے  
ہیں۔ بچپن ہی سے وہ اپنے باپ کے ہمراہ میدان جنگ میں شریک رہا  
اور ایسی نمایاں خدمات کیں جیسے کہ سکندر نے چین میں فیلقوس کی اور  
لوجوان نیولین نے اپنی سرپرست آزاد سلطنت کی تھیں۔

سال ۱۸۹۹ء کی جنگ کسودا میں جو سلطان مرادخان  
نے فتح پائی اور عجب طرح سے دست اجل کا شکار ہو گیا مگر بایزید موجود تھا اور  
اس فتح کا اصلی باعث بایزید ہی کی نڈر بہادری تھی کہ وہ اپنی خاص  
قتیل فوج کو لیکر دشمن کی لکھو کھا اور بے حد و حساب فوج پر ٹوٹ پڑا اور دست  
بدست لڑائی کر کے بادشاہ قوال کو جو عیسائی فوج کو متقابلے کے لیے میدان  
جنگ میں لایا تھا زندہ گرفتار کر لیا۔ اور لاکھوں اجل رسید دن کے خون سے

۱۔ قوال نامی عیسائی بادشاہ سرب نے اپنے ہم مذہبون کے اتفاق سے کئی لاکھ فوج  
جمع کر کے سلطان مرادخان پر لشکر کشی کی تھی سلطان نے اپنی تلیل فوج کے ساتھ جو عیسائی فوجی ایک  
پرتھوئی فوج سے بھی کم تھی بڑی بہادری اور مردانگی کے ساتھ مقابلہ کر کے قوال کو شکست دی۔  
۲۔ ستمبر ۱۸۹۹ء کو روم غنیم کی لاشوں اور مجروحین کی تنقیر کر رہا تھا کہ مجروحین میں سے ایک شخص نے  
جبریم جان سے کہا ایک بھڑا سلطان کے پیٹ میں مارا جس سے سلطان کا کام تمام ہو گیا۔

زمین کو رنگ دیا۔ مگر بجائے اسکے کہ وہ اس نمایاں فتح حاصل کرنے اور  
 قوت بازو اور بہادری کی بلے نظر نشان دکھانے کے واسطے اپنے ہا در  
 باپ سے تحین و آفرین حاصل کرتا اور سکو اپنے باپ کا ماتم کرنا پڑا۔

سلطان مراد خان کا بڑا بیٹا اپنے باپ کے خلاف سازش کرنے کے جرم  
 میں ٹکی ہو گیا تھا اور اسکی دو بیٹن آنکھیں سلطان نے نکلوا ڈالی تھیں  
 اور سلطان کی زندگی ہی میں بائید و لیحد قرار پا چکا تھا۔ بس اپنے باپ  
 کے انحال کے بعد ۹۱۰ھ ہجری میں تخت اور خود مختاری کا مالک بنایا

گیا۔ زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کی تاریخ سے اسکی بخیل دلیلیت  
 نے ایک دن اسکو آرام کے ساتھ نہ بٹھنے دیا۔ کسی خاص شہر کو اس کا  
 دارالسلطنت مقرر کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اسکا قیام گاہ سیدان جنگ  
 کے خیمے تھے۔ اس تیز و برس کے عرصے میں جب تک وہ سلطنت کرتا رہا

اسکی تلوار جملہ حصہ انسان کے جسم میں ٹھری ہے اپنے نیام میں نہیں  
 رہی وہ خون کی چاشنی میں گویا اپنے نیام کو بھی پہول گئی تھی۔ اور

اس تمام زمانہ میں ایک سلسلہ اسکی فتوحات اور بہادریوں کا زنجیر  
 کی کڑیوں کی مانند پیوستہ تیار ہو گیا تھا۔ اسکی نقل اور حرکت کی ترقی  
 ایک حیرت انگیز معاملہ تھا۔ تمام دور و نزدیک کی سلفین نہایت بے ادبی  
 اور بے چینی میں پڑی رہتی تھیں اور نہیں جانتی تھیں کہ کس وقت غیری

مین آپہنچے گا۔ جد ہر اوسکا نہ اوشہ جاتا تھا وہ جلانے والی آگ کے شعلہ کی طرح ویران بنا دیتا تھا۔ اوسکی تیز نقل و حرکت اور طبیعت کے سبب سے اوسکا لقب "یلد رقر" ہو گیا تھا۔ جسکے معنی پہیلی یا برقی کے ہیں۔ حقیقت میں وہ بجلی کی مانند تھا۔ اوسکے نام کی دھشت دیون کو تھرا دیتی تھی۔ دیویوں پر صوبہ فتح اور سلطنت ہوتے گئے۔ اناطولیہ کے بہت سے حصے اوسکے جنگ جو نیرگون سے فتح نہیں کئے گئے تھے۔ اور غرمیان اور کراسیان کے امپیر بجائے خود اسنے طاقت ور تھے کہ ہر ایک آن مین سے چالیس ہزار فرج میدان جنگ میں لاسکتا تھا۔ مگر اوسکو بھی بائزید کے مقابلے کی جرات نہ ہوئی۔ اور دوسرے عام سردار کی طرح بھاگ کر اپنا ملک خالی کر جانے میں سلاشی سمجھے۔ اسطر سے سارا اناطولیہ اوسکا مطیع فرمان ہو گیا۔

سلجوقیوں کی قدیم سلطنت نے ہی سوائے اسکے کچھ چارہ نہ دیکھا کہ اپنے ہمایون کی طرح ملک سے ہاتھ دھو کر اپنی جان کو بچائے۔ اسطر ایشیا میں اپنا سکہ لٹھا کہ بائزید نے یورپ کی طرف منہ موڑا۔ دریا کے جنوب سے گذر کر اوسنے یونان کی سلطنت پر حملہ کیا جو اوسکے باپ کے حملے سے پہلے بھی کچھ ضعیف ہو چکی تھی تھیں۔ اسکا بہت بڑا حصہ سلطان مراد خان فتح کر چکا تھا باقی حصہ اب تک یونان کی سلطنت میں شامل تھا وہ اوسکے بہادر بیٹے نے اسانی سے فتح کر لیا۔ اسکے بعد اسنے بہت جلد تحصیل اور مقدونیہ کو مسخر کیا۔

اور یونان میں بڑا ہوا قہر پہلی کے دروازے تک پہنچ گیا۔ جب وہ دہلی کے شہر و مہر و مندر میں پھونپھا تو اندلسی سردار کی بیوہ نے اپنی بیٹی کی نشادی بائیر سے کر دی۔ اور اس طرح بادشاہ کو راضی کر کے اس میں رہی چونکہ یورپ اور ایشیا کے درمیان ترکوں کی آمد و رفت ایک خاص تاج سے خطر سے خالی نہیں تھی اس لئے اس نے گلی پولی پر ایک ٹیراسلیج جہازوں کا اسٹیشن سے چھڑ دیا کہ وہ ہسپانیٹ پر قبضہ رکھے اور قسطنطنیہ کو جو افریقہ سے آئے ہو سکے روک دے۔

اس وقت اس نے اپنی بڑھتی ہوئی طاقت کا خیر موازنہ کیا اور امیر کے لقب کو سلطان کے مغز اور مغر لقب سے اپنے واسطے بدل دیا اور سلطان بائیر کہانہ اس بڑے نام نے اس کی ہمت اور آباد و نکو ہی بڑھ دیا۔ اور اس نے ایک بڑے کارزار کی تیاری کی اور اس کی نظر ہنگری پر تھی ہنگری کو زمین کتنی دفعہ ترکوں اور عیسائیوں کے خون سے آلودہ ہو چکی تھی وہ ضروری تیاری کر کے ہنگری پر چڑ گیا۔ سگمنہ اس ملک کا فرمانروا تھا۔ وہ اکیلا تو بڑے وعدہ زور اور عثمانیوں کا مقابلہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا مگر مغرب میں بڑے بڑے بادشاہ اس کے دوست اور رشتہ دار تھے۔ اس نے فرانس اور جرمنی کو مطلع کیا۔ اس کی خطرناک حالت کی اطلاع پاتر ہی فرانس اور جرمنی کے منتخب بہادر فائٹ (جنگی مسوار) اس کی مدد کے لئے دوڑے

مقام ہاتھ میں یہ فوج مکرے آئے کہ اگر اوپر سے آسمان ہی گر پڑے گا تو وہ اپنی  
 برچیوں کی ٹوکوں پر اڑھالیں گے۔ مگر امتحان کا وقت بہت دور نہیں تھا  
 انکو پولیس کے مقام پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہو گیا اور سخت لڑائی ہوئی  
 جس میں بائیرید نے میسایوں کی ایک لاکھ متحدہ فوج کو شکست فاش دی۔ پڑا  
 حصہ فوج کا مارا گیا۔ یا ڈیوب میں ڈوب کر رہ گیا۔ مسکسمنڈ بڑی شکل  
 سے جان بچا کر ہلاک گیا۔ اس بڑی فتح کے فٹے میں سرشار ہو کر سلطان نے  
 دہلی دی تھی کہ میں بدل کا محاصرہ کروں گا۔ اٹلی اور جرمن کو فتح کروں گا  
 اور جب تک روم میں مہینٹ پیٹر کے مقبرے پر ہنر گھوڑے نہ کھالوں گا  
 برصغیر کو واپس نہ ہاؤں گا۔ مگر اسکی صحت میں خلل آگیا۔ اپنی اس  
 دہلی کو پورا نہ کر سکا۔ نقرس کے بیماری کے شدید رونے اور کمجوب  
 کیا کہ سردست وہ اپنے ارادوں کو چھوڑ کر واپس جائے۔ ان حالات کیط  
 اشارہ کر کے اہل روم کا مورخ یعنی لکین لکھتا ہے کہ ”اخلاقی دنیا کی  
 خرابیاں بعض اوقات جہانی دنیا کی خرابیوں سے درست ہو جاتی ہیں  
 اور ایک شخص کی ایک رگ میں نا درستی اور بگاڑ ہونے کے سبب سے  
 قوموں کی شاست اور بد بختی ٹل جاتی ہے یا ملتوی ہو جاتی ہے۔“  
 انکو پولیس کی شکست نے بہت کچھ غم اور غصہ اور رنج و برائے  
 پیدا کرادی۔ میسایوں کے خون اور جان کے نقصان کا ہی ادون کو اتنا

خیال نہ تھا جس قدر کہ اس امر کا تھا کہ خود صلیب نہایت خطرہ میں ہے تمام عیسائی سلطنتیں متفق لفظ اور متحد اللسان ہو کر پکارا اٹھیں کہ اس سلمان بادشاہ کو نچا دکھا دینا پڑنا ہے ورنہ عیسائیت کی خیر نہیں ہے۔ مگر یہ ایسا آسان کام نہ تھا۔ ایک لمبا عرصہ تو سوچنے اور تیار کر کے کرنے میں صرف ہو گیا اب یورپ کو نہ جرات ہوتی تھی اور نہ اپنی متحدہ طاقتوں پر اطمینان ہو سکتا تھا وہ بجائے اسکے کہ سلطان کی طرف جا میں سلطان کے حملے کا اپنے گھر میں انتظار کرنے میں خوش ہوتے اگر مردانہ کونٹ نہ دہیں اپنی جوانی کے جوش کے ساتھ کروسیڈ تھر نہ کر دیتا۔ وہ ڈیوک آف برگنڈی کا بیٹا تھا جو فلینڈرس کا بادشاہ اور شاہ فرانس کی چچا تھا۔ پس اوس نے ایک معقول تعداد فوج اور ناٹ کی جمیع کر لی سوڈی کانگی یورپ کا مشہور گھرانہ کپتان اوسکاراہ برتھ اور بولوسی کالٹ جو ایک مشہور اور معروف شخص تھا کروسیڈ کا مارشل تھا۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ اسی سیدان میں ہوا جہاں کہ تھوڑا ہی عرصہ پہلے عیسائیوں کی ایک اس سے بھی بڑی فوج شکست پا گئی تھی۔ ژاکی سخت ہوئی اور بہت عرصے تک رہی۔ مگر فوج و نصرت نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ کروسیڈ بے شمار ہو گئے اور قید ہو گئے۔ کونٹ نروس اور بیس سردار آخر کار دو لاکھ ڈکٹ لیفہ پانچ لاکھ روپیہ ادا کر کے چھوٹ گئے اور عہد نامے میں اپنی خوشی



سے اس بات کی قسم کھائی تھی کہ آزاد شدہ فرانسیسی کبھی فاتح کے خلاف  
تہیارت نہ اٹھائیں گے۔ مگر بائیرید نے اپنی بہادرانہ فیاضی سے اس قید  
کو اٹھادیا اور کہا کہ ”میں ایک دفعہ پھر سیدان جنگ میں آپ کے ساتھ  
نبرد آزما کی کر سنے میں بہت خوش ہوں گا۔“

فتح محمد سلطان اب قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جان بالانو<sup>۹</sup>  
والی قسطنطنیہ اور اسکے بیٹے مانوئل کو اندر دنگوئس کی سازش نہ مدد  
سے پکڑ کر قید کر لیا اور اندر دنگوئس کو ایک باغیزار حاکم بنا کر قسطنطنیہ  
کا فرمان روا مقرر کر دیا۔ مگر جان بالانو<sup>۱۰</sup> اور اسکے بیٹے اوس سے  
زیادہ خراج اور تھوڑے دنوں کا وعدہ کر کے اپنا تخت واپس لے لیا اور  
چند روز کے بعد مر گیا۔

مانوئل اور سکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور نئے جوش جوانی نے اوس کو سلطان  
کو رضا مند رکھنے کی ضرورت فراموش کرادی۔ اسکی پادشہی میں  
سلطان کا زہرہ تنگاف پیغام سنا پڑا۔ جنہ اوسکو چومکا دیا اور آخر تین لاکھ  
سونے کی مہر کا سالانہ خراج دینا منظور کر کے چند روز کے لئے آرام لقیب  
ہوا۔ مگر تھوڑی ہی عرصہ گذرنا تھا کہ پھر بگاڑ ہو گیا اور سلطان کے حملہ کے خوف  
نے مانوئل کو شاہ فرانس سے مدد مانگنے پر مجبور کیا۔ شاہ فرانس نے  
مدد دینے میں بہت جلدی کی اور مارشل بولسی کا لٹ بڑے جوش

اور پڑے سامانوں کے ساتھ سلطان کے مقابلے میں آیا اور چند روز  
محافظت پر اڑا رہا۔ مگر آخر اسکو مجبور ہو کر پہلے کی طرح لوٹ جانا پڑا اور شاہ  
مانویل کو اسنے یہ صلاح دی کہ اپنے بہائی کو تخت پر بٹھا کر خود اس کے  
ساتھ فرانس جائے اور بالموافقہ بادشاہ سے امداد کے واسطے درخواست کرے  
مانویل اس صلاح پر عمل کر کے وہاں چلا گیا اور قسطنطنیہ کا محافظ اب سوائے  
بازید کے کوئی نہ رہا تھا اور کوئی شبہ نہیں کہ قسطنطنیہ کی فتح اس کے  
نام لکھی جا چکی ہوتی اگر دفعۃً اس کے تیمور کے حملوں کے دفعیہ کے واسطے  
اسے چوڑ کر واپس نہ آنا پڑتا۔

تیمور اور بازید کے درمیان ناچاقی ہونے اور جنگ تک نفوت  
پونچنے کی بابت مختلف روایتیں ہیں۔ بعض اسکا الزام سراسر بازید کے  
سر رکھتے ہیں اور تیمور کو بالکل بری الذمہ بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ امیر  
تیمور کا ایک اہلچی بازید کے پاس نامہ لیکر آیا تھا جسین امیر نے بازید  
سے احمد جبار والی عراق کو جنے بازید کے پاس پناہ لی تھی طلب کیا تھا  
اور دوستانہ طور پر یہ بھی لکھا تھا کہ عیسائی تمہارے دین اور جان کے دشمن  
ہیں ان سے غافل نہیں بھٹنا چاہئے۔ بازید کو یہ پیام بہت گراں معلوم  
ہوا اور اہلچی کو نہایت ذلت اور سبکی کے ساتھ دربار سے نکال دیا  
اور نامہ کا پخت سخت جواب دیا اور جب بازید نے یہ سنا کہ قیصر روم

امیر تیمور سے استدعا کی تھی تو وہ اور بھی بھڑک اٹھا۔ اور قسطنطنیہ پر چڑھا کر دی۔ امیر تیمور نے جب اپنے نامہ کا جواب نامہ لایم پایا اور اپنے ایلچی کی بے حاشی کی کیفیت سنی تو نہایت جوش میں آیا اور ایک عظیم لشکر فراہم کر کے بایزید سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ امیر تیمور نے بایزید سے قراویوسف ترکمان کو مانگا تھا جسکے نہ حوا کر کے پر یہ رٹائی شروع ہوئی۔ مگر حلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تیمور شرق میں اور بایزید مغرب میں یک سان بلندی کی طرف تیزی کے ساتھ چڑھتے مارے تھے جو رقیب اور غنیمتوں کے راستے میں آتا تھا اسکو بگ کاہ کی طرح اوڑا دیتے تھے۔ عاجز اور شکستہ امیر دکنو تیمور کے ہاتھوں سے بایزید کے پاس پناہ ملتی تھی اور بایزید کے ہاتھوں سے تیمور کے پاس مل سکتی تھی۔ اسکے سوائے تیسری جگہ پناہ کی رہی ہی نہ تھی بایزید کے تائے ہوئے بہت سے امیر تیمور کے پاس چلے گئے تھے اور تیمور کے خطا کار بایزید کے پاس بھاگ آئے تھے۔ اس حالت میں ایسے قریب قریب دو برابر قوت کے ہاتھوں کا رہنا ناممکن ہوا جاتا تھا اور انکے رعب اور دبہہ میں بڑا مارج تھا دونوں کے دل اسباب پر آمادہ ہو چکے تھے کہ اپنی طاقتوں کو جنگ کی ترازو میں تول کر فیصلہ کریں اور کسی خفیف سے بہانہ کے تحت ملجائے۔

بازید نے جو اناطولیہ کو فتح کر کے جارجیا کی حدود پر کچھ تنویش پیدا کر دی تھی وہ تیمور کے لئے کافی بہانہ تھی۔

یہ خبریں تیمور کو گنگا کے کنارے پر پہنچیں۔ تیمور کی عمر اس وقت چونسٹھ برس سے زائد تھی مگر اس پر مصوبت لمبے زمانے نے تھکا دینے کے بجائے اسکو ایک تجربہ کار جنگ آور یا گرگ باران دیدہ بنا دیا تھا۔ اناطولیہ کے مفور امیر دسکے قصوں نے اسکو اور بھی جوشیں دلایا۔ بازید کا غرور توڑ دینے پر اس نے مکر باندھ لی مگر تہیار اوٹھانے سے پہلے دونوں میں نفعلی جنگ ہوئی اور آخر کار انتہا کو نوبت پہنچ گئی۔ خلیجین نعل نے مسیواس کا محاصرہ کر لیا جو دریائے قہر اں ارمان پر واقع تھا۔

بازید کے ایک بیٹے اور چند سرداروں نے امیر کا مقابلہ کیا جو لڑائی میں مارے گئے اور شہر تباہ کر دیا گیا۔ اور تیمور نے ترکوں کی زیادتی کا بدلہ لینے کے واسطے چار ہزار آدمی کو زندہ دفن کرا دیا۔ اب امیر نے یا تو کافی بدلہ لیکر دل ٹھنڈا کر لینے یا جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مذہبی پاسداری کے خیال سے اور یا دشمن کو طرح دینے اور غافل کر کے مارنے کی غرض سے اپنے رخ کو شام اور مصر کی فتح کی طرف پھیرا۔ اور بازید کو قسطنطنیہ کے حملہ میں مصروف رہنے کے واسطے گویا آزدی دہی۔

مگر سیواس کی تباہی اور قتل نے بائزید کے فخر کو نہایت سخت صدمہ پہنچا دیا تھا۔ اور جب کہ تیمور حلب اور دمشق کے محاصرے میں مصروف تھا اوسنے ایک غیر معمولی جرار فوج تیار کی۔ دو سال میں اوس نے چار لاکھ سوار اور پیادہ فوج جمع کر لی اور اوسی مقام کو چہان ترکوں نے شکست کھا کی تھی اپنا بدلا لینے کے واسطے پسند کر کے مسیوطس کے کھنڈروں کے پاس فوج کے خیمے لگا دیے مگر بڑے تجربہ کار تیمور کو اس طرح جتنا شکل تھا وہ ترکوں کی سلطنت کے سچ میں لڑائی کر نیکی عرض سلطان کے خیمہ گاہ کے پاس سے خاموش نکل گیا اور ایک چکر کھا کر انگوریا کا محاصرہ کر لیا۔ بائزید ابن داؤد سے واقف نہ تھا اور بڑے اطمینان سے پڑا ہوا تھا۔ جب اوسکو انگوریا کے محاصرے کی خبر ہوئی وہ غصے کے پر وں پر اوسکی محافظت کے لئے اڑا۔ اور اپنی فوج کو اچھی طرح سنبھال لینے کا بھی خیال نہ کیا اور چونکہ دونوں سردار ایک ہی طرف پر نبر آزمائی کے واسطے بے صبر تھے ایک دوسرے سے آویختہ ہو گئے۔ ۱۴۱۷ء میں جون کی آٹھویں تھی بائزید نے اوس قابل یاد کاروں میں سپاہیانہ بہادری اور سپہ سالارانہ ذہانت کی ایسے اوصاف اور کرتب دکھائے کہ زمانے نے بہت کم دیکھے تھے مگر اوسکی بد قسمتی کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اور رقیب کا نصیب اوج اقبال پر تھا۔ بائزید نے کامل

نکست کھائی اور پہانگنا چاہا۔ مگر ہاگتے ہوئے گھوڑے نے تھوکر کھائی۔  
 بایزید گڑا اور امیر کے پاسیوں نے پکڑ لیا۔ بایزید کے پانچون بیٹے۔ یوسف  
 سلیمان۔ محمد۔ عیسیٰ۔ اور مصطفیٰ۔ اوس جنگ میں شریک تھے  
 مصطفیٰ مارا گیا۔ موسیٰ باپ کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اور باقی تین جان  
 بچا کر بھاگ گئے۔

تیمور نے جو سلوک اپنے بد قسمت شاہی قیدی کے ساتھ کیا  
 اوسکے بارے میں مختلف بیان ہیں۔ صرف شرف الدین علی مورخ تیمور  
 نے اپنے ہیر کو ایسی بے رحمی کے داع سے بچانے کی کوشش میں یہ  
 لکھ دیا کہ جب بایزید پکڑا ہوا امیر کے سامنے لایا گیا تو امیر نے اوس کی  
 تعلیم کی اور اخلاق اور دلجوئی سے اپنے برابر بٹھایا۔ اور حن برلاس  
 کو اوسکی خبر گیری پر مقرر کیا تاکہ اوس کو کونسی قسم کی تکلیف نہ ہو مگر عموماً  
 باقی سب مورخ اس عام روایت کی تائید کرتے ہیں۔ شاید پہلی ملاقات  
 کے وقت فاتح نے اپنے مفتوح سلطان کی طرف اخلاق ظاہر کیا ہو مگر اس  
 کوئی مشبہ نہیں ہے کہ جب امیر نے سمرقند کی طرف معاودت کی تو بایزید  
 کو ایک آہنی چوڑے میں بند کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ بعضوں کے قول  
 کے مطابق بایزید نے اس اوج اقبال کی بلند ترین مرتبہ سے اس ذلیل ترین  
 قید میں پڑ جانے کے غصے میں خودکشی کر لی۔ صاحب روضۃ الصفا کے

قول کے موافق خناق اور ضیق النفس کی بیماری میں بلیدہ عافی شہر میں وقتا  
پائی۔ ہر حال میں ہمارے شعبان سنہ ۱۰۸۰ مطابق ۹ مارچ ۱۸۶۸ء کو وہ  
غم اور غصہ کی موت سے مر گیا۔ امیر تیمور نے اس کے بیٹے موسے کے  
ساتھ کوئی سلوک کیا یا نہ کیا اسکی بحث فضول ہے۔ اس نامراد سلطان  
کا اپنا حال نہایت عبرت ناک ہے۔ ہمارے محذوم تذکرہ نویس کے ان  
الفاظ کے معنی اب سمجھے جا سکیں گے کہ۔

دگرگون حال ہو جاتا ہے اکدم میں زمانہ کا  
انقلاب زمانہ کا منہ اس سلطان روم کی مثال سے بہتر کہیں نظر نہیں آتا  
یہی سلطان روم وہ شخص تھا جسکی ہیبت سے بڑے بڑے شاہان یورپ  
کو تپ درازہ چڑھ آتا تھا۔ یہی سلطان روم وہ شخص تھا جسے بہت سے  
دیگر سلاطین اسیر کئے تھے اب اوسکا یہ حال ہوا کہ خود ایک تنگ پنجوے  
میں بند کیا گیا اور خلقت اس سے گھورتی تھی اور وہ وحشی جانوروں کی  
طرح پنجوے کی سلاخوں سے بیکسی کی حالت میں لوگوں کی طرف دیکھتا تھا  
خون جگر کھاتا اور چپ رہ جاتا۔ ہائے۔

نہ تو دانہ ہے تفس میں نہ کہیں پانی ہے  
وہ صیاد عجیب قدرت ربانی ہے

بد نصیب بازید اور اقبال مند تیمور کو رخصت کرتے وقت ہم کو سوائے  
 ان دو لفظوں کے کچھ نہیں کہنا ہے کہ اگر وہ اس طرح اپنی بڑھتی ہوئی فتوت  
 سے قدم ہٹا کر آپس میں نہ ٹر مرتے تو کوئی شبہ نہیں کہ تیمور چین کے مشرقی  
 کناروں تک اور بازید یورپ کی مغربی حدود تک پہنچ گیا ہوتا۔ اور بحر الکاہل  
 کے کناروں سے بحر اوقیانوس تک ایک خط تقسیم میں اسلامی سلطنت دنیا کے  
 پردے پر نظر آگئی ہوتی۔ اور یورپین بونا پارٹ کے پیدا ہونے کی ضرورت  
 نہ ہوتی۔ مگر اتفاقی اور گھر کی دشمنی سے زیادہ بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ ان  
 خیالات کا خاتمہ تو یہی ہے کہ خدا نے بلندی اور پستی کا ایک پیمانہ مقرر کر دیا

ہم نے قدیم مورخوں کی نسبت ان کی مہمل تاویلات اور بناوٹی قصوں کی طرف  
 اشارہ کیا ہے جو شاید ناظرین میں سے کسی کو ناگوار گذرے مگر حق یہ ہے کہ تیمور کی  
 عجیب و غریب شجاعت و ہانت اور قابلیت میں غیر محققانہ نشینیوں کا شریک کرنا تیمور  
 کے ساتھ اور تاریخ کے ساتھ بڑی بے انصافی کرنا ہے۔ اسی انکوریہ کی فتح کی نسبت  
 اکثر مؤرخین نے بڑے دلفوق کے ساتھ لکھا ہے کہ جب تیمور لڑائی کے ارادہ سے  
 آروہل میں آیا تو حضرت خواجہ علی کی خدمت میں تنہا حاضر ہوا۔ حضرت صبح کی نماز  
 پڑھنے کے مراقبہ میں مشغول تھے۔ امیر کو تعظیم دی کر اپنے برابر بٹھالیا۔ امیر کے دل میں  
 اس وقت اپنی آئندہ قسمت کا خیال گذر رہا تھا۔ حضرت نے اس خطرہ پر شرف ہو کر فرمایا  
 کہ جائزہ مطلب حاصل ہوگا اور اپنے ملبوس خاص میں سے ٹوپی عنایت کی۔ جب امیر  
 فتح مند واپس آیا تو بہت کچھ بیش بہا جواہرات وغیرہ نظر کرنا چاہا مگر انہوں نے قبول کیا۔



ہے اور جب کوئی ان حدود سے گزرنے لگتا ہے تو اس کی قدرت کے  
 زبردست ہاتھ تھام لیتے ہیں مگر ہمارے زمانہ کے بہائی سلمانوں کو اس  
 واقعہ سے سبق لینا چاہئے اور یہ سیکھنا چاہئے کہ اتفاق میں کیا کیا کتنے  
 ہیں اور نا اتفاقی اور خانہ جنگی میں کیسی تباہی اور ذلت ہے۔ خدا نے سب  
 سلمانوں کو بہائی بہائی بنایا ہے۔ اس بہائی چارے پر غور کرنا چاہئے کہ اس کے  
 کیا معنی ہیں۔ تمام دنیا کے سلمان وہ ترک ہوں یا تاتاری مغل ہوں یا  
 کابلی چینی ہوں یا ہندوستانی جٹنی ہوں یا ایرانی۔ عربی ہوں یا مصری  
 انگریز ہوں یا امریکن۔ بنگالی ہوں یا پنجابی۔ ہندوستانی ہوں یا دکھنی۔  
 سب آپس میں بہائی ہیں اور برادری کے سچے حقوق اور مراعات اور سلوک  
 کے مستحق ہیں مگر یہی نہیں ہے اور اس سبیلے یہ تباہی اور پریشانی ہے۔  
 ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے      زمانے میں یاروں کے غمخوار ہوتے  
 سب ایک اک سر باہم مددگار ہوتے      عزیزوں کے غم میں دل اٹکار ہوتے  
 جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم  
 تو کھ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

فیضیہ فٹ ۱۲۔ اخواہرار کرنے پر اس قدر ناکہ جقدر قیدی بائزید کے شکر کے تہا ری ساتھ ہیں اور  
 سے جقدر میر و عجبی میں آدین وہ نجے دیجاو۔ امیر نے قیدی بلار اوس مجر میں بٹھانے شروع کئے  
 بیان تک تمام قیدی جو کئی ہزار تھے سب کے سب اوس مجر سے میں آگئے۔ امیر یہ کرامات دیکھ کے اوجھی  
 متعقد ہو گیا۔ — ورنہ برگردن راوی۔

اگر بولتے ہم نہ قول پیمبر  
کہ ہیں سب سلمان باہم برادر  
برادر ہے جب تک برادر گایا  
معین اسکا ہو خود خداوند اور  
تو آتی نہ ٹیرے یہ اپنے تباہی  
فقیر یمن ہی کرتے ہم پادشاہی

خاتمہ پر ہم

مسلمانوں کی موجودہ پولیٹیکل طاقت کی نسبت ایک خاں  
ظاہر کرینگے۔ جس کا ایسے حالات کے پڑنے سے قریباً ہر ایک شخص کے  
دل میں پیدا ہونا لازمی ہے۔ جب ایک شخص مسلمانوں کی گزشتہ اور  
پچھلے دنوں کی تاریخ میں اس کے فتوحات کی ایسی عجیب و غریب شائیں دکھاتا  
ہے اور یہ ہی اس کو یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتوحات اتفاقی اور  
عارضی نہیں ہوتی تھیں بلکہ مسلسل اور متوال طور پر نہایت اعتماد سے  
حاصل ہوتی تھیں تو وہ اس امر کا سبب دریافت کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے  
کہ آج انھیں مسلمانوں کو اپنے فتوحات کی عوض میں کیسے تین کیوں کہاں پتی  
ہیں اور رفتہ رفتہ وسیع ملک اور سلطنتیں ان کے قبضے سے کیوں کھلتی جاتی  
ہیں۔ کیا انکی شجاعت اور بہادری جو ان کے خون کا ایک جزو تھی ان میں  
سے جاتی رہی ہے؟ کیا ان کے دست و بازو تھپیار اوٹھانے کے قابل  
نہیں رہے؟ کیا کوئی نامعلوم سبب اس تمام کا باعث ہے؟ اس قسم

کے تمام سوالات کا جواب نفی میں دیا جاسکتا ہے اور اس کا سبب تحقیق کرنا ایک آسان امر ہے کہ کوئی دقیق بحث اس کے واسطے ضروری نہیں ہے۔

درحقیقت پچھلی صدی سے یورپ اور ایشیا کی اقوام میں تمام دنیوی ضروریات کے اسباب کے لحاظ سے ایک عظیم فرق اور فاصلہ ہو گیا ہے۔ اہل یورپ جب قدر کہ عام علوم اور فنون میں ایشیا کی نسبت بہت زیادہ ترقی کر گئے ہیں اس طرح فنون جنگ اور آلات جنگ میں بھی بے انتہا ترقی کر گئے ہیں۔ اور باہم اس قدر فرق ہو گیا ہے کہ اس کا اندازہ کرنا اور اس کی ترقی کے اسباب اور نتائج کو شمار کرنا ایک محال امر ہے۔ اصل یہ ہے کہ اب جنگ کا دار و مدار اس قدر بہاوری اور شجاعت پر نہیں رہا جب قدر کہ حکمت اور صنعت پر ہے۔ اس سے پہلے ہی جنگ کے واسطے کچھ تو وعد اور قوانین مقرر تھے اور ان کے جانے بغیر بہادر جنگ کرنے والا آدھا کام بھی نہیں کر سکتا تھا مگر اس زمانہ کے مدرسہ فنون جنگ میں اس زمانہ کا پڑپا ہوا طفل نو آموز کے برابر ہی نہیں ہے۔ آلات جنگ میں جو ترقی ہوئی ہے وہ ان فنون کے ساتھ ساتھ ایک جداگانہ زبردست پہلو ہے اور اس نے شجاعت اور قوت بازو اور بہادری کو بھی گرد کر دیا ہے تو گویا جنگ کے واسطے موجودہ ترقی کے حالات کے لحاظ سے تین چیزیں درکار ہیں جن میں سے اول اسلحہ فنون جنگ کا علم مع انجینیری وغیرہ کے۔ دوسرے آلات

جنگ کی ترقی اور اصلاح - اور بیہری بہادری اور شجاعت - یہ تینوں خیرین اقوام  
یورپ کو آج حاصل ہیں اور انکے وہ پورے طور پر مالک ہیں - ایشیا جس  
حال میں دو بہت بڑی ضروری چیزوں سے محروم ہے تو کیونکر اونکا بہادری  
کر سکتا ہے - خالی بہادری کا نام جہالت ہے اور اس جہالت کا نہ ہو سکتا  
اپنی تباہی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا -

گیا دورہ حکومت کا بس اب حکمت کی باری

جہان میں چار سو علم و عمل کی ہر عملداری

یورپ کی اون ٹرائیون میں جہین فتح و نصرت کا جہنڈا اوسکے ہاتھ میں  
رہا ہے - ہم ایک ٹرائی کا مختصر حال لکھتے ہیں جس سے ہمارے اس بیان کی  
وضاحت اور تصدیق ہو جائیگی - یہ ٹرائی مسوین نمولین اور ملوکیون کے  
درمیان ہوئی تھی جو ایک بڑی بہادر قوم افریقہ کی ہے - یہ کیفیت انپولین  
دوسرا راہی بودین کی لکھی ہوئی ہے جو جنگ میں شریک تھا - وہ لکھتا ہے

کہ -

رسالہ کی ایک عالیشان صف جہاد اور دوسرے بیون کے تحت  
تھی گریا ملوکیون کی تمام طاقت ظاہر کرتی تھی - اون کا دایان ایک  
بالکل نامکمل جیون کا لشکر تھا جنہیں میں ہزار سوار تھے اور چالیس توپیں  
معاذت کے واسطے آئیں - رسالہ ایک بے ترتیب مجموعہ اور ناقابل

بھیڑ کی مانند تھا۔ توپوں کی گاڑیاں نہ تھیں اور بھدے لکڑی کے ڈھانچوں پر چڑھائی ہوئی تھیں (یعنی جہان ایک دفعہ رکھی جائیں وہاں اور ہر آدھ لکڑی کے ناقابل تھیں) ہونا پارٹ نے اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ اوسے دھین مابن صف کو اس طرح بڑھایا کہ توپوں کی زد سے محفوظ رہے (گویا وہ توپیں اب بیکار ہو گئی تھیں۔ وہ صرف اوس صورت میں کام آسکتی تھیں اگر خود دشمن اوس کے مقابلے میں جا کھڑا ہو) اور صرف رسالہ کی صف سے مقابلہ ہو۔ مراد ہے اس حرکت کو دیکھتا اور نتیجہ کو سمجھتا تھا۔ اوسے رسالے سے حملہ کرنے کی تیاری کی اور یہ بیکار ہوا ہڈ ہاکر بین فرانسیسیوں کو خوبزون کی مانند کاٹ دوں گا۔ ہونا پارٹ نے اپنی یہ فوج سے اوسکا مقابلہ کیا۔ ملک کی نہایت تیزی اور تندی کے ساتھ چھین مارے ہوئے بڑھے۔ انہوں نے ایک فرانسیسی دستہ فوج کو اکھیر کر تتر بتر کر دیا اور اپنی تلواروں سے کھاٹ ڈالا ہوتا اگر یہ آتش مزاج فوج بڑھے ہوئے گاڑوں سے ذرا فاصلہ پر نہ ہوتی۔ فرانسیسی فوج ایک لمحہ میں بھل گئی۔ اوسوقت کی لڑائی زیادہ تر اوس جنگ سے شاہ تہی جو بیس برس بعد وائٹلو کے میدان پر ہوئی۔ ملکین کا رسالہ نہایت تندی کے ساتھ ہر ایک مقام پر حملہ کرتا تھا اور وہ ہر جز کو ہاتھوں کی قوت سے فنا کر دینا چاہتے تھے۔ مگر گروہیوں کی باڑہ اور چھوٹی تکی مار اور بمب کے گرنے (یعنی آگ برسانے کے تدبیری سامان) اوسکو لوٹا دیتے

آجک جنگ میں کوئی جز اس قدر خوفناک اور ایسا نہ نہیں دیکھی گئی تھی جیسی  
 کہ ملوکیوں کی شجاعانہ کوشش اور جانفشانی۔ چونکہ وہ فرانسیسی پیدل فوج کے  
 اسکویر میں اپنے گھوڑوں کو جیسا کہ وہ چاہتے تھے زور سے داخل نہیں کر سکتے  
 تھے (اسکویر پیدل فوج کے اوس حلقہ کو کہتے ہیں کہ سواروں کے حملہ کے وقت  
 فوجی قواعد کے بموجب تمام پیدل فوج ایک رخ ہو کر اپنے اطراف ایک حلقہ  
 باندھ لیتی ہے جہیں ممکن نہیں کہ کوئی سوار یا رسالہ داخل ہو سکے) تو اکثر سپاہی  
 اوں کو چکر دیکر پھر لوٹتے تھے اور دشمن کی صف توڑنے کے واسطے ہمیں مارنے  
 تھے (گویا ہاتھ اور پاؤں ہی اونس کے تمام آلات جنگ تھے) جو ملوکی سپاہی زمین  
 پر زخمی ہو کر جاتا تھا۔ اگرچہ وہ نیم مردہ ہوتا تھا تب ہی وہ اپنے آپ کو گھٹیا کر  
 آگے بڑھتا تھا اور اپنی خدا ترانہ راسے فرانسیسیوں کی ٹانگیں کاٹتا تھا۔ آخر  
 ژالی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آتشبار تیاروں کے سامنے زبردستی نہ چلی ناچار  
 ملوکیوں نے شکست کھائی۔ جب ہمارے توڑیا کی طرف جہان بہت سے ڈوب کر  
 مر گئے۔ اس طرح وہ رسالہ ہی جو اپنی قوت اور بہادری میں بے نظیر سمجھا جاتا تھا  
 بالکل ضائع ہو گیا۔ نپولین نے عربوں کی اس بہادری کو دیکھ کر یہ کلمات کہے کہ  
 اگر ملوکی رسالہ فرانسیسی پیادہ فوج سے ملکر کام کرتا تو میں دنیا کا بادشاہ ہو گیا ہوتا  
 یعنی عربوں کی بہادری کے ساتھ یورپ کے قواعد جنگ اور باقاعدہ ترتیب اور  
 آرائشی شامل ہوتی تو یہ فوج دنیا میں بے نظیر بھی جاتی۔  
 نپولین کے بہادر اور اولوالعزم ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔

سینٹ جیواسٹ کی چوٹیوں پر سے گزرنا بجائے خود ایک دنیا کا فتح کرنا تھا۔ مگر وہ بے دھڑک شخص نکل ہی گیا۔ لیکن با این ہمہ اگر وہ صرف اپنے اس جوہر کے بھروسے پر پھر تا تو پہلے ہی دن سلامت گھر لوٹ آنا غنیمت سمجھتا۔ درحقیقت وہ فنون جنگ کی بے نظیر مہارت اور قابلیت رکھتا تھا۔ راتوں کو وہ نہیں سوتا تھا جنگ کے موقعوں اور دشمن کے ملک اور شہروں کے نقشوں پر غور کرتا رہتا تھا۔ جن دنوں وہ آسٹریا کے ساتھ جنگ کی تیاری کر رہا تھا ایک دن ایک نقشہ سامنے پھیلانے بیٹھا ہوا تھا اور نقشے میں لوہے کی چھوٹی چھوٹی کھوٹیاں لگانا جاتا تھا۔ اون میں سے کچھ سر پر سیاہی لگا دیتا تھا اور کچھ سر پر سرخی اس طرح کرتا کرتا وہ دفعتہ چلا اٹھا کہ دشمن فتح ہو گیا۔ جو لوگ پاس بیٹھے تھے اس کو اس کے حیران ہوئے۔ نیرمین نے بوردین سے نقشہ دکھا کر پوچھا کہ تباہ نام اس کی کیا سمجھ سکتے ہو۔ اس نے کہا کہ کچھ نہیں۔ نیرمین نے اس کو سمجھا یا کہ سرخ اور سیاہ نشان والی کھوٹیاں دونوں فوجیں ہیں جو آپس میں لڑ رہی ہیں۔ میں نے آخر کار فتح پائی ہے۔ بوردین لکھتا ہے کہ جب یہ لڑائی ہوئی تو بعینہ اس طرح فتح ہوئی۔ الفرض فنون جنگ ایک نہایت وسیع اور مشکل علم ہو گیا ہے اور اس کے جاننے والے اور نہ جاننے والے کے درمیان لڑائی گویا انسان اور حیوان کے درمیان لڑائی سے جبین حیوان کا مغلوب ہونا گو وہ ہاتھی کے برابر مضبوط اور شیر کے برابر بہادر ہو یعنی ہے۔

یہی عثمانی ترکوں کی سلطنت سولہویں صدی کے وسط میں سلیمان  
 المشور بہ عالیشان کے عہد میں ایسے عروج پر پہنچ گئی تھی کہ اس کے موجودہ  
 زوال کا خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ فرانس اور انگلستان ترکوں کی دوستی کے  
 خواہشمند ہا کرتے تھے اور عیسائی بادشاہوں کے دلوں میں اس قدر عظمت سمجھی  
 تھی کہ خود شاہنشاہ جوہنی سلطان کے وزیر اعظم کا بہائی سبب سے کی آرزو رکھتا تھا  
 گویا وہ اپنا رتبہ سلطان کے وزیر کے برابر سمجھتا تھا۔ یورپ کی تمام قومیں  
 ترکوں سے ڈرتی تھیں اور عیسائی مذہب کی سلامتی کا کوئی اعتبار نہ رہا تھا  
 تمام عیسائی دنیا ترکوں کے قدموں میں پڑی ہوئی تھی۔ مگر فتنہ یہ نقشہ  
 تبدیل ہو گیا۔ اسکی وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ یورپ فتنوں جنگ میں  
 ترقی کر گیا اور ترکی اور اسلامی سلطنتوں کی طرح پیچھے رہ گئی۔ پچھلے کے اسباب  
 سب کے یکساں ہی ہیں۔ اپنی کامیابی کے غمزدگیں دوسروں سے کچھ کمینا  
 عار سمجھتے تھے اور دوسرے ممالک میں جو ترقیاں ہو رہی تھیں ان سے  
 فائدہ اٹھانا اپنی شان کے خلاف مانتے تھے۔ اسکے علاوہ مذہبی  
 اور باطلہ ادھام نے مسلمانوں کی ہر چیز میں دخل پالیا تھا۔ سلیم اول کے  
 زمانے میں مصر میں فوج نے توپوں کے استعمال سے تشبہ بالکفار سمجھ کر انکار  
 کر دیا تھا۔ اگرچہ انکی آنکھوں کے سامنے تمام قومیں ترقی کر رہی تھیں مگر  
 اوپر اسکا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا اس کے اوسٹے ہوئے بخت بھی ان کو نہیں



سکھلا سکتے تھے۔ بڑے درجے کے سکستین کھاتے اور درجہ درجہ پر صوبہ ہارنے چلے جاتے تھے مگر اسکے سبب پر غور کرنے کی پروا انہیں کرتے تھے۔ ایک مشہور فرانسیسی مؤرخ نے یہ بیان کیا کہ اٹھارہویں صدی کے شروع میں جو ترکوں کی فوج کو شکست ہوئی اسکی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نئے ہتھیاروں کی ٹرائی میں استعمال نہیں کیا ایڈورڈ کرسلی کی رائے میں انگلیفوں نے عیسائیوں کو مسلمانوں پر فتح ہوئی۔ نیپولین نے جو پیشین گوئی ترکی کی نسبت کی تھی وہ اگرچہ پوری نہیں ہوئی مگر اسکی رائے کی پختگی میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ لکھتا ہے کہ دو فی زائتا ترکی کی فتح کوئی مفید کارآمد چیز نہیں ہے۔ عثمانی ترک ایشیائی کوچک یا شام اور مصر میں کہیں قدم نہ جاسکیں گے اگر ایک دفعہ روس قسطنطنیہ پر مع کریما۔ فارس۔ اور بحیرہ کاسپین پر قبضہ کر لے گا۔ نہ تو لوگوں کی سرپرستی اور نہ یورپ کے درباروں کی پالیسی پولینڈ کے تفریق اور قوموں کو لوٹ لینے سے مانع آسکی اور نہ وہ عثمانیہ سلطنت کو شکست اور پامالی سے بچا سکے گی۔ ..... آسٹریا بھی پہلی پہل ترکی کے تقسیم کرنے کی مخالفت کرے گا۔ لیکن آفکار رضا ہو جائے گا۔ اور اپنی وسیع سلطنت میں سر دیا۔ بوسنیا۔ اور قدیم ایلیریا کے علاقے سے بہت خوش ہوگا۔ فرانس اور انگلینڈ کیا کرے گا؟ ایک اون میں سے مصر پر قباحت کرے گا۔ یہ کیا ناچیز معاوضہ ہوگا۔

ایک اول درجہ کا مدبر کہا کرتا تھا کہ ”جب کبھی مین یونانی ٹیرون کے سامنے  
محمیات کی دیوار کے نیچے لنگر ڈالنے کی خبر سنا ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے  
کہ ہمال کی سلطنت گر جانے کی آواز میرے کان میں پہنچنے والی ہے“ آخر سلطان  
نے اس بھید کو سمجھا اور زمی اصلاحوں کو اپنے ملک میں رائج کرنا چاہا۔ فوج نے  
نئے ہتھیاروں کے اختیار کرنے اور فرانسیسی قواعد سیکھنے سے انکار کیا اور  
بغاوت کر دی۔ مگر جبر سے رواج دیا گیا۔ اب ٹرکی کچھ تو اس اصلاح سے  
سنبھل گئی اور کچھ یورپ کی حاسدانہ پولیکل مصلحتوں نے اسکو سہارا اور موقع  
دے رکھا ہے۔ سلامتی کی صورت یہی ہے کہ ٹرکی ترقی اور تہذیب میں یورپ کے  
برابر ہو جائے اور خود مختار نہ ترقی کرے۔ ترقی میں ہی یورپ کی دست نگر  
اور تعلد نہ بنی رہے ورنہ انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔

تمام دوسری اسلامی سلطنتیں اسی گناہ کی سزا بھگت رہی ہیں کہ انہوں  
نے زمانہ کے ساتھ ترقی کا خیال نہ کیا۔ وسط ایشیا کی فونخوار قومیں جنہوں نے  
ایسی ایسی عظیم الشان سلطنتوں کے بانی پیدا کئے ہیں اور اسکے نیچے میں آگئی ہیں  
عرب لوگو یا ان سب باتوں کو ہوں گئے ہیں۔ ایران کی قسمت پر کوئی یقین  
نہیں ہو سکتا۔ اسلامی جو شس جن قوموں میں زندہ ہے وہ جہالت کے  
سب سے کچھ نہیں کو سکتیں۔ یہی کالے کھوٹے افزقہ کے حبشی جو بر جہان  
اور تیر کمان لیکر جوق جوق چلے آتے ہیں اور منہ کی کہا کر بھی باز نہیں آتے

اگر ایک باقاعدہ قواعد و ان فوج میں بھرتی کئے جائیں تو دنیا پر قیامت  
برپا کر دین نقطہ

راقم

سراج الدین احمد

## بقیہ صنعت و حنٹ

(سلسلہ کیلئے نمبر گذشتہ ملاحظہ ہو)

شکر کو صاف کرنے کی ترکیب

شکر کو پہلے تانبہ کے ظرف میں جسکا قطر تخمیناً آٹھ انچ رہتا ہے گرم پانی کے ساتھ ڈالتے ہیں۔ اس مرکب (سایوشن) کو ہاپ سے گرم کئے ہوئے ملقون سے جو برتن مذکور کے گرد رہتے ہیں بقدر ضرورت گرم کرتے ہیں۔ اس برتن سے شکر کے شیرہ کو نکال کر دوسری موٹے کپڑوں میں چانتے ہیں اس سے کثافت دور ہو جاتی ہے مگر منور رنگ باقی رہتا ہے۔ رنگ کو مٹانے کیلئے اسکو موبے کے مخروطی شکل کے ظرف میں جسکا قطر انچ سے دس انچ تک اور اونچائی میں پچاس فٹ ہوتا ہے اور زمین کو ملا بھرتا رہتا ہے ڈالتے ہیں۔ اس ظرف میں سے شکر بالکل بے رنگ نکل آتی ہے پھر اسکو بنجار بنا کر اوڑاتے اور ایک خالی ظرف میں چکدار جاتے ہیں اور اس کے بعد گرم برتن میں ڈالتے ہیں جہاں وہ (۱۰۰) ڈگری تک گرم کیا جاتی ہو

پھر اوسمین سے نکالنے کے بعد لوہے کے مخروطی ڈالدار سانچون میں ڈالکر خشک کرتے ہیں نیزہ دار اور باریک شکر بنانے وقت نیزہ دار کو ایک مخصوص سانچہ سے علیحدہ کرتے ہیں۔ شکر مٹی گنا اور دوسرے درختوں کے نشیرہ سے بنتی ہے۔ کچھ دنوں سے مالک متحدہ امریکہ میں فرانس کی سفید شوگر بیٹ کی شکر کثرت سے بنتی ہے اور خاص فرانس میں بھی اصل شوگر بیٹ کی شکر افراط سے تیار ہوتی ہے۔

برش

برق قسم کے بال۔ اور وہیل مچلیوں کی ٹڈیوں۔ درختوں کے ریشوں۔ اور سور کی پشت کے بالوں کو ٹڈی یا لکڑی کے دتے میں منسلک کر دینے سے برش بنتے ہیں۔ ان کے بنانے کے لئے عموماً سور کی پشت کے بال زیادہ مستعمل ہوتے ہیں۔ وہ روس میں کثرت سے ملتے ہیں۔ اور شہر آگرین کے بال زیادہ عمدہ رہتے ہیں۔ جرمنی میں بھی سور کے بال افراط سے

نوٹ۔ ۵۰۔ اگرچہ شکر کم و بیش ہر پودے میں بالذات موجود رہتی ہے مگر عمدہ اور اور کثیر مقدار میں نیکرے پیدا ہوتی ہے یورپ کی بہت سی ایشیاء میں خصوصاً ہندوستان میں بہت سے ایسے میوے ہیں جن سے مقدار کثیر شکر پیدا ہو سکتی ہے صرف علم و عمل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ خاص حیدرآباد میں شریفیہ (ستاپھل) ایسا شیریں اور بکثرت ہوتا ہے کہ اگر اس سے علمی طریقہ سے شکر نکالنے کی کوشش کی جائے تو عمدہ شکر مقدار کثیر نکلے اور ملکی صنعت و معرفت و تجارت و مزد احوالی میں ترقی ہو۔ حسن

میتے ہیں۔ جالوزو کے پوست پر سے بال نکالنے کے بعد پہلے اور کوہو پہلے  
ہیں بعدہ مختلف قد اور مختلف رنگ کے جدا جدا کرتے ہیں۔ گندہک اور  
دوسری کیمیائی ترکیب سے سفید بالوں کو خوب صاف کرتے ہیں۔ پھر تری  
کنگھیوں سے لگا کر چوٹی کنگھیوں میں کھینچتے ہیں جسے تمام کھدراپن نکال کر  
بالکل صاف ہو جاتے ہیں۔

برش بنانے وقت ہر ایک کاریگر کسی خاص کام پر لگا رہتا ہے  
اونکو بند کرنا۔ اوپر کا غڈ پڑھانا۔ اور لیبل لگانا وغیرہ کام لڑکوں اور  
لڑکیوں سے لیا جاتا ہے۔ دانت صاف کرنے والے برشوں میں سور  
یا اور جالوز کے پشت کے بالوں کو تاروں سے باندھتے ہیں۔ کاریگریوں  
کے نازک برش۔ گلہریوں اور دوسرے جالوزو کے نرم بالوں کے  
بنتے ہیں

پٹرولیم

پٹرولیم آئل لینے روغن تفتہ جب تک عالم ظہور میں نہ آتا تھا بجائے اس کے  
ایک قسم کا معدنی تیل بلایا جاتا تھا جو ایک قسم کے کوئلے سے کشید کرنے کے  
بعد نکلتا ہے۔ مگر جب پٹرولیم کا پتہ لگا اور اندرون زمین ویسا ہی  
تیار شدہ تیل ملا تو اس کے بعد پھر زائد کارروائی اور محنت کی ضرورت باقی  
نہ رہی صرف اس کو صاف کر لینا اور دوسرے معدنی الالیش سے پاک کرنا

باقی رہ گیا یہاں سے کروڑوں اہل لینے مٹی کا تیل (گیس لیٹ) کی کارروائی شروع ہوتی ہے۔ صاف کرنیکی حالت میں بہت سے مصاحون کی ضرورت ہوتی ہے۔ صاف کرنیکے بعد جو فضلہ رہ جاتا ہے اس سے ایک قسم کی ملائی بنتی ہے جو موسمِ تہی کے بنانے میں بہت کام آتی ہے۔

تیل کے مخصوص مقامات پین سلوانیا۔ اوہیو اور وسٹ ورجی نیا ہین تیل کے کنوین کہودنے کا کام شہر ٹیکس برگ واقع ممالک متحدہ امریکہ میں مشہور ہیں شروع ہوا مگر دس برس تک اس میں ترقی نہ ہوئی پھر اس کے بعد بہت وسعت سے کام کیا گیا۔ گذشتہ چند برسوں سے پٹرولیم آئیل کی تجارت امریکہ میں اوس قدر کام کرتے ہیں جو قدر لوگ کوئلے اور لوہے کے کاموں میں مشغول ہیں۔

### سامانِ تفریح

گذشتہ آدھی صدی سے مکان میں یا سیدانوں میں کھیلنے کے اباب کثرت سے اور نہایت قیمتی بنتے ہیں۔ گھروں میں کھیلنے کے لئے متعدد قسم کے تاش۔ شطرنج۔ چوسر۔ اور انواع اقسام کے کیل کی چیزیں عموماً جوئی فرانس۔ اور انکلنڈ میں بنتی ہیں۔ اور گذشتہ بیس برسوں سے ممالک متحدہ امریکہ میں بھی کیل اور تاشوں کی چیزیں کثرت سے بنتے لگ گئی ہیں۔ بلیرڈ بیل اور اسکے متعلق اور چیزیں امریکہ میں بنتی ہیں

اور بہت سی کپیاں بڑے بڑے کارخانوں میں میدان میں کھیلون کے لئے  
 کرکٹ لان ٹینس اور کرکیٹ وغیرہ کے اسباب بناتے ہیں کھیلنے کی چیزیں  
 سب بڑے شہروں میں بنائی جاتی ہیں۔ بلیئر ڈیبل کے کارخانوں میں ہر سال  
 ۱۰۰۰ بلیئر ڈیبل بنتے ہیں جو چھوٹے بڑے قد اور وضع کی وجہ سے ۵۰ سے  
 ۵۰۰ روپیوں کی قیمت کے رہتے ہیں۔ بلیئر ڈیبل کی سطح چار تخت تختوں  
 کی بنتی ہے۔ اخروٹ کی لکڑی۔ برج لکڑی ہو گئی لارل (کلیفورنیا) ٹیبل  
 اور بلوط وغیرہ درختوں کے تختے اس قسم کے میسر بنانے میں کارآمد ہوتے  
 ہیں۔ گیند ساخون میں تیار ہوتے ہیں۔ بلیئر ڈاکٹر افرانس  
 اور بلجم میں بناتے ہیں۔ صرف ایک کارخانے میں ایک روز میں ۵۰  
 درجن کھیلنے کی چٹریاں تیار کی جاتی ہیں

رُطَر

کوچک لینے رُطَر جو دراصل ایک پھیلا گوند ہوتا ہے الاٹک گم اور جکو  
 انڈیا رُطَر بھی کہتے ہیں متعدد پودوں سے اور خصوصاً یاٹروفا الاٹیکا  
 نام کے پودے سے نکلتی ہے وہ ایک رقیق مادہ ہے اسکو مٹی کے  
 مختلف الاقسام ساخون پر تہ بہ تہ جاتے جاتے ہیں اور لسیطرح خشک  
 کرتے ہیں جب عرق خشک ہو کے ٹھہرا ہو جاتا ہے تو اون مٹی کے



سناچون کو توڑ ڈالتے ہیں اور رٹرنکال لیتے ہیں یہ چیز کچھ عجیب قسم  
 کی نرم اور یکجدا رہتی ہے اور سکوکتی ہی دفعہ کھینچو اور لمبی کرو مگر  
 چوڑے کے ساتھ ہی وہ اپنے اصلی قدر آجاتی ہے۔ رٹرنک کے ٹکڑوں  
 کو خاص وقت تک پانی میں گرم کرنے سے منجمد ہوجاتے ہیں اور اس  
 ترکیب سے کئی چیزیں بنتی ہیں جب حرارت ۲۰۰ ڈگری (فرین ہیٹ)  
 تک ہوجاتی ہے تو اس وقت اسکو کیڑے پر پھیلا کر جلن پھراتے ہیں  
 جکے باعث گویا دمی آستر بنجاتا ہے۔ پانی سے محفوظ رہنے کے لئے  
 اس قسم کی چیزوں اور اون اشیا کے بنانے میں جنہیں لچک کی ضرورت  
 ہو کوچک بہت مفید پڑتا ہے۔ کوچک کے بوٹ اب کثرت سے بنتے  
 ہیں اور اون میں نمی بالکل نہیں آسکتی۔ اس گوند کے مرکب کو  
 اگر کیڑے یا کیڑے پر پھیلا یا جائے تو وہ دافع آب دہوا بنجاتا ہے  
 عمدہ قسم کا لچک دار پارچہ کوچک کے ریشوں کا بنتا ہے جہیں ریشم اور پٹا  
 شامل رہتا ہے۔ ربر کو پیلانے سے جو لچک جاتی رہتی ہے اوپر اسکو  
 گرم اور ہموار لوہے کے پھرنے سے پھر پیدا کر سکتے ہیں۔ انڈیا رٹرنک کا باہمی  
 اعصابی اتصال اور اوس میں ناہمواری کچھ ایسی واقع ہوئی ہے جس سے  
 کانٹھ پرکے سے نفوش نپل حک کرنے سے معدوم ہوجاتے ہیں

## اسباب آرائشی

مثل اور قسم کی صنعتوں کے یہ صنعت ہی پہلے انسانی طاقت اور ہاتھوں سے کیجاتی تھی مگر اب سب کچھ کارروائی کلون کے ذریعہ ہوتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں میں آرائشی سامان کی ہر ایک چیز سانچوں میں تیار ہوتی ہے بلکہ ہر ایک بڑی چیز کے اجراء ہی علیحدہ علیحدہ سانچوں میں بنتے ہیں فرنیچر یعنی میز کرسی عموماً لکڑی کا رہتا ہے۔ بلوط صنوبر روز وڈ و بلیک الڈ چٹ ٹھٹ چیری۔ الیش۔ میوگنی۔ سیٹن وڈ اور میپل وغیرہ کی لکڑی فرنیچر بنانے کے کام میں زیادہ استعمال میں آتی ہے۔ اور فرنیچر کے لئے بہت سے فلزات مثل پتیل۔ لوہا۔ اور بنج استعمال ہوتے ہیں۔ فرنیچر کو خوشنما بنانے کے لئے اوپر سے طبع ہی کرتے ہیں۔ علاوہ انکے انواع و اقسام کے نقش و نگار کندہ کئے جاتے ہیں عرصہ یہ کہ ہر قسم کے فرنیچر پر ٹرنیک۔ اور قلم کاری کرتے ہیں رنگ چڑھاتے ہیں۔ مینا کاری کرتے ہیں روغن چڑھاتے اور نقاشی ہی کرتے ہیں اور واضح ہے کہ یورپ میں لوئی کوئزر۔ ملکہ آئین۔ اور رنی سنس وغیرہ کے زمانہ سے آرائشی اسباب انہیں کے مغز ناموں پر طرز و پند خاص کئے گئے ہیں اور ہر چیز لکڑی کی کہ سیاہ اور بید سے بننے کا کام بیشہ بڑے کارخانوں میں کلون اور دفعتی طاقت کے ذریعہ بنتے ہیں اور تمام دنیا کے بندر

مین کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ صندوق الماری بنانے کے لئے بڑے کارخانوں میں ہر سال چار لاکھ سے آٹھ لاکھ فیٹ تختے خراج ہوتے ہیں اور پانسو سے ہزار تک آدمی کام کرتے ہیں سنہ ۱۹۵۰ء تک کاحاب حال میں شایع ہوا ہے۔ گذشتہ صدی میں جوفیشن لینے مومن مروج تھا وہ انگلنڈ اور آسٹریا میں پھر جاری ہوئے ہیں۔ امریکن ٹینشاہ لوی چہارم کا پسندیدہ طرز ہت و نجیب سمجھا جاتا ہے۔

## چرم سازی

کچے چمڑوں کی دباغت کرنے کے لئے ٹینک ایڈ (ایک قسم کا تیزاب) مستعمل کرتے ہیں۔ اس تیزاب سے چمڑا گھٹا ہوتا ہے۔ اسکو بیل۔ گائے۔ بچھڑا۔ بھینس۔ گھوڑا۔ بیڈھا۔ بڑہ۔ بکرا۔ بکری کا بچہ۔ ہرن۔ کتا۔ سیل اور سور کے چمڑوں پر لگاتے ہیں۔ مینڈھون اور بڑوں کے چمڑوں سے کتابوں کی جلد باندھتے ہیں۔ دستانے کئے کئے چمڑوں کے بنتے ہیں۔ اور ٹرے قسم کے چمڑوں اور حلو ان کے چمڑوں کے بھی دستانہ بنائے جاتے ہیں۔ سیل کے چمڑے کو ایک جانب روغن چمڑا نے سے پلیٹ لید ہر بنتا ہے۔ سور کے چمڑوں کی زین بنتی ہے۔ چمڑے کو دباغت کرتے وقت پانی میں دھو کر نرم اور صاف

کرتے ہیں پھر تھوڑی دیر تک اونکا ڈھیر بنا کر رکھتے ہیں۔ اوسکے بعد گرم کئے ہوئے کمرے میں لٹکاتے ہیں یہاں چڑے ملائم ہونے کے باعث بال بہت آسانی سے نکل آتے ہیں۔ اب اونکو اونپر دباغت کرنے کے لئے گڑھون میں ڈال کر تہہ جاتے ہیں اور پوست بلوٹا اور اور دباغت کرنے کی اشیاء اون چڑوں میں ڈالتے ہیں۔ اوسراونکو چند مہینوں تک رکھتے ہیں اور اس عرصے میں پانی ڈالتے جاتے ہیں۔ چڑونکو دباغت کرنے کے لئے یہ ترکیب بہت عمدہ ہے۔ گرائش کام کو جلدی سے انجام دینے کے لئے نئی نئی تدبیریں نکلی ہیں۔ ان نئی ترکیبوں سے چڑونکو دباغت کرنے کے لئے بہت سے نئے مصالح کا استعمال کرتے ہیں۔ چڑوں پر دباغت کرنے کے بعد اونکو لگتے ہیں اور اوبراونکے ایک وزنی چیر پراتے ہیں تاکہ سخت اور ہموار ہو جائیں۔ مراکو کا چڑا بکرون اور نیڈھون کا رہتا ہے اور اوپر باکس وڈ مکڑی کے گولہ سے نقش کرنے سے بہت خوشنما ہو جاتا ہے روس کے چڑوں میں خوشبو رہتی ہے کیونکہ اوسیلین دباغت کرتے وقت پوست برج کا تیل ڈالتے ہیں۔

جنگی تھیار بنانے کے کارخانے  
اتشیں تھیار دو طرح کے ہوتے ہیں۔ چوٹے تھیار اور آرٹی ری یعنی

(رتوپ) بڑے تھیار - ریفیل - پتول - ہندوق اور شکاری ہندوق  
 چوستے تھیاروں میں مشتمل ہے۔ محاصرہ اور جنگی جہازوں کے لئے پہاری  
 اور میدان جنگ کے مورچوں کے لئے ہلکی توپیں آرٹیلری لینے بڑے  
 تھیار میں داخل ہیں۔ چوستے تھیار برماکر اور پہاری توپیں ڈھاکہ بناتے  
 اور ریفیل برچ لوڈ اور راکٹ کے بنانے کی صنعت قدیم زمانہ سے ہے مگر وہ زمانہ حال  
 تک نامکمل تھی۔ پہاری توپوں کے بنانے میں سے کرپ باسٹنڈہ جوئی  
 کی صنعت سب سے سبقت لئے گئی ہے۔ چوستے تھیاروں کی نسبت اس بات کا  
 شک ہے کہ سمیان۔ ہلی لوڈی۔ شارپس اور رینگٹن باسٹنڈگان  
 امریکہ کے بنائے ہوئے تھیار کہیں ان کے برابر ہوں۔ روالور کے بنانے  
 میں سے کوٹ اور سمتہ اور ولسن باسٹنڈگان امریکہ کے کچھ کم شہرت  
 حاصل نہیں کی۔ انگلستان کے ساختہ تھیاروں میں وٹور تھہ گئی  
 پہاری توپیں اور مارٹینی ہیری برچ لوڈنگ ریفیل شہور ہیں۔ اسپرچ  
 جوئی کی ”سینڈل گن“ اور فرانس کی سی ریفیل نے ہی تمام عالم میں  
 شہرت پائی ہے۔

تیار شدہ پارچہ  
 اگلے زمانے میں گھرمین سے اور بنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ اور کپڑے

درزیوں کے پاس فزائیش سے سلائے جاتے تھے اور پرانی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیرسم امریکہ کی نوآبادیوں میں ہی جاری تھی۔ کپڑوں کی موجودہ تجارت انگلنڈ اور امریکہ کے بندروں کی سلوپ شاپ سے شروع ہوئی۔ جہاں ملاحوں کے لئے بنائے ہوئے موٹے کپڑے بکتے تھے۔ پھر ہیو دیوں نے انگلنڈ اور امریکہ کے بڑے بڑے شہروں میں ان کی تجارت قائم کی۔ تیار کپڑے پہننے کی تجارت ان ہی وجوہات سے نکلی اور پھر ترقی اور درستگی پاتی چلی یہاں تک کہ اب تو سب ملکوں اور خصوصاً مالک متحدہ امریکہ میں اس قسم کے تیار شدہ کپڑوں کی ایک ضروری تجارت سمجھی جاتی ہے۔ سینے کے ساچون اور صد ہا مرد اور عورتوں کے سب بڑے بڑے شہروں میں بہت سے کارخانے جاری ہو گئے ہیں اور گھٹتے پچیس برسوں میں ان کو بہت روپیہ کا فائدہ ہوا۔

### ظروف ملائی

ظروف کوئی کے بنا کر پکاتے ہیں اور اوپر بہرہ ہی کرنے ہیں مگر عموماً باہرین یا غیر شغاف ہی رکھتے ہیں۔ ان کے اور چینی کے ظروف میں فرق اتنا ہے کہ چینی کے ظروف شغاف اور عمدہ شی کے بنتے ہیں۔ بہت قدیم زمانہ سے عام ظروف کھلی معمولی شی اور پانی سے ہاتھوں سے یا چاک پر اوتا مگر نہایت

ہیں اور پھر آگ میں پکاتے ہیں چینی کو برتن (کون) تمام کیے  
 عمدہ سفید مٹی کے بنتے ہیں۔ دونوں قسم کے ظروف بنانے کی ترکیب  
 قریب قریب ایک ہے۔ مگر صرف انکا خمیر بناتے وقت زیادہ فکر اور  
 حوصلہ و برت بنانے کے لئے متفرق است یا کون کی آمیزش میں فرق  
 ہے۔ سیفر ڈسار و قلع انگلستان میں ۵۴ مربع میل کے احاطہ میں اس  
 قسم کے ظروف بنائے کا کام کیا جاتا ہے اور وہاں ایک لاکھ سے زیادہ  
 آدمی کام کرتے ہیں۔ فرانس میں پیرس کے قریب شہر سیورس قیمیتی  
 اور خوبصورت ظروف بنانے میں مشہور ہے۔ چین اور جاپان نے  
 اس صنعت میں اعلیٰ لیاقت حاصل کی ہے اور چند سال سے چینی اور عام  
 برتن یورپ اور امریکہ سے مالک غیر کے لئے کثرت سے برآمد ہوتے  
 ہیں۔ ملک ہونڈ بھی چینی ظروف کے لئے جکودہاں ڈلفٹ کہتے ہیں  
 (کیونکہ ایسے برتن ڈلفٹ نامی شہر میں ابتدا کرتے تھے) مشہور ہے

### فروش

فروش (غایچہ۔ شطرنجی۔ قالین وغیرہ) مالک مشرقی میں بنے جاتے  
 ہیں۔ ہونڈ سے ہی سال گزرے کہ یورپ اور امریکہ سامان فرشی مالک  
 مشرق سے آتے تھے اب امریکہ اور یورپ میں فروش ہاتھوں خواہ

کھون سے بنے جاتے ہیں اور بیلین کے ذریعے سے چھاپے جاتے ہیں  
یا مختلف رنگ کے دھاکے لگائے جاتے ہیں۔ اسے درجے کے فرش  
قابل استعمال۔ ٹرکی۔ بروسلز۔ ولٹن۔ کڈمنسٹر کے ہوتے ہیں۔

راقم

حن





## واعظان مسیحی کی کامیابی ایک غیر مسیح کی نظر سے

موجودہ زمانہ میں جو ناکامیابی واعظان مسیحی کو پہنچی اور ہو رہی ہے اس کے سبب  
خود اس میں موجود ہیں۔

جبکہ خود مسیحی اہل الرائے کے دگر وہ ہو گئے ہیں جنہیں سے ایک کامیابی  
تو اس کام کی نسبت جو اس جماعت نے کیا یا کر رہی ہے درجہ افزا کو پہنچ  
جاتا ہے اور دوسروں کا بیان تفویہ کا پہلو لئے ہوئے ہے تو ظاہر ہے  
کہ ہمیں اس معاملہ کی زیادہ توضیح کی ضرورت نہیں

ایک گروہ کہتا ہے کہ اس جماعت کو بدیہی اور قرضی ناکامیابی پہنچی ہو  
انتیں پڑتا ہے کہ ہمیں امیدیں بہت کچھ دل بڑھا رہی ہیں۔ مگر وہ لوگ  
جنہیں تحقیق کا شوق ہے اگر اس سلسلہ کو ذرا غور سے ملاحظہ کریں تو انہیں فوراً  
معلوم ہو جائے گا کہ اس میں ایک اور تیسرا پہلو بھی نکل سکتا ہے اور وہ پہلو  
انہیں لوگوں کے خیالات ہیں جنکے مسیحی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے  
یا جنکو دوسرے الفاظ میں غیر مسیحی کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ اس سلسلے

ظاہر کرنے والے اگر مین ہی تو بہت کم جبکہ خاص سبب یہ ہے کہ بہت  
 ہتھوڑے بھی اون خیالات کا اندازہ کر سکتے ہیں جو ان کی کوششوں کی  
 نسبت غیر رسمی لوگوں میں پیچھے ہوئے ہیں۔ اگر کبھی سکتے ہیں تو تمام  
 باتوں پر ایک کوتاہ اور محدود نظر ڈالتے ہیں۔ اکثر کا یہ خیال ہے کہ وہ  
 اپنے اوپر نکتہ چینیان کرنے میں اس قدر مستعد و جہدور اور ان کے مذہب کی  
 ہندی کی چندی نکال سکتے ہیں آزاد ہیں۔ تاہم مسلم ہے کہ سب سے معلومہ مذکورہ  
 بالا پہلو سے خالی نہیں۔ پس ہر ایک پادریوں کی جماعت بلکہ ہر ایک فرد  
 اگر وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہونے کا کچھ ہی خیال رکھتے ہیں ضرور ہے  
 کہ اس پہلو کو سمجھیں اور اس پر غور کریں۔ ایک واقعی پادری کا فرض ہے کہ  
 وہ اپنے ممکن اپنے مخالفوں کے گروہ میں سے ایک کا مخالف فرض کر کے  
 معاملات پر نظر ڈالے اور وقت البتہ (اگر ممکن ہو) تو وہ اپنی کوششوں  
 میں کسی نہ کی قدر کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ جب یہ کیفیت ہے تو شاید عام  
 کے روبرو اون غیر رسمی خیالات کو جو سچی پادریوں کی جماعت کی نسبت  
 اون کے لیئے عوام کے علماء بڑی مضبوطی سے رکھتے اور بڑی فیاضی سے  
 اور عین پیلائے میں پیش کرنے کے واسطے زیادہ چان و خبین کی ضرورت  
 نہیں۔ اس تحریر میں راقم نے اپنے ذاتی خیالات نہیں دکھلائے ہیں  
 بلکہ صرف اون پہلو و نکو پیش کیا ہے جو عموماً غیر مسیحی دنیا میں سچی پادریوں

کی جامعیت کی نسبت ظاہر کیے جاتے ہیں۔ اور جن پر ہر ایک کچی عام اس سے کہ وہ کسی فرقہ کا ہو پورا پورا الحاذ اور غور لازم۔ جن لوگوں کو معاملات پر غور اور تعمق کی نظر میں ڈالنے اور جانچنے کی عادت ہے انکو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ ان کیسی جامعیت کو کس قدر شکوک کا سامنا ہے اور ان پھر بخون پر غالب آنا کس درجہ تک ممکن ہو سکتا ہے۔

دیس رائے کی کسی مدت میں ایک ہندوستانی شریف (جملین) صرف اسلئے تماشا بنایا گیا تھا کہ صرف وہی اپنی پُرانی مشرقی وضع اور لباس میں جلبہ بھر میں دکھائی دیتا تھا۔ باقی تمام جلبہ مغربی لباس یا زیب تن کئے ہوئے تھا۔ کیونکہ لوزر ان بنگالی بابون نے نسل اور باتوں کے اس امر خاص میں بھی اہل یورپ کے تقابلی نتائج کے مقدور کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے۔ اور ایک ایسے عظیم الشان جلبہ میں جس سے تمام مکان بھرا ہوا تھا وہی ایک شخص تھا جسکا سر مغربی تہذیب کی ہوا سے خالی تھا لیکن وہ ننگے سر نہ تھا اور جسکے جسم میں صوفیانی باریک مل مل کا۔۔۔ لباس تھا۔ اور اسکے اخلاق حمیدہ اور قادر الکلامی نے اہل جلبہ کو کچھ ایسا گردیدہ کر دیا تھا کہ اسکے گرد ایک باریق حلقہ دونوں جنسوں کے لوگوں کا ہو گیا اور وہ اسکے چچ میں نسل مرکز کے ستارہ تھا۔ اس اشار میں ایک طرار ایڈی کانگ اور سکی نسبت کرائی کی دگلی اور آکر کہنے لگا ”مہاراجہ صاحب آج تو آپ کے فوق البہرک ریشمی اور مل مل کے

خوشنما مشرقی سہ ماہی ہم اہل یورپ کو بڑی ہی دلچسپی کا سامان بن گیا کر دیتے۔ یہ سننے ہی اوستے یہ بڑبڑتے جواب دیا کہ ”جناب میں آپ کی اس سب غرت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر شاید آپ کو معلوم ہو گا کہ ہم مشرقی بڑی مضبوطی سے اپنی پرانی لکیر کے قیر میں۔ یہ لباس ہماری ملکی حالت ہی سے بہت مناسب نہیں ہے بلکہ قبل اسکے کہ آپ سکے آبا و اجداد سے اپنی جیون کو گریو وغیرہ سے لگنا اختیار کیا۔ ہمارے آبا و اجداد صدیوں پیشتر جنگ کا شہابی استوت یاد نہیں اسے اختیار کر سکیے تھے“ یہ جواب کچھ طراوت اور حاضر جوابی کا ہی عمدہ نمونہ تھا بلکہ ساتھ ہی اسکے بہت ہی مطلب خیر اور پر معافی ہی تھا۔ کیا ضرور ہے کہ کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جسے اوستے اچھی طرح سے سمجھ لیا ہو کہ وہ ہمارے حق میں مفید اور فائدہ رسان ہے کسی دوسری چیز سے بدل ڈالے جسے کوئی شخص ایک پچیدہ گہاؤ سے بہتر ثابت کر رہا ہو۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ رامن ہمیشہ واقعات کی بنا پر تاہم کر لیا نہیں۔ بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم کے مخصوص انعام تاثیر اور ایک قسم کی بی ریاض فدا ر پر ہی مبنی ہوتی ہیں خاص کر یہی حالت مذہبی معاملات میں پائی جاتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ہر ایک شخص اپنے مذہب کو دنیا بھر کے مذاہب پر فضیلت دیتا ہے۔ مذہب بھی اپنے ادھان کے زمانہ سے تمام دنیا کے سامنے یہ کہتا ہوتا ہے کہ ساری دنیا میں میں ہی ایک بچا اور حقیقی مذہب ہوں۔ باقی سب فضول

اور خراب ہیں۔ اسے قومو آو اور میری پیروی کرو۔ کیونکہ ایک نہ ایک دن تمہیں ضرور میرے سایہ عاطفت میں آنا اور میرا لوہا ماننا پڑے گا۔ اسے صرف اپنی نیکیوں پر زور ہی نہیں دیا۔ بلکہ بلا شکر و غیرے اوس کا دعوے کیا۔

سلطنت روم اور اس کے لوگوں میں جب اس کا اعلان شروع ہوا تو ہر چند کہ وہاں اس کے قبول کرنے والے ایسے بہت جلد مل گئے۔ اس پر بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہم پہنچانی میں صدیان پورے پورے طور پر کافی نہ ہو سکیں۔

وہ تقابلی بت پرستوں کے واسطے (جنہیں اصطلاحاً لیگن کہتے ہیں) کتنی ہی صدیوں کی راہ و یکینی پڑی۔ موجودہ یورپ کے ابا و اجداد اپنے مختلف شمالی جوگے جنہیں اس وقت ہم بنظر اختصار دشمنوں کے نام سے پکارتے ہیں اس خوشخبری کو دوسری قوموں کے سامنے یکے بعد دیگرے یکے سے پہلے اس کے بادشاہوں اور سرداروں نے دین سنی قبول کیا پھر روم اور ارکان سلطنت نے زان بعد اس کے دیکھا دیکھی اوسط درجہ کے لوگوں اور رعایا نے۔ ہر چند اعتقاداً تو مان لیا گیا تھا۔ مگر ناشائستگی اور ناترتیبی اس وقت تک دور نہ ہوئی جب وقت تک مشرقی روز افزون میل جول کی وجہ سے ہسپانیہ اور فلسطین کے باشندوں نے ہندیب وہاں نہیں پہنچائی

لہذا بہت ہی جلد اور آسانی سے قدیم سلطنت رومین و یونین مسیحی کو سرداری  
 کی کرسی مل گئی۔ مگر شرقی دنیا میں جہاں اسکی ابتدائی نشوونما ہوئی اسنے  
 کوئی قابل ذکر ترقی نہیں کی۔ یہ زور کر کے کبھی دریائے دجلہ و فرات کو بھی  
 عبور نہ کر سکا۔ اگرچہ پوپچھے تو ماوراء النہر کے شرق میں بھی اسوقت تک  
 اسکا قدم نہیں جاتا۔ اسنے سب سے پہلے یہودیوں کو دعوت دی مگر بھت  
 ہی تھوڑی کامیابی کے ساتھ۔ کیونکہ ہر چند یہودی نبی زمانسا بالکل ہی  
 پریشان اور دنیا بھر میں تشرنہر موبہ رہے ہین مگر اپنے ساتھ ہی اپنے مذہب  
 کو کلیجہ سے لٹکائے ہوئے پھر رہے ہین اور یہ گریہ اپہلی ناکا میابی تھی جو دین  
 مسیحی کو اس کے سبب سے اول رسول کی زندگی ہی میں نصیب ہوئی۔ اور  
 یہ بات مسلم ہو گئی کہ یہودیوں کے مذہب کے مقابلے میں دین مسیحی کا کچھ بس  
 نہیں چل سکتا۔ اور اسنے شرقی راستہ راسی مذہب زردشتی سے فارس  
 میں مذہب پھیلایا جہاں کہ خستہ شاہ نے تلوار سے اسکا مقابلہ کیا۔ اگرچہ کہ آپ  
 لوگ بڑے فحشے ہیا کرتے ہین کہ ہمارے باشندوں کا خون گرنا گویا مذہبی  
 تخم زہری ہے مگر سلطنت فارس سے یہ باوجود اس کے بھی بیخ و بن سے اوکھا  
 ڈالا گیا۔ اس کے بعد زردشتیوں کو اسلام کے مضبوط بازوؤں سے سابقہ  
 پڑا جنہین کے چند خارج الوطن پارسی اسوقت ہی ہندوستان میں پائے  
 جاتے ہین۔ اور یہ گویا دوسری ناکا میابی تھی جو مذہب مسیحی کو مذہب زردشتی

کے مقابلہ میں ہوئی۔ اسلام کو تو گو یا آنکھ کھولتے ہی دین سچی سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ساتویں صدی میں جو کشاکش ان دونوں مذہبوں میں شروع ہوئی اسوقت تک اوس طرح جاری ہے۔ شمالی افریقہ (جہاں پہنے سنا ہے کہ دوسوا سو قفر بے ہوسے تھے) اور شیل اوسکے دوسرے مقام اسلام نے دین سچی کے پنجہ سے نکال لئے اور اسوقت تک اپنے قبضے میں آئے ہوتے ہیں۔ سوائے ملک ہسپانیہ کے آجک کوئے ملک۔ اسلام کی مضبوط گرفت میں اگر نکل ہی نہیں سکا۔ اسلامی دنیا میں بحر خاص اور شہادہاتوں کے تبدیلی مذہب کے واقعات بالکل پائے نہیں جاتے بلکہ خود ہی اس امر کے معترف ہیں کہ بہ نسبت دوسرے مذہبوں کے اسلام سے بہت ہی کم نو مزید ہمیں میسر آئے ہیں۔ اسلام پر دین سچی کی قسم کا اثر کبھی نہیں سکا بلکہ خود اوسیکے ملک کے ملک اسلام نے اپنے قبضہ میں کر لئے۔ روحانی طور پر پوچھئے تو اسی اسلام نے قسطنطنیہ میں بت شکنی کا سلسلہ جاری ہی کر دکھایا۔ دین سچی کے اسلام سے یہ کشاکش گویا اوسیکے تیسری ناکامیابی تھی۔

مذہب ہنود جکا اسکے مقابلہ میں قائم رہنا زیادہ تر اس سبب سے ہی ہے کہ اوس میں ایک جلی مادہ استقلال کا موجود ہے تین سو پچپن برس سے اسکا تختہ مشق تیار ہوا ہے۔ تاہم باوجود زیور اور توبلی ایسے طاقتور لوگوں کے غلط۔ کڑوروان روپیہ کے خرچ۔ پتھکنیز۔ اور انگریزوں کی جانچ



پشت پناہی کے جکے باعث۔ سے کوئی لاپتی ذکر رکاوٹ بھی پیش نہیں آنے پائی  
 نتیجہ کا میابی ہی نکلا۔ کیونکہ ہندوستان کے اٹھائیس کروڑ باشندوں میں  
 اس وقت بیس لاکھ ہی سچی نظر نہیں آتے اور پھر اس جماعت میں بھی سیکڑوں  
 اہل یورپ نہراون یورشین لاکھوں ایسے دسے عیائی ہی شامل ہیں  
 جنہوں نے اپنے آبا و اجداد کی میراث میں دین سچی پایا ہے اور اوپر  
 نومریدی کا لفظ کی طرح صادق نہیں آسکتا۔ ہاں خوب یاد آیا ہندوستان کے  
 موسمی قحطوں میں جو نہراون معدوم نہ بچے خرید کر سچی غلام بنائے جاتے ہیں  
 ان کا بھی شمار اسی میں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ واقعات نومریدی  
 کستہ محمد وہیں اور دین سچی کوئی با وقعت اثر مذہب ہندو پر نہیں ڈال سکا  
 اور یوں اس کی ناکامیابیوں میں ایک اور چوتھی ناکامیابی کا شمار بڑھا۔  
 بعد مذہب پر بھی اس کو پامال کر ڈالنے کے واسطے دین سچی کی بڑی بڑی  
 چڑھائیاں ہوئیں مگر ابھی تک وہ پامال نہیں ہوا ہے۔ نہ اس کی پامالی  
 کے اثر پائے جاتے ہیں نہ آئندہ پائے جانے کی امید کیجا سکتی ہے  
 وہ اس وقت بھی مشرقی اور وسطی ایشیا میں اپنے پیروں کی اوس کثیر جماعت  
 کے ساتھ جگہ شمار دنیا کے تمام مذہبوں سے بڑھا ہوا ہے۔ براجم رہا ہے  
 اومنین باوجود تین سو برس کی سخت سخت کی شاید بیس لاکھ سچی ہی  
 پاسے نہیں جاتے۔ یہ وہ غلطین سچی کی پانچویں ناکامیابی ہے۔ غلطیوں میں

سبھی میں ہم تمام اور غفلین کو شریک کئے تھے مہن عام اس سے کہ وہ  
رومن کیتھولک ہوں یا سپرینس - یا سٹورینس - یا انگلیکنس - یا پریس  
ٹیرینس - یا پروٹسٹنس - یا امریکن - کیونکہ ہمنے لفظ نومریدان سبھی ہی ایک  
عام معنی میں استعمال کیا ہے کیونکہ علیحدہ علیحدہ کرنے میں ایک بہت ہی محدود  
حالت میں ہمن بغرض اگر آپ کے جو گون میں سے ایک دوسرے سے دھچکا  
کوڑی (ہندوستانی زبان میں بیٹن کو کہتے ہیں) یا چند ہزار کی زیادتی بھی  
دکھائے تو کیا نتیجہ نکل سکتا ہے جبکہ ایک مجموعی کامل اور پوری میران  
نتائج میں عام اور ذلیل ناکا سیابی کا ثبوت دے رہی ہے۔

کیا سبب ہے کہ دین سبھی نے مغرب میں اس قدر ترقی کی برخلاف اوسکے  
مشرق میں ہمیشہ ناکا سیابیوں کا سنا رہا اوسکے پچھلی بار آوری اور عروج  
بے غری بھی ایک ایسا راز ہے جو سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا سبب ہے کہ مغرب  
اتقادات دین سبھی کے سامنے ناپید ہو کر رہ گئے۔ مگر مشرقی مذہب پر  
کسی قسم کا اثر کرنے میں اونکو کامیابی نہ ہونے پائی۔ کیا سبب ہے کہ  
ایک وقت تو روزانہ ہزاروں نومرید کر لینے کا مادہ اسمین موجود رہتا اور  
اب اس لائق بھی نہیں کہ جن مشرقی قوموں کی وہ دعوت دے رہا انہیں  
سے ہر ایک کی سالانہ ترقی کا سوان حصہ بھی دس برس کے عرصے میں  
اپنی راہ پر لاسکے۔ قبل اسکے کہ ہم اس ناکا سیابی کے اسباب بیان کریں

ہمارا ارادہ ہے کہ حسابی منطبق سے ہی اس بات کو ثابت کر دین کہ سچی اپنے  
تین کس قدر وہو کے مین ڈال رہے ہیں۔ جبکہ وہ کہتے ہیں کہ دین سچی  
دنیا میں ایک حیرت انگیز ترقی کر رہا ہے جسے بجز کرامات کے اور کیا لکھ سکتے  
ہیں۔ اور اس کا اثر تمام بنی آدم پر پورے پورے طور سے پڑ رہا ہے  
مذہب ذیل روواد کے دیکھنے سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس قدر غلطی پر ہیں۔  
(۱) اجرائی دین سچی میں تو کوئی بھی امر حیرت انگیز نہیں ہے اور سبک پیرون کا شمار  
اونٹیل سے برس میں صرف چوبیس کروڑ چاس لاکھ تک پہنچا ہے۔ مذہب پیرون  
کسی اور ستر کے کو اپنے مذہب میں لیتا ہی نہیں اونٹیل کروڑ کی مقول جاعت رکھتا ہے  
بودہ مذہب جسے دین سچی سے صرف پانچ صدی قبل اس آثار میں قدم رکھا  
اور اس کا شمار چھپن کروڑ تک پہنچ چکا ہے۔ اسلام ہر چند کہ

دین سچی سے چھ صدی بعد عالم نکلور میں آیا۔ اس وقت سولہ کروڑ  
پیرون کا پیشرو ہے۔ باقی دوسرے مختلف طریقوں میں پندرہ کروڑ  
آدمی ہیں اور یوں تمام دنیا کے باشندوں کے ایک مجموعی میزان ایک  
ارب چوبیس کروڑ چاس لاکھ ہوتی ہے۔ ان میزانوں کے دیکھنے  
سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسی مذہب نے اس قدر ترقی نہیں کی جو دوسرے  
کے مقابلے میں اس پر ناز کر کے حیرت خیز بنا سکے۔ ہر ایک مذہب اپنی  
مخصوص مشکل میں ایسے محدود مقامات پر پہنچ گیا جس میں اس کے ذاتی

بہت چھوٹے سواہر کی کل عیائین کی تعداد ۸۸ لاکھ۔ اور بعد مذہب ۸۸ کروڑ ۲۷ لاکھ ہیں (حسن)

جوہر اور تعلیم سے مناسب تہی نہ باعتبار اسکی فطرتی نیکی کے۔  
 (۲) دین بھی ایک عالمگیر مذہب تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ سچ پوچھتے تو وہ ایشیاء، افریقہ اور ہندی مجمع الجزائر میں بہت ہی کم شمار تین پایا جاتا ہے۔ اور بھی مقامات ہیں جو آباد دنیا کے نصف سطح سے زیادہ کچھ گھیرے ہوئے ہیں۔ باعتبار وسعت ارضی ابی نصف دنیا ہی اسنے عمل نہیں کیا اور باعتبار شمار ایک ثلث بنی آدم ہی اسکے جنڈے کے نیچے جمع نہیں ہو سکے (۳) تمام بنی آدم پر جو اثر اسنے کیا ہے وہ بشکل محسوس ہونے کے قابل ہے جیسا کہ ابی ہم بیان کر آئے ہیں۔ انسانی گروہ کے دو تہائی حصہ نے یا تو اسکو رد کر دیا ہے یا اسکی کچھ پرواہ ہی نہ کی۔ اون لوگوں میں جو اپنے تئیں مسیحی کہلاتے ہیں قریب قریب نصف کے تو ایسے نکلیں گے جو صرف نام کے مسیحی ہیں۔ وہ نام ہی صرف اسوجہ سے کہ وہ مسیحی ملکوں میں رہتے ہیں ورنہ مذہب کو تو اوہنوں نے کبھی کاخیر باد کہہ دیا ہے اور اصل میں مسیحی کہے جانے کے لائق نہیں ہیں اور یوں کل بنی آدم کا ایک چٹا حصہ رہا جاتا ہے جو اپنے اصلی معنے میں شمار ہو سکتا ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ ان میں بھی فی دس ایک بھی ایسا ہو جو جوانی و بزم و کی زندگی مذہبی اصول پر قائم رکھتا ہو مثلاً دولت ہی کی مناسبت سے لیجئے جسکو کتاب مقدس نے صاف صاف الفاظ میں انتہا کا خطرناک بتلایا ہے۔

اب ہم سنہ سبھی کے دو ہزار سال قریب قریب ختم کر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک  
 دین بھی انے اپنے تئیں شمار و طاقتوری مین یا اخلاقی طور پر دنیا بھر سے  
 افضل نہیں ثابت کیا ہے۔ آپ لوگ جب دنیا یا تمام اہل دنیا کا ذکر کرتے ہیں  
 تو شاید آپ لوگوں کا مطلب یورپ اہل یورپ اور امریکہ اور اٹلیلیا مین پہنچا  
 سے ہوتا ہے۔ کیا اب وقت نہیں آگیا ہے کہ سچی اپنی ترقی کے لیے جوڑے  
 و عون کو ترک کریں کیونکہ یہ ایک ایسا مبالغہ ہے جو کذب کے درجہ کو کی طرح  
 بے پونچے نہیں رہتا۔ اور صرف ہم بیرونی لوگوں ہی کو مضحکہ اڑانے کا  
 متوختہ نہیں دیتا ہے بلکہ اوس روز افزون گروہ کو بھی جو خود آپ ہی لوگوں  
 مین موجود ہے اور جو علم خرافیہ کا ماہر اور احوال کی جانچ پر تال کرنے پر  
 مستعد ہے۔

اب ہم دافطین سبھی کی ناکامیابی کے اسباب کی طرف رجوع کرتے ہیں جو انہیں  
 مشرقی دنیا مین نصیب ہوئی اور یہ بیان بالکل ہی غیر سچی خیالات کے مطابق  
 کرینگے۔ بیرونی لوگوں کا بحالت مجموعی یہ قول ہے کہ دین سبھی بسن و ہین خوب  
 نو مزید کرتا ہے جہاں اسکا مقابلہ کرنے کو کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ برخلاف اسکے  
 جہاں کسی واقعی مذہب کا سامنا ہوجاتا ہے بس وہاں اسی ہمیشہ ناکامیابی  
 ہو کر تلی ہے۔ واقعی مذہب سے ہماری مراد مذہب حق نہیں ہے (گو یہ  
 فرض ہی کر لیا جائے کہ دنیا مین ایک مذہب حق موجود ہے) بلکہ کوئی ایسا

سید ہاسا ہا طریقہ چہرہ مذہب کی تعریف صادق اسکے ہمارے نزدیک وہ عمل تعلق جو خدا اور انسان میں بذریعہ یحییٰ پرستش فرمانبرداری اور اخلاق حمیدہ کے قائم ہو جاتا ہے اسی کو مذہب کہتے ہیں اور ایسے مذہب مشرق میں موجود ہیں مگر مغرب میں نہ تھے۔ اب ہمارے اس قول کی تصدیق بھی کر لیجئے۔

۱) مغرب میں دین بھی سے نکالنے اور مقابلہ کرنے کو کوئی مذہب نہ تھا نہ یونانیوں میں۔ نہ رومیوں نہ شمالی وحشی جرگون میں۔ انکی مذہبی کہانیاں دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انہیں نہ تو کوئی اقتقاد تھا نہ کوئی ایک مقررہ اصول تھا۔ بجز بے شمار شریر دیوتاؤں کے منکھلاؤں کہانیوں کے۔ گو ایک قسم کی عام پرستش بذریعہ۔ مندروں۔ پروتھون۔ تہون۔ مذبحوں۔ قربانیوں کے جاری تھی۔ مگر یہ قربانیان عجیب عجیب جسمانی اور شرناک طریقوں سے ادا کی جاتی تھیں جنہیں نہ یہ مادہ تھا کہ کسی روح اور خدا کے درمیان کوئی تعلق پیدا کر سکیں۔ نہ اس ضرورت پر کسی نظر تھی۔ انکا کوئی عام خدا نہ تھا بلکہ بڑے بڑے شریر بدکار دیوتاؤں نسل جیوٹر۔ تھاس۔ اور دین وغیرہ کے مجمع کو مانتے تھے۔ اخلاق سے مدد تھ ہی نہ تھے کہ وہ کیا چیز ہے۔ مال و اسباب۔ غلام و عجمہ سب کے واسطے جسکی تیج اسکی دیک ڈالے سکہ پر اوکھا عمل تھا۔ انکے نزدیک نہ شہوت پرستی معیوب تھی نہ کسی انحراف کو ڈاننا جرم تھا۔ نہ نشے بازی اور پیو پینے میں بیوقوفی

ہی۔ نہ دروغ گوئی کو کینہ پن سمجھتے تھے۔ بجز نیرکات کی چوری والدین کا  
قتل یا سافروری کے خلاف عمل کرنے کے اور باتوں میں جبکہ خلاف  
انسان ضمیر قوت دے چکا ہے وہ کبھی گناہ کا خیال ہی نہ کرتے تھے جو جہ طرح  
چاہتا اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ بجز اون چند پولیس کے قواعد کے جو خلافت  
خود اختیاری کے واسطے جمہور کی رائے سے قائم کر دیے گئے تھے اور  
کوئی روک اور سکے واسطے نہ تھی۔ ذاتی پاکیزگی نفس کشی اور خدا میں میل  
ہو جانے والے مسائل سے وہ بالکل ہی بے بھرہ تھے اور بدکاری اور جرم  
ایسا نہ تھا جبکہ بچاؤ کے واسطے اونہوں نے ایک نہ ایک ٹوڑ نہ لگا رکھا ہو۔ اور  
یہ ٹوڑ اونکے دوتائوں میں سے ایک یا کئی کے اعمال کے نمونے پیش کر دینا  
تھے۔ کیونکہ قتل۔ ظلم۔ زبردستی۔ لوٹ مار۔ چوری۔ پرایا مال تاننا  
دعا بازی۔ چوٹ۔ دروغ حلفی۔ فریب۔ سیان۔ حد۔ نبض۔  
عزور۔ نشہ بازی۔ شہوت پرستی کے مکروہ سے مکروہ طریقے اور تمام خلاف  
فطرت۔ ہوسین ان دیوتاؤں کی گہٹی میں پڑی ہوئی تھیں۔ دے  
اچھے خاصے ہٹے کٹے مرد و عورتیں اور وایم لہجے انسان تھے جس سے  
صاف ظاہر ہے کہ اون لوگوں کے خیال خدا کی نسبت بالکل ان فی پرایہ اور  
ناسبت تھی۔ ان کی پرستش نمائشی اور اوسے خلاق پر دک عیش پسندی تھی  
کیا ان حالتوں کو آپ مذہب کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ بہر طور یہی مذہب

تھے (اگر انکو مذہب کلمہ سکین) جو مغرب میں دین سچی کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر نیست و نابود ہو گئے۔ نہ اذنین کوئی صلیت تھی نہ مارہ نہ مغز نہ خود اپنے ہی لوگوں پر اور نہیں کسی قسم کی گرفت یا دباؤ حاصل تھا۔ تاہم یہ لوگ باوجود ہمدے اور ست ہونے کے کچھ نہ کچھ انسانی عقل ضرور رکھتے تھے۔ اور اسلئے کوئی واقعی مذہب جو انکے سامنے کوئی ایسی چیز پیش کرتا جسکے سمجھ جانے یا جسکی پرستش کرنے یا جبر عمل کرنے سے اذہن خدا اور انسان کے باہمی تعلق کا ایک قریب القیاس خیال ہو جاتا تو انہیں کوئی شک نہیں کہ وہ مذہب ضرور کامیاب ہوتا۔ پس انکا مقابلہ بچوں کے کیل سے زیادہ نہ تھا۔ اگر ایسے ہی طریقوں کو منلو گناہ شکل مان لیا جائے تو ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسانی فطرت اور عقل فوق العادت سامانہ کے استدراک میں بالکل ہی ناقابل ہرں۔ پس دین سچی کا ایسا ہمہ گیر ہونے کو دن اور شبی عقل کے بت پرستوں پر کامیابی حاصل کرنے میں استدر فخر کرنا اور ستیدر حقین عقل ہو سکتا ہے جیسا کسی شخص کا کہنوں میں دانہ چنے دانے پر نہ دن کو نچیر کرنے یا معصوم بچوں کے قتل سے انپر بہادری پر ناز کرنا۔ چونکہ روسیوں۔ یونانیوں اور دیگر دشمنوں میں ایک قسم کا عقلی مادہ کام میں لانے کو موجود تھا لہذا جو وقت دین سچی نے ملکہ ایک شخصی خدا روحانی پرستش اسلئے پاکیزگی اور اخلاق



حمیدہ کے اپنے تئیں پس کیا۔ اور وقت شروع میں گویب غیر مانوس اور خلعت رواج ہونے لگے اور انہوں نے بہت کچھ رو و قدح کیا۔ مگر آخر کو اوسکی سحرالودہ نکلا ہون کا کشتہ ہونا ہی پڑا۔ کیونکہ یہ اوسکی یہ پہلی ہی بار تھی کہ اوسکے سامنے اپنا واقعی مذہب لایا گیا تھا۔ اسلئے عقل سلیم کا مقتضایں تھا کہ وہ اوسکے مقابلے میں اپنے تمام فضول قصہ کہانیوں اور خلاف عقل روایوں کو ترک کر دیں۔ باوجود ان سب باتوں کے بھی اوسکے مغلوب کرنے میں دانتوں پسینا لگیا تھا۔ اوسکے پچھلی تند مزاجیوں کی جلی ہوئی رسی کے بل صرف قہاریتوں اور پہاٹیوں ہی میں نہیں باقی رہ گئے تھے بلکہ اصطبائح یا فتنہ یحون کے تیز مزاج درشت اخلاق نے خود اوسکو صدیوں تک سطلق العنان رکھ کر اس قابل نہ ہونے دیا کہ دین مسیحی کا اذہن پر اور اعمدہ رآد ہو سکنا۔ یہ بات تو موجودہ صدی تک موجود ہے کہ جن لوگوں کو اپنے دین مسیحی میں شریک کیا ہے وہ بہت کم کر کے بت پرست تھے۔ اوسمیں اسوقت بھی آپ کو یہ موقعہ حاصل ہے اور شاید دوسرے مقامات پر بھی۔ مگر مشرق میں دین مسیحی کو لوہے کے چھون کا سامنا ہوا ہے۔ کیونکہ یہاں کے لوگوں میں ایک سنگین آمیزہ نجد اور قابل تنظیم شائستگی پہلی ہوئی تھی جسکی ایک شاخ یورپ میں بھی پونج چکی ہے مگر وہاں پہونچنے ہی یا تو یہ سر کے بل غلامت کی بدبو گھرنے

گڈ ہے مین جا پری یا وحشت آمیز جہالت کے ہملک عارضہ نے اسے آوایا  
اسباب دنیا سے دین سچی کے پاس کچھ ہی نہ تھا جو سکید پیش کرتا - سونا -  
چاندی - جواہرات - ریشم - روئی - مصالح چوبینہ وغیرہ سب مشرقی  
دنیا نے مغرب کو دیا - علم و ہنر و دیگر علوم جہاں تک معلوم ہو چکے تھے  
خصوصاً طب و علم ہندسہ و دستکاری وغیرہ سب مغرب و انون نے مشرق  
سے پائے ہیں - علم عمارت سازی - نظم صفائی خیالات - فصاحت و بلاغت  
اس وقت تک مشرق میں موجود ہیں - ہمارے زمانے میں بھی بخر خید غرابوں  
یا اون تزیوں کے جو دستکاری اور بعض دیگر علوم میں ہوتے ہیں اہل  
مغرب نے مشرق و انون کو کچھ ہی نہیں دیا - بلکہ سب کچھ مشرق ہی نے  
اہل مغرب کو دیا یہاں تک کہ دین سچی ہی اسی نے انکو نذر کیا ہے - دین سچی  
معاملات میں تو ظاہر ہو گیا کہ مشرقی دنیا کو مغربی پر ترجیح ہے اب ہم روحانی  
پہلو پر بھی لا کر فیصلہ کئے دیتے ہیں -

ہٹ

یہاں پر اس بحث کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ مذہب ہنود - بود  
اور اسلام - عام اور پرانی انسانی روایتوں کی بنا پر روشن عقل کے  
ذریعہ سے تمام وقت یا لوگوں کی خاص حالت کی نسبت سے جاری  
کر دئے گئے ہیں بلکہ صرف اس قدر کہ دنیا کافی ہے کہ اغلباً باوجود مختلف  
نقصوں اور کمیوں کے وہ کما حقہ مذہب کی تعریف میں آسکتے ہیں جس سے

خدا اور انسان کا۔ وہ تعلق مراد ہے جسکا پریشاں اعتقاد اور اخلاق حبیبہ پر دار و مدار ہے اور اس تعلق کی پوری پوری تفصیل ان میں موجود ہے گو یہ ممکن ہے کہ وہ اس تعلق کے جیسا چاہے ویسا سمجھا دینے کے واسطے سب سے عمدہ طریقہ یا کامل تدبیر نہ ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اسلام میں نفسانیت اور تعصب نے مل کر کچھ نقص پیدا کر دیے ہوں۔ یا بودہ مذہب میں مہمتہ والے مسئلہ کی پابندی سے کوئی عیب پیدا ہو گیا ہو یا مذہب ہنود کو اس کے لئے تیار دیتا ہو اس کے قصور بگاڑ دیا ہو۔ مگر وہ کافی طور سے اس تعلق کا نگہار کر سکتے ہیں جو خدا اور انسان کے درمیان ہے اور یہی گو یا مذہب کی جان ہے۔

اسلام جو اس وقت تک مضبوطی سے پھلتا جا رہا ہے۔ ایک عمدہ لائٹریک روحانی خدا کا جو تمام دنیا کا خالق ہے دل سے اقرار کرتا ہے اور سین ایک روزانہ روحانی پریشاں بذریعہ چند الہامی آیتوں کے اور ایک محدود طریقہ اخلاق جاری ہے۔ اس کی سرخی ترقی اور اپنے پیروں پر اس وقت مضبوط گرفت اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ اکثر قوموں اور مقاموں کے واسطے مذہب ہو سکتا ہے۔

اگرچہ بودہ مذہب بسبب اس واسطے کے جو اس نے خدا کی نسبت قائم کی ہے ہمہ اوست کی پیروی کے باعث اچھی نظر نہیں دیکھا جاتا۔ تاہم

اوسمین وجود خدائی تقاضے کا اقرار انسان اور خدا کے درمیان جو تعلق ہے اس کے لئے ہی ایک سلسلہ تعلیم قائم کیا ہے انسانی کمائی اور روحانی پرورش پر بھی بہت کچھ زور دیا ہے اس کے اخلاقی احاطہ میں وہ تمام تعلیم موجود ہے جو اس وقت دین مسیحی کا مایہ ناز سمجھی جاتی ہے مگر اوس سے ہی کچھ زیادہ ہے۔ یا اوسمین باطنی گناہوں کی سخت عافیت ہے۔ خطاؤں کی معافی پر سخت زور دیا ہے باعتبار مذہب ہونے کے وہ ایسے اعمال اور رسم پر پونچھا ہوا ہے کہ مسیحی اس وقت تک ارکیہ اور یورپ میں اس کے بغیر تعلیمی اصول پر زور دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ علاوہ زمین اس کے بے شمار پیرو اس کے عمدہ ہونے کی ایک قوی دلیل ہیں۔

مذہب ہندو گو عملاً بہت سے دیوتاؤں کی تعلیم دیتا ہے مگر ان سب کے مافوق ایک بڑا مطلق خالق کا ہی مقربے جو خود ان تمام دیوتاؤں کا بنانے والا پائیا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے ایمانی نوشتوں کے اوسمین روحانی پرورش روزانہ عبادت اور اس کے درجہ کا اخلاق ہی موجود ہے پس یہ بات بدیہی طور پر مسلم ہو چکی کہ باوجود اپنے مقصود کے یہ مذہب مذکورہ بالا تعریف میں پورے پورے طور پر آ سکتے ہیں۔ اور ہندو خدا اور ایمانی نوشتوں پر پورا پورا اعتقاد ہے ذاتی پاکیزگی اور محبت الہی پر ہی بہت کچھ زور دیتے ہیں۔ روحانی پرورش اور روزانہ عبادت

کی بھی اسکی طرف سے بڑی تاکید ہر انسان کو اخلاقی راستہ پر چلانے کے لئے بھی اسکے پاس مکمل قانون موجود ہیں۔

یہودیوں اور مسیحیوں کے دس حکمون میں سے آٹھ اسکی تعلیم میں داخل ہیں یہ امر کہ مشنہ کا دن اور ہونے کیوں بزرگی کے لیے مخصوص نہ کیا۔ <sup>ابھی</sup> اظہر ہے۔ گو یہودیوں کی ذاتی بے استیازی روکنے کے واسطے ضرورت تھا مگر چونکہ انکے یہاں خدا کا نام لینا عبادت میں داخل ہے اسلئے انہوں نے اسکی مافوق نہیں کی۔

المتخصر یہ مذاہب ہیں جبکہ اپنے مریدوں میں داخل کر نیکی واسطے دین سچی نے مشرقی دنیا میں ہلاک کی کامیابی کے کوششیں ہیں۔ اور انکے پیروں کی اوس فرمانبرداری اور خلوص نے جو وہ اپنے مذہب سے رکھتے ہیں اسات کو ثابت کر دیا کہ انہیں جنت میں ہونے والی نہیں۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ دین سچی کے پاس ایسی کن سی چیز تھی جو صرف آسمان کے لئے تھی کہ جاتی کہ وہ اس سے محروم ہیں کہ ایک تبار مطلق خدا پر تپا عقیدہ۔ جسے مغربی دنیا میں جہان کیسے خدا کا نام ہی معلوم نہ تھا ایسی بدیہی ترغیب دی۔ پیش ہو سکتا ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ تمام مشرقی دنیا ایک ایسے ہی خالق مطلق اور تبار مطلق کو مانتے تھے اگر انسانی فضیلت کی نسبت کوئی خیال ظاہر کیا جائے تو اسکی نسبت

ہی یہ مذاہب ہی کہتے ہیں کہ انسان دنیا کے واسطے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ بہشت اور خدا کے واسطے۔ یہ کیا روحانی پریش کش کا دعویٰ ہو سکتا ہے! ہمیں کیونکہ انہیں ہی روزانہ عبادت اور تصفیہ روح کے واسطے روز و ن وغیرہ کی سخت تاکید ہے۔ یہ کیا پاک و صاف طریقہ اخلاق ایک ایسی چیز ہو سکتا ہے۔ یہ ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ہی اخلاقی اصول وہی ہیں اور انہیں قاعدوں پر چلتے ہیں جو فطرت کی تاثیر سے انسانی دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اچھا یہ کیا اوس ثواب کا نام لین جو نیکیوں کا نتیجہ ہے۔ یہ ہی ممکن نہیں کیونکہ ان کی ہی تعلیم ہے کہ نیکیوں کے واسطے بہشت ہے جہاں سب سے اعلیٰ درجہ کی نعمت شادہ ذات باری تعالیٰ ہے اب تمام غور ہے کہ شرقی دنیا کی حالت کقدر مختلف ہے مغرب سے جہاں کی وحشی، قورین، تو مثل حیوانات کے اجہل۔ غبی۔ خوزیر۔ اور زند تھے۔ اور ہر۔ومی دیونانی۔ درغلکوی۔ نفس پرستی۔ اور غلاطت میں پھنسے ہوئے تھے۔ بہشت مجموعی سب کا یہ حال تھا کہ نہ خدا کو پہچانتے تھے نہ بہشت و دوزخ کی کیونکہ غربتی۔ نہ ذاتی پاکیزگی روحانی پریش کش اور اخلاقی خوبی کا کہی بیان آتا تھا تو پھر بتائے کہ وہ ایسی کون سی شے ہے جو اہل شرق کے پاس نہ ہو اور یونین سچی اس لئے اسے ان کے سامنے پیش کر کے کہ وہ اسے قبول کر لیں! صرف ایک قسم کا اعتقاد سے طریقہ تعلیم جو بذریعہ سچ، ہلم من الخدا سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس اعتقادی طریقہ تعلیم کو قرب کی بامردت قوموں نے

بے عذر قبول تو کیا مگر آخر کو مختلف مذہبی جگہوں میں تقسیم ہو کر کوئی محدود خیال کوئی فلاسفانہ خیالات کوئی لغتی اور کوئی کچھ مشہور ہو گیا اور ایک دوسرے کو کافر اور خدا جانے کن کن خوش آئند ناموں سے پکارنے لگے۔ لیکن عملی خیالات کے اہل مشرق اپنے مذہبی نوشتوں پر مضبوطی سے قائم رہے جو بہت تھوڑے اور عید ہے سادہ ہے سمجھے۔

انہوں نے اسپر کہ عین کیا کرنا چاہئے زیادہ زور دیا بہ نسبت اسکے عین کیا یقین کرنا چاہئے۔ مشرق میں اعتقادی یقین بالکل ہی کس میرسی کی حالت میں ہے اور جب دین سچی یہ کہہ کر صلوات عام دیتا ہے کہ دائمی مزائے نعت کے مقابلے میں ہمارے پاس بہت سے نوشتہ جات آسانی کی تعلیم موجود ہے تو بے مروت مشرقی تعلیم دین سچی کی طرف کان ہی نہیں دیتے اور اپنے آبا و اجداد کے عملی اعتقادی طریقہ پر راستہ لیتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل مشرق کے خیالات دین سچی کی نسبت کیسے اور کیا ہیں۔ انہیں اپنے مذہب پر چلتے ہوئے مذہن گذر چکی ہیں وہ اس کے دلوں میں گھر کر گئے ہیں اور انکی ضرورتوں کو پورا کر چکے۔ اور صورت سے اپنی نیکی اور بہلائی کا پورا پورا ثبوت عقل طور پر دے چکے ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ انکی جگہ پر ایک ایسا جدید طرز اختیار کرنے کی خواہش کریں جس میں ایک دہی نشانی کے سوا

کچھ ہی نہیں پایا جاتا۔ میں یہ باتیں ازراہ طعن نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ دوسری  
 زبان (نباہو ہوں) وہ واعظان دین مسیحی کی آواز تک نہیں سنتے بلکہ سر ملاتے  
 کانوں پر ہاتھ دہرتے اپنے راستے لیتے ہیں۔ انجیل مقدس یا دوسرے  
 مذہبی رسالے جو انہیں تقسیم کئے جاتے ہیں وہ عطار و نیک حوالہ کر دیتے ہیں  
 تاکہ پڑیاں باندھنے کے کام آجائیں کیونکہ جو انہیں پڑھنا سہولت نہیں دیتے اور  
 جو پڑھ سکتے ہیں وہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اگر کینے دنیا جاتی دیکھ کر کہیں سے  
 کچھ پڑھا ہی تو یقین لانا تو ایک طرف اس کے مضمون پر عجب عجب طرح سے  
 ناگ ہوں چڑھتا ہے۔ دین مسیحی کے علم ادب اور دعوت کی نسبت عام  
 خیالات کی کیفیت ہے جو ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔ مگر ان کے سوا اور  
 ہی طریقہ ہیں جسے واعظان مسیحی کی کوششوں کی مخالفت کی جاتی ہے اور  
 وہ یہ ہیں کہ مشرقی مذاہب کے عالم اور معلم ہی خاموش نہیں بٹھے رہتے  
 انہوں نے اکثر جوابات جنکو وہ اپنی دانست میں بہ مقابلہ حیون کے  
 دین ان شکن سمجھے ہوئے ہیں عام طرز پر زبانی پیلا دیے ہیں۔ ان  
 جوابات میں ہر ایک مذہب نے اپنے خاص طریقہ کے ہی کچھ نہ کچھ  
 پہلو قائم رکھے ہیں۔ ہم آگے چل کر اسے بیان کر رہے ہیں جو کچھ ہر ایک  
 مذہب نے اپنے لوگوں کو بہ مقابلہ دین مسیحی کے اصولی معاملات مثلاً  
 الوہیت۔ انسانیت۔ موت اور صعود کے سبب کیا ہے۔



بودہ مذہب نے اپنے پُر و نکو بہت ہی سیدھی سادھی دو باتیں بتلا دیں۔ یہی اس نے  
 کہہ دیا ہے کہ ”چلو جیسا آپ کہتے ہیں ایسا ہی ہوگا (مجھے زیادہ تحقیقات کا شوق  
 نہیں) کہ دین سچی جمہیر یا بودہ مذہب پر کیا اثر کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ  
 مسیح ایک دغا باز ہو یا بودہ کے اون اون اتاروں میں سے ایک اتار ہو  
 جبرائیل کے واسطے مجھے تعلیم دی گئی ہے۔ بصورتِ اول مجھے  
 کچھ ضرور نہیں کہ اس کے اعتقاد پر بھروسہ کروں بصورتِ دیگر اس کی تعلیم  
 سکایا منی کی تعلیم سے مختلف نہ ہوگی۔ پس جب تک میں اس تعلیم پر کار بند  
 ہوں محفوظ اور مامون ہوں۔ مجھے دونوں حالتوں میں کچھ ضرور نہیں کہ ان  
 نوواردوں کی تعلیم پر کان دہروں میں ابائی طریقے کو کبھی نہ چھوڑوں گا اس میں  
 زندگی بسر کر کے نیت ہو کر ہمیشہ کی تسلی حاصل کروں گا۔ علاوہ ان سب باتوں  
 کے اس مذہب کو جان مارنے کی ہی اجازت دی گئی ہے اسلئے یہ مذہب  
 کبھی حق نہیں سمجھا جا سکتا۔

بودہ مذہب کے اصول کی مطابقت سے دیکھا جائے تو یہ جواب بالکل ہی  
 قریب القیاس اور قاطع ہے۔ مذہب ہنود ہی قریب قریب ایسا ہی کچھ  
 جواب دیتا ہے ”آٹھ اتار! کیا دین سچی میں بھی اتار کا اظہار ہے پھر  
 جبکہ آپ اپنے مذہب میں ایک اتار کے ہونے سے اتنا فخر کرتے ہیں تو  
 ہمارے مذہب کو بہت اچھا سمجھنا چاہئے اور اس پر تو جہان تک ماز کرین بجا ہر

کیونکہ اس میں تو اوزار اس وقت تک ہو چکے ہیں اور دسواں آنے والا ہے مگر آپ کا اوزار مختص الطعام ہوگا۔ ہم الہی نسل کے بندوں سے ہر کوئی تعلق نہیں سہاؤ ہمیر کوئی حق ہو۔ آپ کو اس کی نسبت معجزوں کا دعویٰ ہے۔ بیشک اور سچ ہوگا کیونکہ کوئی نادان کہیگا کہ ایک اوزار معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ ہمارے کرشن جی کو دیکھئے جسے اپنے گودالینوں کو منہ سے بجانے کے لئے چنگلیا پر پہاڑ اٹھا لیا اگر آپ کو کچھ شک ہو تو تہرا میں جا کر دیکھ لیجئے اس وقت تک پہاڑ موجود ہے۔ پس میں۔ پس میں ان باتوں سے خوش ہوں کیونکہ وہ میری تعلیم کے موید ہیں۔ مگر غور تو کیجئے آپ کا اوزار میرے واسطے محض اجنبی ہے کیونکہ وہ کالایانی (جرا سون) کے اوس پار پیدا ہوا ہے اسلئے ہم ہندوؤں کو اونس سے کوئی سروکار نہیں“ علاوہ اس جواب کے وہ اپنے دلوں میں ہمیشہ آپ کو کوسا کرتے ہیں کیونکہ لگاؤ کشی کا ساخت جو آپ سے عاید ہوتا ہے آپ گائے کا گوشت کھاتے ہیں اور گائے کا گوشت کھانے والے سے ممکن نہیں کہ سوائے بدی کے کوئی نیکی ظاہر ہو۔ کیونکہ ہندوؤں نے اپنا مذہب ہی جدا گانہ نہیں بنالیا ہے بلکہ وہ ایک علیحدہ قوم ہی ہیں اسلئے اوس اوزار کا اونس کے پاک وریاؤں سے دور ہندوؤں کے باہر ان کی پاک قوم سے بے تعلق ظاہر ہونا گویا اسپر ازام ہے اور اسلئے وہ دین سبھی کی تحقیق کا خیال کرنے سے ہی محفوظ ہیں۔

اسلام تو گویا آستین ہی چڑھائے ہوئے مقابلہ کو ٹھہرا ہے روضہ اکامیاء کو فواد

اور سراسر کفر!! کیا خدا مجسم ہے۔ کیا او کو بیڑی ہے جو اسے اولاد ہوگی یہ کیونکر عقل میں آسکتا ہے کہ روح کو ٹپا ہو۔ اصل یہ ہے کہ ان غریب یحیوں کو تحریف شدہ انجیل ملگئی ہو۔ اسکی اصل کچھ ہمیں خوب جانتے ہیں۔ یہ باتیں ہم سے پوچھو۔ ہمیں شک نہیں کہ مسیح ایک پیغمبر بزرگ ہیں۔ اسنے لوگوں کو خدا کی راہ دکھلائی اور تعلیم دی لیکن انہوں نے اسے برا بالکل یقین نہیں کیا اور چاہا کہ اسے مصلحت سے تب وہ انکی نظروں سے غایب ہو گیا اور ان بے بھراحقوں نے اسکے بدلے ایک دوسرے شخص کو صلیب پر چڑھا دیا۔ بعد ازاں خدا نے مسیح کو آسمان پر اٹھالیا جہاں وہ آسوت اترے گا جب وہاں خروج کرے گا اور اسے پوری شکست دیگا اور آسمان پر اٹھالے جانے سے پہلے ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشین گوئی کی تھی یہ کہہ کر کہ خدا نے جطرح جو بھی چاہے اسطرح ایک اور تسلی دینے والا تم میں بھیگا اور وہ ہمیں راہ حق دکھائیگا۔ سچی ایماندار یہ تاریخ ہے مسیح کی جسے ہم نے نبی جانتے ہیں مگر یہ سچی اس سے بالکل مجید نہیں اور اسید واسطے وہ ایک پیغمبر بزرگ کی نسبت ایسے کفر آمیز کلمے کہا کرتے۔ اور اسنے مرتبہ کو خدا سے وعدہ لا شرک کی برابر بناتے ہیں۔ چار پیغمبروں کو خدا کی طرف سے خطابات ذیل عطا ہوئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ روح اللہ اسے سچے ایماندار راستہ کی پیروی کرو اور ان پیغمبروں کے بکھانے سے حضرت عیسیٰ پیغمبر خدا کی نسبت جو ہم کے بیٹے اور خدا کی روح ہیں غلط خیال نہ قائم کرو

یہ قرآنی تعلیم سچ کی نسبت ہر ایک مسلمان کے نوک زبان ہے۔

اب ہمیں اس بات کے فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ جوابات جو بہ مقابلہ میں  
سیحی ان مذاہب نے پیش کئے ہیں بطور خود قطعی ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ ہم صرف  
اسی قدر کہتے ہیں کہ وہ پابندی و اوقات و حالات و سب کے ہیں اور اپنی اصولی  
حالت کی رو سے لا جواب۔ صاف اور قطعی ہیں۔ وہ اہل شرق کو دین سیحی کی  
تحقیق و تہذیب پر ایک ذرا سی مایل ہونے سے روکتے ہیں اور ان کے اپنے مذہب  
اچھے ہی نہیں بلکہ اعلیٰ درجے کے ہیں۔ جنہوں نے ان کے بزرگوں کو اس دنیا  
میں پورے پورے طور سے خوش و خرم رکھا (اور اسید ہی کہ اس دنیا میں ہی فانی ہو جائے  
ہو گئے) پس جو کچھ ان کے آبا و اجداد کے واسطے نیک اور فائدہ مند ثابت ہوا وہ ان کے  
واسطے ہی ہوگا اور ضرور ایسا ہونا ہی چاہئے اور جو ان کے واسطے نیک اور فائدہ مند  
ہے وہ ان کے والی نسلوں کے لئے ہی ایسا ہی ثابت ہوگا۔

مصر میں سے جو رو و بدل دین سیحی سے چلی آئی ہے اس میں بہت کچھ اہل شرق نے  
سوچا و عمل کیا اور معرض بحث میں لائے اور اب بھی عمل جاری ہے۔ گذشتہ اور  
موجودہ حالتوں پر نظر ڈالئے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ بھی ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا  
اعتقاد یقینی کی اوپر کوئی تاثیر نہیں ہوتی اور ہمیں اپنے مذہبوں پر پورا پورا اطمینان  
ہے اپنے آبا و اجداد کے نقش قدم پر چلنے میں اور ہمیں ایک قسم کی اندرونی تسلی ہوتی  
ہے۔ پس ضرور ہی کہ اہل شرق چرچا زمانہ گذشتہ میں رہا ایسا ہی زمانہ آئندہ میں بھی

دین سچی کا سد باب رہیگا۔ اس میں شک نہیں کہ اکثر اشخاص تبدیل مذہب کرینگے سچی  
 نسلیں فطرتی ذریعہ تولد سے ترقی کرینگے مگر چونکہ یہ ترقیان کثیر مجمع کے  
 حق میں زیادہ مفید ہوا کرتی ہیں۔ لہذا یہ ہی ضرور ہے کہ ناموافق کو بھی روزانہ  
 ترقی ہوگی اور جسطرح یحیون کا شمار آج سے پچاس برس بعد ہرجائیگا ابطح وہ  
 مناسب ہی جو اس وقت اومنین اور غیر قوموں میں ہے کم ہو جائیگا۔ کیونکہ جو تہا سچو  
 غیر سچو سے پچاس برس پہلے تھا آج اوس سے کہیں کم ہے۔ اب یہ بات تسلیم ہوئی  
 کہ سچی و افطون کو مشرق میں ناکامیابی ہوئی اور یہ ناکامیابی صرف اسی سبب سے ہوئی  
 کہ اہل مشرق کے پاس باقاعدہ واقعی مذہب موجود نہیں جسے ان کے دونوں پوری تسلی  
 حاصل ہو اور یحیون کے پاس اول تو کوئی چیز ایسی نہیں کہ جسے مشرقی دنیا صرف اسلئے  
 قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے کہ وہ اوس سے خرم ہے۔ اگر ہو ہی تو اسکا حاصل کرنا  
 کیا اہل مشرق یہ ہی خیال کرنا نہیں چاہتے کہ وہ کیا اور کیسی ہے۔

اہل مشرق کو سچی بنانے کی کوششوں میں بڑی روک تھام ہے اور ہمیشہ سے چلی آتی ہے  
 کہ اوس کے پاس خود واقعی مذہب موجود نہیں۔ یہ ناگزیر روک تھام آج بھی ہے اور ہمیشہ  
 سے چلی آتی ہے جسے دین سچی کو مشرق میں نو مزید نہ حاصل کرنے دیے۔ یہ ممکن ہے  
 کہ کسی مذہب میں یا کسی مذہب سے کچھ نئے عقائد پیدا ہو کر پھیل جائیں مگر یہ اوس کے ذاتی  
 جوڑ توڑ ہیں۔ مثلاً دین سچی میں آئین یا توہر کے طرق اسلام میں شیخہ طرق بودہ مذہب  
 میں شنتو کا طریق مگر اس سے یہ بات نہیں پیدا ہوتی کہ ایک واقعی مذہب دوسرے کے مقابلہ

نیت و نابود ہو جاسکتا ہے۔ ہاں الحمد للہ بت پرستی۔ افسانہ مذہبی۔ وحشی قوموں کی باطلان  
اورست اعتقادی ضرور مذہب کے ہادی گئی ہیں جیسا کہ یونان و روم ملکہ تمام یورپ میں اور  
یہی اور دیگر خراب زمین دین سچی نے کیا تا مار اور افریقہ میں اسلام نے کیا۔ یہ بھی ممکن  
ہے کہ ایک مذہب دوسرے کو بذریعہ قتل یا اخراج البدی اور سے ایک جگہ سے دھکیل  
کمال دے اور اسکا قائم مقام بن بیٹھے جیسا کہ اسپین میں مورس۔ اور فارس میں زرتشتیوں  
کے ساتھ ہوا۔ میں آپ سے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں آپ دنیا کے نقشہ تیار خ کے  
کسی صفحہ پر ادھنگلی رکھ کر ایا مقام نہیں بتلا سکتے جہاں ایک مذہب کسی ایسے دوسرے  
مذہب کو نیست و نابود کر کے قائم مقام ہو گیا ہو جیسا کہ عملی طور پر اطلاق حمیدہ اور اوسلق  
کی تعلیم موجود ہو جو انسان اور خدا کے درمیان ہے۔ ایسی تو ایک مثال ہی نظر نہیں  
آتی بلکہ اسلام کی۔ ہندوستان میں مذہب ہنود کے مقابلے میں ناکا سیابی اور بودست  
کے تمام ہندوؤں کو اپنے جندے کے نیچے جمع کر لینے کی کوششوں میں ناکا سیابی  
اور علی ہذا القیاس برخلاف اسکے۔ اور ہر دین سچی کی۔ مذہب ہنود۔ مذہب زرتشتی  
مذہب ہلام و بودہ ست کے مقابلے میں یکے بعد دیگرے ملے التوازن کا سیابی  
ہمارے نزدیک اس امر کا پورا پورا ثبوت دی ری ہیں کہ یہ امور اتفاقی نہ ہو بلکہ فطری  
انسانی میں ایک حقیقی اور مسلم الثبوت سکہ اور ایک عام قانون کا نتیجہ ہیں۔ جس پر کوئی  
مذہب کی طرح سے اثر نہیں ڈال سکتا ہے۔  
پہلی ناکا سیابی ان شکو اب آپ کچھ کہیے سمجھنے لگی ہیں۔ آئندہ کے واسطے آپ کے

بہت عمدہ سبق ہو سکتی ہیں۔ آپ کے واعظین کی سرگرمی پاک خیالی یا علم میں کوئی کمزوری  
 سخت سے سخت محنت اسلئے درجہ کے حرف جانیں رٹا دینے میں ہی کوئی کمی نہیں  
 دین سچی کی ذاتی نیکی کی عدم موجودگی کا بھی خیال نہیں آسکتا۔ ان باتوں سے ایک  
 ہی ان مشرقی ناکامیابیوں کا سبب ہوئی نہ ہوتی ہے نہ آئندہ ہوگی۔ ملکہ معاملات  
 کے فطرتی پہلو اور اپنی بات سے جنش نہ کرنے والے اہل مشرق کے خیالات  
 اور معاملہ فہمی نے آپ کی ناکامیابی یقینی اور دائمی کر دی ہے۔ کیا اچھا ہو اگر آپ ان  
 فضول رویہ اور سیکار کو تشوون سے باز اگر اپنے دوست اپنے واعظین اپنی محنت سے  
 اپنے ہی لوگوں کے فائدہ پہنچانے کے درپے ہوں۔ دین سچی کے ان حالات کا جو یورپ  
 میں ہیں اگر ان مشرقی مذہب سے جنگ کو آپ بچ دین سے اوکھاڑ دینا چاہتے ہیں  
 مقابلہ کیا جائے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا مشرق میں ایسے لاکھوں سطح جنگ آزمودہ  
 آدمی موجود ہیں جو ایک دوسرے کو ایک لفظ کیلئے جوہر کسی خیال کی نسبت ظاہر کرے  
 حلال کر ڈالنے میں اچھی طرح شاق ہیں کیا مشرق میں مینوشی سے بجز ان مقام  
 کے جہاں آپ نے اسی رائج کیا کوئی واقف ہی ہے۔ کیا مشرق کی کلیوں میں  
 ہی بیشتر مینوشی اور بحیائی کی وہی کیفیت جکے نمونہ آپ کے یہاں سرماں نظر آتے  
 ہیں سکھیا اور سکے قید خانہ ہی دائمی مجرموں کے مجمع سے اس طرح ملد رہے ہیں۔ کیا  
 اہل مشرق ہی دولت کے ہونے کے پیاسے ہیں اور شل اہل مغرب کے سونے کو  
 اپنا دیوتا سمجھتے ہوئے ہیں۔ کیا ملحدی۔ بے اعتقادی اور کفر مشرقی دنیا میں

بھی خیالات عالمانہ کا لباس پہنے پہر کرتے ہیں۔ کیا شل جرمن و فرانس و لندن کے یہاں بھی مذہب گو وہ کوئی مذہب کیون نہ ہو ایک کس سپر کی حالت میں پڑ کر نشانہ ملامت بنا ہوا ہے۔ ہم ملاکسی، اخلاقی خوف کے اس اور کا اظہار کرنے کو موجود ہیں کہ اہل مشرق ان تمام باتوں میں باوجودیکہ وہ دین مسیحی سے محروم ہیں مگر جہاں بہرہ میں بہ نسبت اہل مغرب کے ہر چند انکو دین مسیحی رکھنے کا فخر حاصل ہے۔ ہم آگے چل کر اون چیزوں کو بتائیں گے جہاں آپ اپنی سرگرمی۔ عمارت مذہبی۔ شوق ولی۔ کشش اور دولت کو زیادہ فائدہ اور کامیابی کے ساتھ کام میں لاسکتے ہیں جہاں آپ اتنی تک ایسی جگہ صرف کرتے رہے جہاں نہ انکی قدر ہوئی نہ ضرورت مانی گئی نہ کامیابی ہوئی آپ جو نوکر و رتبہ پرستوں کے راہ راست مسیحی پر لاسنے کا دم بھر کرتے ہیں۔ مگر خود آپ اپنے بت پرستوں کو راہ راست پر لانا کی زیادہ ضرورت ہی بہ نسبت اونکے کیونکہ وہ بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم اور بڑی سرگرمی سے عمل پیر ہیں اپنے اور نہ ہون پر خجودہ اتنا ہی اچھا سمجھتے ہیں جتنا آپ دین مسیحی جسے آپ دین بہت سے لوگوں نے ماننا ہی ترک کر دیا ہے اور جہاں بہت ہی کم لوگ عمل پیر ہیں۔ اگر دین مسیحی کی یہی حالت ہے اور انہیں داخل ہونے سے ہی فائدہ ہے تو وہ اسکی نو مریدی سی باز آئے خود آپ کے ملک میں جو لاکھوں بت پرست جمالت کے گھرے گئے ہیں اور بدیوں اور گناہوں کے اکیر امین پہنے ہوئے ہیں انکی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ پہلے اپنے گہروں کو صاف کر دو اپنے اصطبلوں کا کوڑا کرکٹ دور کر دو۔ اپنے صحن گہانس پونس سے پاک کر دو



اپنے کھیتوں کی کاشت کرو۔ اپنی چیتوں کی صفائی کا انتظام کرو۔ جب یہ سب کر چکو  
 اوسوقت ہمارے کاموں میں دخل دیا تو مضائقہ نہیں اوسوقت تو ہم اپنے معاملات کو  
 اصول اخلاقی کی بنیاد پر ایسے بدرجہا بہتر سمجھتے ہیں۔ اور واقعی وہ بہت سی باتوں میں  
 ہمیں ہی ایسے ہی جب تک تم دین سچی کو جواب صرف نام کے واسطے رکھیا ہے درست نہ کرلو  
 اپنے گناہ کی طرف دوڑنے والے بت پرستوں کو اپنی جماعت میں سے نیت نہ کرلو۔ اگر  
 ہرمانی دور افتادہ اپنی مذہب و اخلاق کے والد و شیدا اہل شرق کو۔ اپنے مذہب و اخلاق  
 کی محبتوں کے غم سے لینے دو۔ جب تم مذکورہ بالا تمام باتیں پوری کر چکے اوسوقت اور  
 صرف اوسوقت تم اہل شرق کو دین سچی میں لانے کی کوشش کر سکتے ہو۔ گو کہ وہ عام قانون  
 جیسا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں یقیناً اوسوقت ہی تم کو کامیاب نہ ہونے دیگا بالفعول ہمیں اس  
 مقولہ پر کاربند ہونا چاہئے کہ ”اول خویش بعدہ درویش“  
 اس میں کچھ شک نہیں تم ضرور کہو گے کہ اپنے خاندان کے درویشوں میں خیرات محدود نہ کر  
 چاہئے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں انجیل میں کے ۲۔ باب کی ۱۹۔ آیت پیش  
 کر دو گے۔ مگر اس کا جواب ہم ہی دیتے ہیں کہ خیرات خاندان سے صرف اوسوقت تجاوز  
 کر سکتی ہے اور اس سے ضرور کرنا چاہئے کہ جب اسے اتنی قوت ہو اور وہ ذریعہ رکھتی ہو  
 کہ اپنے خداداد کی ضرورت پوری کر کے اور کام میں ہی لائی جا سکے جبکہ خود تمہارے ملک  
 میں انصاف سے پچھو تو اس کی ضرورت موجود ہے تو ایسے وقت میں دوسروں کے خیال  
 سے کیا فائدہ۔ خصوصاً مشرق میں تو تم اسے نفع منایع کر رہے ہو جبکہ اپنے ملک میں

تو خیر کچھ نہ کچھ فائدہ ہی اڑھاتے۔ اگر غلطین سچی کی محنت و شفقت کی نسبت پوچھئے تو وہ بھی پورے پورے طور پر کیلگی۔ کیا مذہبی تعلیم دی گئی یا کم سے کم اسکا اعلان ہر ایک قوم میں نہیں ہوا۔ اگر کامیابی نہ ہوئی تو محنت و شفقت کرنیوالوں کا کیا قصور بلکہ اس کامیابی کا الزام کیسویں نہیں دیا جاسکتا۔ یہ ایک عام فطرتی قانون کا نتیجہ ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ دین سچی تمام مذہبوں کو ہٹا کر ان کا قائم مقام ہو جائے گا اور کسی نو مبدی اور کامیابی بمثل نصف آریا قوموں یا سلطنت روم میں جہاں تک اسے محلہ اندہ اعتقاد سے تعلق تھا محدود رہی گو اُن نو مبدیوں کی نسلیں وہاں سے نکل کر دوسرے ملکوں اور براعظموں میں پھیل گئیں۔ آپ کے پاس بات کا کیا ثبوت ہے کہ دین سچی کا دوسرا مذہب کو ہٹا کر ان کی جگہ قائم ہو جانا لابدی تھا۔ اپنی اپنی کتاب میں ہمارے ہاتھوں میں دین ہم نے ادھین پڑھا اگر ایک ہی آیت اس مضمون کی کہیں نظر سے نہیں گذری جس سے یہ واضح ہو جاتا کہ یہ مقدر ہو چکا ہے کہ دین سچی تمام دنیا اور بنی آدم کا ایک نام نہ ہوگا۔ یوحنا کی انجیل کے دسویں باب ۱۶۔ آیت میں لکھا ہے کہ ”نئی کلمہ ایک کلمہ بان“ جس سے دنیا کو علاوہ موجودہ کے انیوائے مذہب کا ہی امیدوار بنایا گیا ہے۔ مگر آپ کے بیچ کے معاملات میں ہم نہیں چاہتے کہ ادھین دخل فرمیں اور ایسی ہی امید آپ سے بھی کرتے ہیں کہ آپ ہی ہمارے کاموں میں دخل در معقولات نہ فرمائیں۔ یہ بات کہ آپ اپنے مذہب کو دنیا کے سب مذہبوں سے اچھا سمجھتے ہیں اور دوسرے مذہبوں کو اس سے پوری پوری آگاہی ہو جائے اس میں شک نہیں کہ فطرتی ہے اور شرعی مینا ہی ایک انسان

ارادہ کا شکر یہ دیا کرتے تھے مگر ہر ایک مشرقی اپنے مذہب کو بھی کم سے کم اتنا اچھا تو ضرور  
 سمجھتا ہے جتنا آپ کے مذہب کو اور اسکی جلی مذہبی استقلال کا تقاضا ہی یہ ہے  
 ارجیاء دوس شریف آدمی کا حال تھا جسکے بیان سے ہم نے اپنی اس تحریک کی تمہید قائم کی ہو  
 کہ وہ اپنے ابائی طریقہ پر ایمان داری اور استقلال سے قائم رہے جسکو وہ اچھا اور اپنے  
 مناسب مال مجتہد ہے ترک کر کے ایک ایسے طریقے کے اختیار کرنے سے خود کو وہ  
 ہے نہ ٹھکا اور سب سے بڑا ہر معذوری ظاہر کرتا اور انکار کرتا ہے خود پر ہوش - سنجیدہ - منصف  
 مزاج اور مستقل اہل مشرق بے جانے لو جے اندھیرے کنوین مین کو ڈپڑا کی سطح پندہین کر

# اشہار

## آزمودہ سچی اور نہایت مفید ادویہ

مفصلہ ذیل تجربات جو خاص تیزی ایجاد میں جنک مفید ہو چکے ثبوت میں صمد باخطوط ہر ایک علامتہ ملک ہندوستان  
موجود اور برابر روزمرہ کار میں فائدہ عام کیلئے شہر کجاتی میں قیمت زمانہ عام کے خیال سے استدر کم رکھی گئی جو  
کہ امیر و عزیز برابری فائدہ اٹھاویں **جوب خیری** - اکسیر برک صغ و مانع - بصر - عمدہ - ضعف - شانہ - ناری  
باہ و غیرہ طالب علموں کی ملاقات مانتظہ برابر اور ملاقات و مانع کو قائم رکھنے کیلئے نہایت مفید ہیں کس ۸۰ گولی  
**روغن طلا** - اکسیر برکستی نامی مادی حلق و غیرہ تیشی کا جو ہر عشرہ تریاق برک اراض آتشک درو  
دور زانو شانہ غارنش - پوڑا پھنسی - فسادات خون و غیرہ تیشی کا جو **جوب فیوزی** اکسیر برکات پتلی خزانہ  
و غیرہ اول ہی رنگے استعمال سے تعین نفع ہو کر ہر شک شروع ہوتی جو کس ۸۰ گولی ۱۲ حوتہ تہ تاپ عرق  
اس میں موزنی کیلئے اکسیر برکستیشی ۸۰ یا ۱۰۰ رلین صیت یاب ہوا میں تیشی ۱۲ جو ہر دافعہ سوزاں قرحہ  
عموماً ۶۰ گھنٹہ کے اندر درو جلن میں ڈیا گیا تبوہ قطرہ آمادہ ہو جاتا ہے تیشی کا کیٹو بل بام - اکسیر برک کاشی  
ترشک نزلہ و کام دمہ نمونیا و غیرہ تیشی کا **فیور سرب** مانع عادات انیون چندہ منوشی وغیرہ مرن بنانا  
تیار کیا جو کسی قسم کی کوئی نشتی یا زہر کی ملاوٹ نہیں اور نہ طبیعت میں کمزوری یا کالی بدطبیعت ہوتی ہو میت تیشی جو میت تیشی  
۵۰ دیکھو تازہ شہادت از جانب مولوی محمد الحق مدرس رسد کوٹ سبرل ریاست بہاولپور و روضہ امروہو  
تیزم ترنظم جو کوئی کالی جوہر خیری اور روغن طلا کی توحیف کروں کم فی الحقیقت عجب العجائب داغ باغ نواب میں و اند - ایک کج خیری  
دروغن طلا جو سابقہ سٹو اچھا نواب پور کو کس کیلئے دو کج جوہر خیری اور طلب تہوں بدریو مولوی اہل غایت فزادین (۲)

(۲) از جانب میروا و محسن صاحب خان پور ریاست بہاولپور ۱۴ نومبر ۱۹۰۹ء نام تہمیدار خان پور شفق و کرم نواز شاہ کا بندہ جانب  
فیروزانہ جیسا سوگند ازاد غایتہ - السلام علیک و تسو ملاقات - ادویہ و سلاطین سچے سچے ہیں نیاز مند تین سال سولہ و ستر  
بتلا جو ادویہ کا فیانی و انگیزی وغیرہ تسو ملاقات کیا جو کمری ادویہ کے جگہ موت شعیابی کی کہ ہر دین نہیں آتی افضل انسانی  
حقیقی کیڑوں کا جو جانب و دولوں ارسال فزائی میں اسکی ایک تل کی استعمال شعیاب ہوی اب سری تول استعمال میں بقدر عرصہ  
اسکو اورنگلوں کا لیکن سیر نزدیک یہ حق کیڑوں کا کیا بلکہ نہیں بلکہ بوقدر کران - ایسی سیر تاثیر اور کیا جگہ نہیں کی غرض تہ  
توحیف کھنجا جو - (۳) خاص علامہ مدد گزیر نون ادویہ استدر کم ہر شک و نامہ ران بدلیہ ربتی نگوئی میں چاندیم - پڑت  
انتظام میں جانب جوب کس جوہر خیری اور چند ادویہ سٹو امین - علامہ انکو ہر شک کی انگیزی ادویہ برک کاتیت و فزادین  
کما تھا

# استہار

## اردو انشا پر دازی کی تکمیل

حاکم مغربی پنجاب وادہ میں روز بروز انگریزی علم ادب کی تھلید پر اردو زبان کی انشا پر دازی کا رواج پھیل گیا ہے اور آئندہ روز زیادہ ہوگا۔ اس کے واسطے اپنی استعداد کے موافق اسباب و مصالح تیار کرنا اور ادا کیا جائے اور اس کی اس طرح ہے کہ علم انشا پر دازی کے قواعد بالترتیب بلحاظ آسان ہو سکیں بکار آئے و سہل مند ہونے کے باعث جن میں لکھن میں جن میں دو چھپ کر اس کا نام ساری انشا و حصہ اول و دوم ان کی کیفیت انشا و فیل سے معلوم ہوگی۔ اور آریار ہند اہل اسلام اہل فتح کی سیکڑن کتابوں کا مطالعہ کر کے ان میں سے نو قسم کے مضامین واپائی میں ہمارے قریب انتخاب کئے ان میں سے مضامین اخلاق اول سے چھاپے ہیں کہ ان کے مدعوں میں علم اخلاق کی تعلیم کا بڑا چرچا ہو رہا ہے ان میں سے دو حصے چھپ گئے اور تیس حصے چھپ رہے ہیں۔ ابی تو قسم کے مضامین ہی اسی ترتیب سے چھاپے جائیں گے اب جو کتابیں چھپ کر تیار ہو گئی ہیں ان کا اشتہار جدا چھاپا جاتا ہے۔ محمد ذکا و اللہ

## قیمت ۱۲ مسکرم الاخلاق محصول

نہایت مستند و معتبر علی و جبر کی علم اخلاق کی پس عربی فارسی کتابوں سے انتخاب کر کے ۳۴ مضامین اخلاق گیارہ زبانوں میں لکھو ہیں اور ایک باب میں دس مضامین متفرق لکھو ہیں۔ باب اول سے خدا تعالیٰ کی قدرت کا عالم اور عظمت بالغہ اور اس کا فضل و کرم جو انسان پر ہے معلوم ہوتا ہے۔ باب دوم تہذیب اخلاق کے اصول۔ باب سوم علم عمل و عقل کی کیفیت باب چہارم رکھنے سے کامال باب پنجم سے حق و حجت باب ششم سے گناہ و قوہ کا حال باب ہفتم سے دنیا اور حجت دنیا کی نفسیات باب ثتم سے معاملات دنیا کے حالات باب نہم سے رزائل و فضائل اخلاق۔ باب دہم سے وقت۔ عمر۔ موت کا حال باب دوم سے حکایت کل اس کتاب کے ۳۴ صفحہ ہیں قیمت ۱۲ محمد عطار اللہ دہلی چلورنگا کوچہ

## قیمت ۶ تہذیب الاخلاق محصول

دہانہ دراز گوراکھ پور شاہ چین کو جب یہ معلوم ہوا کہ ملک بہت بین لاہار کے صدر میں ایک کتب خانہ جو حسین بہت مقدس قدیم کتب میں مسکرت کی موجود ہیں۔ اس کو ان کتابوں کا اشتیاق پیدا ہوا اس لئے راہ گرو کہ ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ میں تم کو جو مجتہدوں آپ منایت فرما کر اس کو میرے کتب خانہ کی اجازت دین کے فو کی عمر

پچاس سال کی تھی۔ نہ نہایت جمع اور مصحح اور صاحب علم نہاں یہاں نہایت بزرگ و اہمیت سے آیا اور درمند  
 میں بہت کچھ لکھا اور کتب خانہ کی کتابوں کو چھ مہینہ تک مطالعہ کیا اس مطالعہ میں اس کی بڑی امداد ایک  
 فاضل نے ہی لایا اگر کبھی طرف کی اس نے بہت سی مضامین انتخاب کر کے نقل کئے اور پھر انکو چین لیجا کر اپنی  
 زبان میں ترجمہ کئے۔ اس ترجمہ کو اہل چین بڑے دوق شوق سے پڑھتے تھے۔ انکا ترجمہ انگریزی  
 زبان میں ہوا ہے میں نے ابتدائیں زیادہ تر مضامین اسی کتاب سے لکھے ہیں۔ پھر میں نے رامین کو پڑھا اور  
 جو حصہ اسکا اخلاق کے مضمون سے متعلق تھا اسکو انتخاب کیا۔ جناب سر جان میسر صاحب نے کتاب ہما بارت  
 اور اڈرستند کتابوں سے اخلاق کے مضامین انتخاب کر کے انگریزی زبان میں نظم و شعر میں ترجمہ کئے ہیں  
 انمیں سے ہی بہت سی مضامین انتخاب کئے۔ راجہ ہر تری کے لکھے کے مضامین ہی انگریزی سے ترجمہ کئے ہیں  
 عرض اسطر سے یہ مجموعہ ۱۱۷ مضامین اخلاق اور ۲۱۰ مضامین متفرق کا یہ لکھا ہے۔

## قیمت ۸ روپے مبادی الانشا حاصل

- (۱) کاغذات امتحان لکھنے کے قواعد جنکے پابند نمونے سالانہ طالب علموں کے نمبر کم ہوتے ہیں یا نہیں ہو جائے
- (۲) علم ادب کی تعریف و موضوع۔ انشا پر دلائل کو لے کر مضامین اور اسباب لازمی و ضروری ہیں اور انمیں  
 ان مدارس کے علموں اور تعلیم کے لئے کہاں تک موجود ہیں اور کہاں تک وہ انکے لیے مہیا ہونے چاہئیں کن کن  
 باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ جسے اگلی استعداد اور لیاقت کا اظہار اچھی طرح ہو اور انکا وقت ضائع نہ ہو جائے
- (۳) جب صرف دیکھو کی تعلیم کا آغاز ہوا انکے قواعد کی مشق کی طرز کیا اختیار کیا جائے کہ جسے انکو اظہار کے اشتقاق کے  
 طریقے اور عبارتوں کی ترکیب معلوم ہو جائیں اور غیر ذہنی عبارت میں عیب و مہجور جانچنے کی لیاقت پیدا ہو جائے
- (۴) علم بیان میں عبارات تشبیہات و غیرہ کا بیان لکھا گیا ہے کہ جس سے طالب علم کو معلوم ہو کہ انکو کیونکر استعمال کرنا چاہئے
- (۵) پیرافیز (جو ترجمہ کرنا کہتے ہیں) قواعد جسے طالب علم کو اور ذہنی نظم و شعر کا بیان کرنا اپنی  
 عبارت میں اسطر آجائے کہ عبارت بدل جائے اور مضمون میں فرق نہ آئے (۵) خطوط لوسی کے آئین
- (۶) و تو انمیں و طرز و روش عبارت (۶) مضامین بیان یہ کے قواعد کہ جسے طالب علم کو ایسے مضامین  
 لکھنے آئیں کہ جنمیں کسی شے کے حالات بیان ہوں (۷) مضامین تاریخیہ کے قواعد کہ جسے طالب علم کو
- (۸) تاریخی واقعات اور انکے اسباب و نتائج کا بیان کرنا آئے۔ (۸) مضامین استدلالیہ کے قواعد جسے وہ

مضامین کہنے آئیں کہ مضامین دلائل منطقی اور برہین مکیہ سے کام لیتا ہے اور کسی امر کی ثبوت دلائل موافق و مخالف کو یکجا کر کے نتائج نکالے جاتے ہیں۔

## قیمت ۸۔ مبادی الانشا حصہ دوم

(۱) تمہید میں انشا پر دایکی تعریف و ازاو اسے سخن کا بیان (۲) علم معانی کا بیان جہد ر و ز بان سے تعلق جو (۳) علم بدیع کا بیان ایک نئے طرز سے لکھا جو فضیلع و بدائع کو کیونکر کام میں لانا چاہئے ضائع جو مشہور ہیں وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنے چاہئیں اور بعض ضائع جدید لکھے ہیں (۴) قوت بیانیہ و قوت فہم سخن کیونکر بڑھتی ہے (۵) مذاق سخن و امیز از سخن کا بیان اور کتابوں کے پڑھنے کیلئے ہدایتیں جو کیونکر پڑھنا چاہئے اور اسکے بڑے بہتر کچھ کے طریقے مضامین تاریخیہ و بیانیہ و استدلالیہ کی مثالیں لکھی ہیں (۶) اوضاع و اطوار کہنے کے نظام قدرت و دیگر کے عمل و ثمار و پیداوار کے بیان کر کے فضائل و اخلاق بیان کر کے قواعد لکھے ہیں اور انکی توفیع مضامین لکھی گئی ہے۔ (۷) ادبیونکی یادگار کہنے کے اپنے حال کہنے کے دوست۔ و غلط تصور اور کسی پیشہ و نہر کے حال کہنے کے قواعد (۸) جو طرافت کے مضامین کہنے کے طریقے ہر ایک قاعدہ کے ساتھ لکھی گئی مثالیں لکھی ہیں غرض ان دونوں حصوں کے پڑھنے سے اصول انشا پر داری سے مل سکے طالب علم کو ادبی توفیق حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ جواب مضمون آسان آسان جیسے اسکے امتحانوں میں آتے ہیں باقاعدہ لکھ سکے گا

مجموعہ مبادی الانشا  
جلد دوم

## انتہار کتاب قوانین موجودہ و مطبوعہ مطبع سہیل دکن

چونکہ اکثر اہالیان ملک سرکار عالی خصوصاً اسید واران امتحان و کالت کو کتب مصرعہ ذیل کی ضرورت تھی، لہذا ہم نے نہایت کوشش و مبالغہ فانی سے فرش خط ولایتی کاغذ پر چھاپ کر تیار کی ہیں۔ ان کتابوں کی تعداد نہایت کم ہے اسید ہے کہ شائقین جلد جلد خرید فرما کر حکوم کو پہلے سے کاموں سے دینگے۔

خلاصہ قانون معاہدہ - خلاصہ قانون تجارت - خلاصہ تفریزات ہند - خلاصہ قانون شہادت - خلاصہ قواعد جبرئیل  
قانون جبرئیل و توفیق العمل کاغذ مطبوعہ و غیرہ قیمت (۱۲) علاوہ ان کے اور بہت سے خلاصہ کتب قوانین کے زیر طبع ہیں جو قریب تیار ہو جائیں گے۔ جنکو خدایہ مہر کو سید باؤنسا صاحب سر شہر دار پانیکرٹ نظام نے مرتب فرمایا ہے۔ ان کتابوں کی تعریف جقدر کجا و بجا ہوتی ہے لہذا ملاحظہ فرمائی کی قابلیت کی ضرورت دلا دینگے۔  
انتہار محمد علی خان صاحب مطبع سہیل دکن

# بقیہ رسید زر

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

۱۱۵

عالمیناب مولو سید شریف عبداللہ صاحب جمعدار

عالمیناب مولوی اکرم الدین خان صاحب مددگار صوبہ

عالمیناب مولو سید احمد صاحب مددگار

عالمیناب مولو سید الحنفی صاحب ادیب

عالمیناب مولو غلام غوث خان صاحب

عالمیناب مولو عبد اللہ صاحب تعلقات دار

عالمیناب صالح محمد صاحب سیٹھ

عالمیناب میر عاشق علیہ صاحب مہتمم کوٹوالے

عالمیناب "یتیم" ثنائی

عالمیناب منشی الدین صاحب شند

عالمیناب مولو محمد ابراہیم خان صاحب ذکیل

عالمیناب شہر ابراہیم احمدی صاحب

عالمیناب منشی فیروز دین صاحب

عالمیناب مولو امجد علی خان صاحب

عالمیناب منشی محمود حسین صاحب صدیقی

عالمیناب بابو گیار پرشاد صاحب

عالمیناب مولو احمد شفیع صاحب

عالمیناب مولو محمد وجہا صاحب مستند



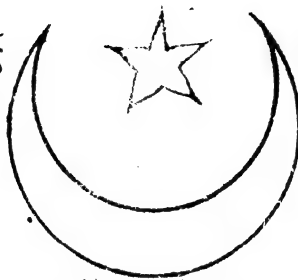


نمبر

حسن

جلد چہارم

فَإِنَّ اللَّهَ يُوتِي كُلَّ قَوْمٍ  
مِمَّا سَعَوْا فِي الْأَرْضِ صَلَاحًا



اعينوني اذا احسنت امرا  
وان خطأت فالتوني صلا

یابت ماہ - اگست ۱۹۱۰ء

مضامین

صفحہ

از جناب مولو نجیب احمد صائمائی (۱۱)

غبارہ کا فلاسفرانہ بیان

از جناب مولو محمد عبدالکریم خان آزاد (۳۳)

مضمون کیونکر لکھیں

از علی جناب نواب علامہ نواز جنگ بادری (۵۱)

وسط یورپ

حیدر آباد

مطبع حسن مین چہا پاکیا

## تصحیح

گذشتہ رسالہ میں آفری و پچپ مضمون کا عنوان غلطی سے ”واعظان مسیحی کی ناکامیوں پر  
 ایک غیر مسیحی کی نظر“ لکھا گیا تھا حالانکہ وہ نظر (رویو) ایک معتبر عیسائی کی۔ مگر  
 غیر فہم دارانہ تھی لہذا اس کو جب ذیل صحیح کر کے پڑھنا چاہئے ”واعظان مسیحی کی  
 ناکامیوں پر ایک غیر مسیحی کی نظر“۔

## غبارہ کا فلاسفرانہ بیان



اگلے زمانہ کے قصے اور افسانے دیکھنے سے اکثر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی انسان کو اوڑنے کے کمالات ہم پھونچانے کا سودا رہا ہے جب ہم پرندوں کو زمین سے اوپر ہوا میں اوڑنے دیکھتے ہیں تو ہم کو ایک طرح کا رشک ہوتا ہے کہ ہم اون کی طرح زمین سے بلند ہو کر تری اور خشکی پر چہان چاہیں وہاں آزمائی سے نہیں پرواز کر سکتے۔

پرندوں کی پرواز کی وجہ سے اگر اگلے زمانے کے ہیدن لوگ ان کو خدا اور دیوتا کی نظر سے دیکھتے ہوں تو یہ چند ان تعجب کی بات نہیں ہے۔ سب سے اول اوڑنے کی کل کا جو پتہ لگتا ہے وہ ایک بڑے مہندس ارکٹیا سس باتسندہ ڈیڑم کی ایجاد ہے جسکو اوس نے حضرت مسیح سے چار سو برس قبل ایجاد کیا تھا۔

ایک مورخ کا بیان ہے کہ ارکٹیا سس نے ایک کاٹھہ کا کبوتر ایسا بنایا تھا کہ جو چند منٹ تک ہوا میں معلق رہ سکتا تھا۔ مگر تھوڑی دیر میں پھر زمین پر آ رہا تھا۔ ناہم یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس میں ”آر اسپرٹ“ کا بھید مخفی ہے۔ انسان میں اوڑنے کی قابلیت کا پیدا ہونا صد ہا صدیوں سے خرق العادت خیال کیا جا رہا

نوشتن سے قطع نظر کر کے قصوں اور افسانوں میں بیان کیا گیا ہے کہ  
 دیوؤں کے چمکا ڈر کے بازوؤں کی شل بازو ہوتے ہیں اور اسکے ذریعے  
 سے وہ ہوا پر اوڑتے پھرتے ہیں۔ اور بھوت پریت میں اتنی قابلیت ہو  
 کہ وہ جھاڑوں کی سیخوں پر بٹھکر جہاں چاہتے ہیں اوڑ سکتے ہیں۔ قدیم زمانہ سے  
 بچوں کے بہانے کے لئے یہ ایک کہانی چلی آرہی ہے کہ ایک بڑی عورت  
 اڑن کھٹولے (شاید غبارہ) میں بٹھیکر اوڑتی تھی اور حیرت انگیز بلندی تک  
 پہنچ گئی تھی یعنی چاند کی بلندی سے ہی اور ستر گونہ بلند!! اخیر ان غیر معتبر  
 اور کہانیوں سے قطع نظر کر کے تواریخ سے اثنائے توفر در لگتا ہے کہ نیرو  
 کے زمانہ میں سین میگنس نے کسی کل کے ذریعے سے ایک مکان سے  
 دوسرے مکان تک اوڑنے کی کوشش کی تھی مگر اوس میں اسکو کامیابی نہیں  
 نصیب ہوئی تھی اور اس میں وہ جان سے جاتا رہا تھا۔ راجر بکین وہ مشہور  
 معروف ڈاکٹر (فاضل) کہ جسکی طرف باروت کا اختراع منسوب کیا جاتا ہے  
 اوسنے کل کے ذریعے سے اوڑنے کی کئی ایک تدبیریں سوچی تھیں مگر اوسکو  
 اون میں کامیابی نہیں ہوئی اور نہ وہ لوگ کامیاب ہوئے کہ جنہوں نے غلط  
 وقتوں میں اوسکی سوچی ہوئی تدبیروں کے ذریعے سے اوڑنے کی کوشش  
 کیں۔ راجر بکین کی طرح نیشپ و کفنس نے بھی فن پر داز پر بہت زور لگایا  
 اور کوششیں کیں۔ مگر سب بے سود۔ جن لوگوں نے اس بارہ میں کوششیں

New  
 Simon  
 magno  
 R. Bacon

اور بھین کین ہین اون مین کے اکثر راجہ بکین کے خیال کے ممنون احسان پاجا  
ہین جو وقت ٹناریسل کے تجربہ سے ہوا کے دباؤ کی حقیقت اور اسکی  
طبیعت اور ماہیت معلوم ہوئی ہے اسوقت فادرانا فرقہ جوٹ کے ایک  
پاوری نے پرواز کی ایک کل یا غبارہ عجیب شکل کا بنایا تھا۔ اور سنے تانبے  
کے چار بڑے بڑے گڑھ بہت پتلے اور استے ٹوے کے جنکا قطر ۲۰ فٹ تھا  
بنائے اور اون مین او سنے ایک کشتی جو کہ ایک پشت کے شاہ تھی باندھی تھی  
اور سنے یہ خیال کیا تھا کہ کڑے ہوا سے خالی کئے جانے پر اوڑھنے واسطے کا  
بوجہ اٹھا کر ہوا مین اوڑھنے کی قابلیت رکھ سکین گے۔ یا تو ہوا کے دباؤ  
کا اسکو خیال نہیں رہا تھا یا وہ اس سے ناواقف ہوگا کہ ہوا کا دباؤ باہر  
پڑ کر تانبے کے کڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ لانا نے تو یہ تجربہ ۱۶  
مین نکالی تھی اور برومیٹرز مقیاس الہوا ۱۶ مین دریافت ہو چکا تھا۔  
لیکن ۱۶ اور ۱۷ مین پرواز کے بارے مین جو تجربہ کئے گئے  
ہین وہ کامیابی کے ساتھ پورے ہوئے ہین۔ پہلا تجربہ ایک شخص بیسن نامی  
نے کیا تھا جو کہ سہیل کا اہلکار تھا وہ مصنوعی بازوؤں کے زور سے اچھلک  
سکان کی چوٹی پر جا بیٹھا تھا۔ اور اسیلیم ایک سکان سے نیچے اتر آتا تھا  
دائنٹ ایک ریاضی دان نے بھی کسی ذریعہ سے اوڑھنے کی کوشش کی  
تھی مگر وہ استدکا میانی مسائل نہیں کر سکا اسی کوشش مین ایک موقع پر اسکی

ٹائٹل جاتی رہی تھی لارنس ڈی گمیں نے شہزادین پرواز کی ایجاد کا دعویٰ  
 کیا۔ اور ٹینٹ کے لئے عرضی دی تھی چنانچہ خطا کے ذریعے سے بادشاہ نے  
 اسکو ٹینٹ ہی عطا کر دیا تھا۔ یہ کل ایک پرند کے مشابہ بیان کی جاتی ہے  
 الغرض شہزادے تک جتنی کوششیں ہوئیں وہ چندان کارآمد اور کامیاب ثابت  
 نہیں ہوئیں۔ صحیح اور اصل فن پرواز اگر سچ پوچھئے تو شہزادے عین دریا  
 ہوا ہے۔ ہانڈ روجن گاس کا علم شہزادے امین جو کائنات کو دریافت ہوا  
 اس میں شبہ نہیں کہ اس نے فن پرواز میں جان ڈالی ہے۔ اس کے ذریعے  
 ہونے کے دوسرے سال پروفسر بلک نے ایڈنبرا میں لکھ دیتے وقت  
 یہ بتلایا کہ ہانڈ روجن گاس ہوا سے بہت ہلکی ہے۔ اگر کسی چیز میں یہ گاس  
 بھر دجائے تو وہ اچھی طرح اور کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑ سکتی ہے گویا  
 اس زمانہ سے عبارتہ کی ایجاد خیال کی جاتی ہے۔ اسٹفن اور جسٹس ٹکالفر  
 یہ دونوں شخص کاغذ کے کارخانے کے مالک تھے انکا کارخانہ انونی میں  
 تھا جو کہ قریب لائنس کے واقع ہے اسکو من اتفاق ہی پہنچا چاہئے کہ جو یہ فن  
 عبارتہ دریافت ہو گیا۔ انکو ہانڈ روجن گاس کی ہوا میں تیرنے کا علم تو تھا نہیں  
 مگر ایک مرتبہ دہوئیں کو اوپر چڑھتے دیکھ کر انکو دفعتاً عبارتہ کا خیال پیدا ہوا  
 اول اسٹفن کے خیال میں یہ بات آئی کہ اگر کاغذ کا تھیلنا بنا کر اس میں دھواں  
 بھرا جائے تو وہ ہوا میں اوپر چڑھ سکتا ہے اس نے اپنے خیال کے آزمائے

de Gasmont  
 de Gasmont

Corin-  
 de Gasmont

J. Mont-  
 de Gasmont

کو ایک کاغذ کا تھیلا بنایا اور کرے ہی مین او سکے نیچے چند کاغذ چلا کر دیکھا  
 جب اون کاغذ دن کا دھوان اس تھیلے مین بھر گیا تو وہ کاغذ کا تھیلا اوپر  
 چڑھنا شروع ہو گیا اور کرے کی چپت تک پہنچ گیا۔ ٹنگا لفر کے غبارہ کی مثل  
 بنیاد یہ تھا خیال کی جاتی ہے۔ یہ ہی تجربہ اسکے بعد ایک کھلے میدان مین  
 کیا گیا اور وہاں او سک کو زیادہ کامیابی ہوئی اور نیز اس وقت ایک ٹرے  
 پیمانہ کا غبارہ بنا کر تجربہ کیا گیا۔ اور اوس مین ہی کامیابی ہوئی۔ ٹنگا لفر کا قصبہ  
 مشہور ہے کہ جو وقت وہ اپنی تحقیقات مین سرگرم تھا اس وقت ایک بیوہ اس کے  
 پاس آئی کہ جس کے خاوند کو کسی زمانہ مین اوس مطبع سے تعلق تھا کہ حسین  
 ٹنگا لفر ہی شریک تھا اوس نے کرے مین سے وہ دھوان نکلتے دیکھا کہ جس سے  
 غبارہ ہر جا جا رہا تھا کرے مین جا کر جب اوس نے ٹنگا لفر کو دیکھا کہ غبارہ مین  
 دھوان بھرتے ہوئے او سکو ٹری وقت کا سامنا ہو رہا ہے وہ یہ دیکھ کر تعجب  
 ہوئی۔ وہ غبارہ کو چنیرنگ دُش (ظرف دھوان) پر رکھنا چاہتا تھا اور  
 یہ ٹیڑھا ہو ہو جاتا تھا۔ ٹنگا لفر کی طبیعت یح ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ ایو س کو  
 وہ اپنے تجربہ کو چٹور دے اس وقت بیوہ نے کہا ”کہ آپ غبارہ کو چنیرنگ دُش  
 سے باز نہ کیوں نہیں دیتے! یہ بات پہلے سے ٹنگا لفر کے خیال مین ہی  
 نہیں تھی اور پھر جو دیکھا گیا تو یہ خیال بڑا قیمتی اور قابل قدر ثابت ہوا گویا  
 کامیابی کا بہت بڑا ہمید اسیں پوشیدہ تھا۔ ٹنگا لفر برادر س نے اپنے



آزمودہ تجربہ کو عام طور پر دکھانا چاہا۔ چنانچہ اس عجیب نظارہ کے دیکھنے کے لئے  
 ۵۔ جن مشہور کو ایک عام مجمع جمع ہوا۔ کرمزیا کے کپڑے کا ایک بہت  
 بڑا غبارہ بنایا گیا تھا اور گہاس ہوس کا ڈھیر لگا کر اس کے اوپر اس کو  
 لٹکایا گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں غبارہ گرم کی ہوئی ہوا سے پُر ہو گیا اور خوب  
 ایک میل کے ہوا پر بلند ہوا۔ اس غبارہ میں بائیس ہزار کعب فٹ  
 گرم کی ہوئی ہوا بھری ہوئی تھی جو سرد ہوا سے زیادہ ہلکی ہوتی ہے اس وجہ سے  
 غبارہ اوپر کو چڑھا اور جو وقت یہ گرم ہوا جو اس میں بھری ہوئی تھی سرد ہونا شروع  
 ہوئی تو غبارہ کا اوپر چڑھنا موقوف ہو گیا اور جب اوپر ہی زیادہ سرد ہوئی تو غبارہ  
 کا نیچے اترنا شروع ہو گیا۔ اس تجربہ کی کامیابی کی خبر فرانس سے حیرت  
 کے ساتھ اور دوسرے ملکوں میں بھی پھیلی۔ مگر تاہم پہلی پرس ہی سب سے  
 پیش رہا اور بعد ازاں برادر س رابرٹ نے ایک غبارہ میں ہائیڈروجن  
 استعمال کیا گو اسکے بہرے وقت بڑی شکل اور دقت کا سامنا ہوا لیکن  
 جب یہ چوڑا گیا تو ہوا میں برابر ایک گھنٹہ ٹھہرنے سے تمام امیڈین لپری  
 ہو گئی تھیں مگر جب یہ غبارہ زمین پر گرا ہے تو اسکے ساتھ وہ سلوک کیا گیا  
 کہ جبکہ لائق یہ کیسٹم نہیں ہو سکتا تھا لیکن وہ تقانی اور ضعیف الاعتقاد لوگوں  
 نے نہ معلوم کیا جبکہ اس کو نوح نوح کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اسکے بعد  
 مشکافرنے اپنا تجربہ در سلسل میں دربار شاہی کے روبرو دکھایا۔

اس موقع پر سب سے پہلے جو چیزیں غبارہ مین اوٹرائی گئیں وہ ایک ہفتہ  
ایک ہفتہ اور ایک کوڑا تھا۔ یہ تینوں جانور صحیح سلامت کامیابی کے ساتھ  
نیچے اوتارے اور اس تجربہ نے ایم پلیئر ڈی رازیر کی ہمت غبارہ مین اوٹرنکی  
کوشش کرنے میں بندھائی وہ اول اول ایک محبوبس غبارہ مین اوٹرا تھا  
بعد میں وہ اور اسکا ایک دوست مارکوئس ڈی آرلنڈس بوئیس ڈی  
سے اوڑے۔ اسد فحہ کی کامیابی سے ہوا میں پرواز کا امکان اچھی طرح  
ثابت ہو گیا۔ اور لوگوں کے بخوبی دلشین ہی ہو گیا۔ اسکے ہوڑے ہی  
دونوں بعد یعنی دسمبر ۱۸۳۳ء میں ایک اطالیہ کا امیر کاؤنٹ زسکاری لندن  
میں غبارہ کے ذریعے سے اوٹرا اور کامیابی کے ساتھ صحیح و سلامت  
پیٹ ورتھ مین اوٹرا۔ دسمبر ہی میں مسٹر چارلیس اور مسٹر رابرٹ  
جولائی ۱۸۳۴ء کو فرانس میں لوئس فلپ کے باپ ڈیوک آف چارٹرس  
اور نیز اوڑتین شخصوں نے غبارہ کے ذریعے سے ہوا پر ایک حیرتناک معرودہ  
کیا۔ اس میں بہت سے خطرات اور خدشات ظہور میں آئے لیکن غبارہ پر  
حق میں کوئی ہلک ثابت نہ ہوا۔ غبارہ ایک عجیب شکل کا بنایا گیا تھا  
پتوار۔ سگان۔ ہی اونہوں نے ہوا کے کھینے کی غرض سے اپنے  
ساتھ لے لے تھے کہ اوسکے ذریعے سے غبارہ کی پرواز میں مدد ملیں گے  
معرودہ سے تین منٹ گزرنے کے بعد غبارہ سمیت وہ سب کے سب

بادلون میں نظرون سے غائب ہو گئے اور چونکہ وہ خود کشیف الجرات میں آئے ہوئے تھے اسلئے زمین اونکی نظرون سے جاتی رہی حالت سود میں بگو کہ کی طرح ہوا کا ایک غیر معمول چوٹکا آیا اور اوسنے دفعۃً غبارہ کو تین دفعہ داہنی جانب سے بائیں جانب چمکا چمکا دیا۔ ہوا کے جھوکے اس زور کے تھے کہ وہ ان چیزوں کو استعمال میں نہیں لاسکے کہ جو خاک مکھڑا کے کھینے کی غرض سے لیگئے تھے۔ ہوا کے اوس طوفان نے اوس سخت ریشمی کپڑے کی بھی چندیاں اڑا دیں کہ جس سے سکان بنا یا گیا تھا بلاشبہ اونکی یہ حالت نہایت خوفناک تھی بادلون کا لا انتہا سمندر اونکے نیچے چڑھتا چلا آتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ اونکو اوس زمین پر نہیں پہنچو دلیگا جو اوسوقت اونکی نظرون سے غائب تھی۔ غبارہ کا دگگنا لمحہ بہ لمحہ ترقی کرتا جاتا تھا اس انتشار میں ہوا کا ایک چکر نیچے سے آیا اور غبارہ کو انجرات سے نکال کر اوپر لے گیا۔ جب وہ انجرات کی تیرگی سے باہر نکلے اوسوقت آفتاب کی روشنی میں اونکو خیر کی صورت دکھائی دی مگر اوسوقت آفتاب کی تپش اور ہوا کے لطیف ہونے سے گاس کا اتقدر انتشار ہوا کہ غبارہ کے پیٹنے کا خوف دامگیر ہو گیا۔ اوسوقت تک وہ اوپر کو چڑھ رہے تھے میران الہامین پارہ ۲۴ و ۲۵۔ اچھ پر آگیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اوسوقت وہ سطح زمین سے پانچ ہزار فٹ بلند پہنچے ہوتے

اس خطرناک حالت میں جب ڈلوک آف چارٹرس نے غبارہ میں چہچہہ یا آئہ آئہ فٹ کے ڈوسنگاف کئے۔ تب اوسین سے وہ گاس نکلتی شروع ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ وہ نیچے اوترنا شروع ہوا جب سطح زمین کے قریب پہنچے تو غبارہ ایک خلیج میں گرنا چاہتا تھا اوہوں نے اوس سے بچنے کی غرض سے ساتھ پونڈ کے قریب خشک ریت اوپر سے وہاں اوڑائی تب وہ پانی سے بھکر زمین پر بخیریت اوترے۔

۱۷۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو مسٹر بلنگارڈ نے ڈاکٹر جھیس کو ساتھ لیکر جیٹی دفعہ پرداز کی اور اوسکے ذریعے سے وہ برٹش جیل کو عبور کر کے ڈاور سے کیلے پھونچا اوسکے لئے بہتر دو دو روز سفر اور بغرض تجربات بہت سی کتابیں۔ اکثر اکاٹ اور کہانے پینے کی چیزیں مہیا کی گئیں مہینے لیکن چونکہ سمندر سے عبور کرنا تھا اسلئے اون چیزوں میں سے اپنے ساتھ کچھ نہیں لیا بلکہ اپنا وزن ہلکا کرنے کی غرض سے اوہوں نے صرف تین پوشی کے موافق کپڑے پہنے تھے اور زیادہ بوجہ نہیں لادیا غبارہ کی گاس ختم ہو چکنے کے بعد اوسکی قوت صعود میں کمی آئی تاہم وہ اونچے اونچے مکانوں اور چٹانوں پر سے صاف گذر کر سرحد فرانس کے قریب گنیز کے جنگل میں اوترے۔ اس مرتبہ کی حیرتناک پرداز سی خوش ہو کر شاہ فرانس نے مسٹر بلنگارڈ کو ۸۰ ہ پونڈ انعام اور ۸ ہ پونڈ سالانہ کے

لطیفہ سے سر فراز فرمایا۔

اسکے بعد کے کچھ زمانہ سے قطع نظر کر کے ہم لوناٹوی کی متعدد پروازوں کا ذکر کرتے ہیں کہ جسے لندن میں ایک عام جوش پیدا کر دیا تھا اور اسکا غبارہ ایک بہت بڑا غبارہ تھا لندن کے توپ خانہ کے میدان میں وہ بھرا گیا تھا۔ مگر جمع استعداد تھا کہ وہ نکلے فساد ہونے کا خوف تھا۔ پوری طرح وہ بہرنے ہی نہ پایا تھا کہ لوناٹوی نے تنہا ہی اوڑنا چاہا ایک دوسرے شخص سٹرگیں کا پی او کے ساتھ اوڑنے کا ارادہ تھا مگر غبارہ کے پورا نہ بہرے جانے کے سبب سے لوناٹوی اسکو چوڑ کر خود تنہا ہی اوڑا۔ پرنس آف ویلز اور ہزاروں تماشاخی اس موقع پر موجود تھے لوناٹوی اس جلدی سے اوپر چڑھا کہ تمام شہر میں اسکی پرواز کی واہ واہ ہو گئی۔ جج۔ جوری لوگ بادشاہ اور وزیر اسب کے سب اپنے اپنے کمروں میں سے غبارہ کے دیکھنے کو نکل آئے۔ ایک قیدی جرم جلدی کے سب رہا کر دیا گیا کہ اگر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے گا تو وقت زیادہ لگے گا اور غبارہ دیکھنے میں نہیں آئے گا۔ ایک لیدی مارے شوق اور ذوق کے جان سے گدگدی۔ لوناٹوی اس فن کا ہیر و خیال کیا جاتا اسکے علاوہ وہ اور بہت دفعہ کامیابی کے ساتھ اوڑا اور سلسلہ امین اور سنے وفات پائی۔ غبارہ کے ایجاد کی ابتدائی زمانہ میں ایک دو مہلک حادثہ بھی ہوا تھا میں آئے۔ کاؤنٹ ڈمیکاری اور ایک اسکا دوست یہ دونوں ایک دفعہ ایک ہی غبارہ میں اوڑے تھے اتفاقہ غبارہ میں آگ لگی اور سوقت غبارہ اوڑنا

وہ دونوں اوسمین سے کود پڑے۔ کاؤٹ تو گرتے ہی مر گیا۔ مگر دوسرے شخص کے بہت سخت چرٹ آئی۔

پلیٹوڈی میں وڈرنے غبارہ کے ذریعے سے انگلش جنیل کو مہر کرنے کی کوشش کی غبارہ تین ہزار فٹ بلندی پر پہنچا تھا کہ جو اوسمین اگ لگ گئی بدقسمت غبارہ اوسیرقت زمین پر آ رہا اور گرتے ہی مر گیا۔ اوسکا ساتھی بھی اوسکے چند منٹ بعد اوسکے پیچھے پیچھے راہی ملک عدم ہو گیا۔ ہانڈروجن گاس کی جگہ کاربونیڈ ہانڈروجن گاس کا استعمال مشرگرین ایک مشہور و معروف انگریز غبارہ باز سے خوب کیا جاتا ہے۔ اس میں جبکہ اوسنے اسکا تجربہ کیا تھا اوسوقت سے اب تک غبارہ بہرنے کے لئے سوائے اوس گاس کے اور کچھ نہیں استعمال کیا جاتا۔ مشرگرین نے اکثر اس ذریعے سے کامیابی کے ساتھ اور بعض ناکامیابی کے ساتھ پرواز کین خوش طبعی کے لحاظ سے ہی اور مفاد کی غرض سے ہی مشرگرین مقام دنیا سے نیا غبارہ مین اٹارہ گھنٹہ کے عرصے میں پائسویل اوڑا تھا جب سے ہی اوس غبارہ کا نام دنیا مشہور ہو گیا تھا۔ ایم ناؤر کا جائنٹ نامی غبارہ انگلنڈ میں دکھلایا گیا تھا۔ یہ اسقدر بڑا تھا کہ اسکی بلندی سو فٹ کی تھی اور تھینا اسقدر چوڑائی میں ہی ہوگا۔ لیکن مگر گودارڈ کے غبارہ ٹنگا لفر نامی نے اسکو ہی مات کر دیا تھا۔ اسکی بلندی ایک سو سترہ فٹ تھی اور جب یہ اوڑایا جاتا تھا تو ایک بڑی انگلیسی اسمین روشن رہتی تھی

اب ہم عام غباروں کے ذکر سے قطع نظر کر کے اون غباروں کا بیان شروع کرتے ہیں کہ جو علم ہوا کے تجربات کے دریافت کے لئے اور نیز دوسرے علمی اعراض سے استعمال کئے گئے تھے اسکے ذیل میں ہم مسٹر کلیشر اور نیز دوسرے مشہور و معروف غبارہ پروازوں کے تجربات کا ذکر کریں گے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علمی تجربات دریافت کرنے کی عرض سے اول اول جو غبارہ اڑا تھا وہ سنہ ۱۷۴۵ء میں اڑا تھا اسپین اڑنے والے دو شخص مسٹر ابرٹسن اور مسٹر ٹھو بیٹ تھے وہ دونوں مقام ہمبرگ سے اڑ کر مقام ہمبورین اوترے تھے۔ انہوں نے عالم پرواز میں چند تجربات ہوا کی قوت کھربائی۔ سوزن مقناطیسی پر ہوا کا اثر اور چند تجربات آواز اور گولی کے متعلق کئے تھے۔ انہوں نے اپنے دلچسپ مشاہدات کی رپورٹ سینٹ پیٹرسبرگ اکادمی کو دی تھی۔ جب وہ اڑے جو لائی کا مہینا تھا گئی سخت پڑتی تھی۔ پچیس ہزار فٹ تک بلند ہوئے۔ وہاں جا کر پچاس درجہ سردی کا تفاوت پایا گیا۔ یعنی زمین پر مقباس الحرات ۴۸ درجہ پر تھا اور وہاں ۱۹ درجہ پر۔ اس بلندی پر بیشیہ اور موم کو گرگڑ کر جو انہوں نے دیکھا تو اون میں کھربائی قوت نہیں باقی رہی تھی۔ والٹک ٹبری کی قوت ہی بہت کم ہو گئی تھی۔ سوزن مقناطیسی کی حرکت جون جون وہ بلند ہوتے گئے دونوں ترقی پر ہوتی گئی۔ نیچے کی آوازیں اون کو

صاف سنائی نہیں دیتی تھیں۔ بہت زور کی آواز ہی اون کو دہان  
ایک طرح کی ہینچنا بٹھٹھٹھ سے معلوم ہوتی تھی۔ گرمی کے شعلوں جو تجربہ  
کیا گیا اوسہیں اونکو اسوجہ سے کاسیا بی نہیں ہو سکی کہ اتفاق وقت سے  
مقباس الحارث ٹوٹ گیا تھا۔ اونہوں نے اس بلندی پر جو کھولتے ہوئے  
پانی کا ٹمڑ پھر (حالت گرمی و سردی) دریافت کرنا چاہا تو تجربہ کے وقت  
مسٹر ابرٹسن نے غلطی سے اوس آگ کو بیٹے آگ کے پانی میں غوطہ  
دید یا جبکی وجہ سے یہ مسئلہ نہیں حل ہو سکا۔ خود غبارہ پر وازون پر جو اثر  
ہوا وہ اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ وہاں پہونچکر اونپر نیند غالب ہو گئی  
تھی اور اون لوگوں کی غفلاتی طاقت ہی بہت متاثر ہو گئی تھی۔ وہ دوبر  
جوساتھ بے گئے تھے وہ وہیں مر گئے تھے۔ سسٹنہ امین مسٹر بائیٹ اور  
مسٹر گے لڑاک نے غبارہ میں اوڑکر جو جو قیمتی تجربات اور قابل قدر مشاہدات  
کئے ہیں وہ ایک حد تک سائنٹفک غبارہ پر وازی کے لحاظ سے نہایت ہی  
دلچسپ معلوم ہوتے ہیں وہ ٹیکس اگت کی صبح کو دس بجے اوڑے تھے جبکہ  
غبارہ اونکو آٹھ ہزار چھ سو فٹ کی بلندی پر لے گیا۔ اوسوقت اونہوں  
نے تجربات شروع کئے۔ چند جانور بھی اونہوں نے اپنے ساتھ لے لئے  
اون جانورون میں سے اول اونہوں نے ایک کہی اور ایک کوئے  
اور کثیرا چوڑکر دیکھا۔ یہ دونوں تیزی کے ساتھ اوڑتے ہوئے پائے گئے



اور اومین کسی قسم کی بے اطمینانی اور گھبراہٹ نمایاں نہیں ہوئی۔ آفتاب کی نماز  
کیوجہ سے مقیاس الحارث ۵۶ درجہ (فرانتھ) پر تھا۔ اون لوگوں کی نبض میں  
معمول سے زیادہ سرعت پائی جاتی تھی لیکن کسی قسم کی بے چینی یا بے اطمینانی  
نہیں معلوم ہوتی تھی۔ جب گیارہ ہزار فٹ بلند ہوئے اسوقت اونہوں نے ایک  
قسم کی چڑیا چوڑی لیکن تھوڑی ہی دیر میں یہ پرند غبارہ کو واپس آگیا۔ چند  
ہی غبارہ پر بیٹھے پایا تھا وہاں ہی اوس سے نہ بٹھا گیا اور بہت زور سے پیچے  
ڑکتا چلا گیا۔ اسکے بعد ایک کبوتر چوڑا گیا وہ بھی اپنے اختیار میں نہیں رہا  
اور دیر تک چکر کاٹتا رہا آخر کار وہ نیچے اترنا شروع ہوا اور بادلوں میں غائب  
ہو گیا۔ اونہوں نے اور بہت سے تجربات بھی کئے لیکن جب وہ نیچے اترے  
تو جیسا خیال کیا گیا ویسا کوئی درست نتیجہ متعین کر کے نہیں اترے۔

ایک دوسرے موقع پر بڑی خبر داری سے ۵ اکتوبر کو صرف گے لڑاک نے تنہا ہی  
غبارہ میں پرواز کی یہ غبارہ کی گردش روکنے کی غرض سے اوسے غبارہ میں  
موٹی رسیاں باندھ کر لٹکا دی تھیں سب مزدورے ساز سامان سے درست ہو کر  
اور دو عالی نشینے اوپر کی ہوا لانے کی غرض سے ساتھ لیکر وہ نوجوان آدمی اڑا  
جو وقت غبارہ چڑھا یا گیا اسوقت بیرامیٹر (مقیاس الہوا) ۳۰۔۶۶ درجہ  
پر اور مقیاس الحارث ۸۲ درجہ پر تھا۔ بارہ ہزار ۶ سو ۸۰ فٹ بلند ہو کر گے لڑاک  
نے قطب نما کو جو دیکھا تو اسکی تبدل و تغیر کی حالت وہی تھی کہ جو زمین پر

رہنے کی حالت میں پائی جاتی تھی دو سو فٹ اور بلند ہو کر جو دیکھا  
 کہ سوئی کو جنوب کی طرف کرتے تھے وہ شمالی قطب کی طرف ہو رہی تھی۔ یہی تجربہ  
 اور اسی نتیجہ کے ساتھ میں ہزار فٹ بلندی تک متواتر دفعہ کیا گیا۔ ہوا کا ٹمپرچر  
 بارہ ہزار فٹ تک تو صعود کی نسبت کے لحاظ سے رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا یہاں تک  
 کہ بارہ ہزار فٹ بلندی پر ۳۲۴۷ درجہ پر پایا گیا۔ یہاں سے ۱۴ ہزار فٹ  
 بلندی تک پھر ٹھہرنا شروع ہوا اور چھ درجہ اوپر بڑھا اور اسکے بعد غبارہ جون  
 جون اوپر کو صعود کرتا گیا وون وون ٹمپرچر گھٹتا گیا چنانچہ ۲۳ ہزار فٹ بلند  
 ہونے پر زمین کے ٹمپرچر اور ہوا کے ٹمپرچر میں ۴۷ درجہ کا تفاوت پایا گیا۔  
 غبارہ کی انتہائی بلندی ۲۳ ہزار فٹ تھی اور سوت تقیاس الحارث ۱۴ اور ۹  
 درجہ پر ٹھہر گیا تھا لیکن سب سے ضروری بات جو دریافت ہوئی وہ یہ تھی کہ  
 ایون بلندیوں پر ہوا کی ترکیب معلوم ہو گئی۔ یہ تو ہم بیان کر چکے ہیں کہ  
 گئے نراک اپنے ساتھ دفائی نیشہ لیتا گیا تھا اور نیشہ نکال تمام وکمال ہو گیا تھا  
 جبکہ نوجوان غبارہ پرواز ۱۱ ہزار ۴۰ سو فٹ بلندی پر پہنچا تو اس وقت  
 اس نے اونیٹن سے ایک نیشہ کو کھولا اور جلدی سے اوس میں ہوا بھر گئی اور  
 اس کو ہٹ ہتھیری سے بند کر دیا اور جبکہ وہ مطلوبہ انتہائی بلندی یعنی  
 سطح سمندر سے ساڑھے چار میل بلند پہنچا تو وہاں اس نے دوسرا نیشہ بھی  
 کھولا۔ بیرمیٹر تقیاس الہوا ۱۲۵۹۵۔ انچہ پر ٹھہر گیا تھا اور سخت سوی

معلوم ہوتی تھی گے زک مارے سردی کے ٹھٹھکیا اور اوس کو سانس تک لینا  
 مشکل ہو گیا۔ حلق میں خشکی اور خشونت پیدا ہو گئی اوس میں اور اوپر جانے کا پارا  
 نہ رہا۔ اسلئے اوسنے اوترا ناسروہ کیا وہ رومن کے قریب آہستگی کے ساتھ  
 اوترا اور وہاں سے بہت جلد پارس پہنچ گیا۔ جقدر جلد ممکن ہوا ان شیشوں میں  
 ہوا کو مختلف طور پر آزماتا گیا۔ اکثر ساٹھ تک شخص اسکی آزمائش میں مشغول  
 تھے اطمینان بخش نتیجہ یہ نکلا کہ اوس ہوا کے حصوں میں ٹھیک ٹھیک وہی  
 تناسب پایا گیا کہ جو زمین کے ہوا کے حصوں میں پایا جاتا ہے یعنی ہوا  
 کے ہر ہزار حصہ میں دو سو پندرہ حصہ آکسیجن گیس کے معلوم ہوئے۔ شہہ  
 میں مشربینال اور سٹریگز نے بھی چند مشاہدات کئے لیکن انہوں نے ہوا  
 کا ٹھٹھکیا اوس سے جدا گانہ پایا کہ جو اوپر کے بیان کے مشاہدات کے لحاظ  
 سے ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے ۲۳ ہزار فٹ بلندی پر مقیاس الحرارت کو  
 تفریق ۲۳۵۰ فہرینٹ درجہ پر پایا یعنی اوس سردی سے بہت نیچے  
 تھا کہ جو گے گزاک کے تجربہ سے ثابت ہوئی تھی چونکہ ہوا کے مختلف  
 جہوں کے اکثر ٹھٹھکیا کے لحاظ سے ہوا میں اختلافات اور انقلابات پیدا  
 کر دیا کرتے ہیں اسلئے گرمی اور سردی کے متعلق کسی خاص بلندی پر  
 کیا ن نتیجہ نکالنا یا ایک معمولی قاعدہ تسلیم کر لینا غیر ممکن ہے۔ ہم یہاں  
 آرا گو کا مقولہ بیان کرتے ہیں کہ جو اوسنے اس پر واز کے بارے میں

لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”یہ دریافت (برف کے اجزا ہوا میں پائے جاتے ہیں) بلکہ یہ بتلاتی ہے کہ کسطح یہ چوٹے چوٹے تھیں تھیں اولین اولوں کا گودا یا مغرب جاتا رہا کیونکہ جہاں یہ رہتے ہیں وہاں اپنے ارد گرد کے اون پانی کے اجزات کو سمجھ کر دیتے ہیں کہ جو ہوا کے اسی حصے میں ہوتے ہیں۔ مشرق میں ہوا کا یہ قیاس کہ برف کی ننھی ننھی قلیں جو ہوا میں تیرتی رہتی ہیں یہی میرا ہلیا کا سبب ہوتی ہیں۔ ایک حد تک سچ معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بادلوں کی وجہ سے جو فوری تغیر و تبدل ہمارے ملکوں کی آب و ہوا کے ٹمپرچر میں ہو جاتے ہیں اوس سے ٹمپرچر کی ناپا سیداری اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ مشرق میں نے جو اپنی پرواز کے حالات لکھے ہیں وہ ویسے دلچسپ ہونیکے علاوہ سائنٹفک لحاظ سے بھی بڑی قدر کے قابل ہیں۔ ایک دفعہ کی پرواز کے وقت کی کیفیت بیان کرتا ہے کہ غبار کا سایہ بالکل سفید اور صاف تھا اور ایک دفعہ کا سایہ بالکل سیاہ اور تاریک تھا۔ جو وقت سفید تھا تو جہاں جہاں اوس کا سایہ زمین پر پڑا خاص وہ حصہ اور دوسری زمین کے حصے سے زیادہ روشن معلوم ہوتا تھا۔ یہ فضا (منظر) تھیلین لینے مقابل آفتاب تھا۔ اوس وقت غبارہ پرواز پر اس قدر سکوت طاری ہو گیا تھا کہ وہ بیان کرتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے اتنا ہی نہیں پوچھ سکتے تھے کہ ہنوز ہم زندہ بھی ہیں یا نہیں بلکہ یہ یقین ہو گیا تھا کہ اب ہم زمین پر زندہ نہیں پہنچ سکیں گے۔

سٹر فلیمین کے وہ مشاہدات کہ جو اس رنگ کی تعلق ہیں کہ حکوم عام اصطلاح میں آسمان کہتے ہیں قابل ذکر ہیں۔ کچھ اسوجہ سے نہیں کہ وہ عجائبات اُسے ہیں بلکہ اسوجہ سے کہ ہمارے سامنے اسطور خطا میں کہ ہم اسکو نیلے کنبہ کے نام سے پکارتے ہیں۔

اوسکا جیسا کہ کہ حقیقت میں آسمان کا کچھ وجود نہیں۔ ہوا میں چاروں طرف سے اشکال شمسی کے پیلی شعاعوں کا عکس پڑتا ہے۔ آفتاب کی صفات اور سفید روشنی میں ہر ایک رنگ کی آمیزش ہے اور دوسرے رنگوں کو تو ہوا اپنے میں سے گزرنے دیتی ہے لیکن نیلا رنگ ہوا میں سرایت نہیں کر سکتا اسلئے بلکہ خیال کرنا پڑتا ہے کہ ہوا کا رنگ نیلا ہے۔ حالانکہ ہوا کا رنگ بذاتہ کچھ بھی نہیں ہوا کی رنگت روشنی کے عکس پڑنے سے کچھ ہی نظر آنے لگتی ہو یہ ایک عجائبات ہے۔

عرصہ سیارگان بالکل تغیرات ایک ہے جو جن جوں اوپر چڑھے و دن و دن ہوا کی تہہ ہلکی اور پیلی ہوتی جاتی ہے اور آسمان زیادہ سیاہ اور تاریک نظر آنے لگتا ہے رات کے وقت اگر غبارہ میں اوڑا جائے تو اکثر نظر فریب چیزیں دیکھنے میں آسکتی ہیں۔ چونکہ بسا اوقات غبارہ میں مہلک حادثہ کے وقوع کا گمان غالب رہتا ہے اس خیال سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ غبارہ پر دازی محض خوش طبعی ہی کی غرض سے اختیار کی گئی ہوگی۔ جب سائنس کو کسی حد تک ترقی ہی دینا منظور ہوتا ہے تو کسی طرح کا قرض اور معارضہ نہیں کیا جاتا اور تجربات کیے بعد دیگرے نہایت ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھ کئے جابا کرتے ہیں بلاشبہ وہ

لوگ محض جاہل ہیں کہ جنمیں غور و خوض کی عادت نہیں۔ نیچو کا مطالعہ کرنے والے  
 اول اس کا احترام کرنا سیکھتے ہیں اور پھر غور و خوض سے کام لیتے ہیں۔ مشہور و معروف  
 غبارہ پروازوں کی تفصیلی حالات سے دلچسپ اور مفید معلومات حاصل ہوتے ہیں۔  
 آسمان بادلوں اور اجسام فلکی کا نظری علم غبارہ کے ذریعے سے بخوبی دریافت  
 کیا گیا ہے اکثر تجربات جو آواز کے بارے میں کئے گئے ہیں تو ان سے یہ نتیجہ نبطاً  
 ہوا ہے کہ آواز زیادہ فاصلے پر بھی سنی جاتی ہے مثلاً انجن کی سیٹی ہوا میں  
 دس ہزار فٹ کی بلندی تک سنائی دیتی ہے۔ انسانی آواز کی گونج پانچ ہزار فٹ تک اور  
 صرف ایک شخص کے آواز کی گونج تین ہزار فٹ کی بلندی تک پہنچ سکتی ہے لیکن ٹنڈک  
 کی آواز اوس بلندی تک صاف طور پر سنی جاتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ  
 آواز اوپر کو آسانی کے ساتھ چڑھتی ہے لیکن اوپر سے نیچے کو اترتے ہوئے  
 آواز کو مزاحمت ہوتی ہے ایسے ہی غبارہ پرواز کی آواز نیچے کے آدمیوں کو  
 .. نہ یا .. م فٹ سے زیادہ بلند ہونے پر نہیں پہنچ سکتی مگر تاہم  
 نیچے والے آدمی کی آواز غبارہ پرواز اسی طرح سولہ سو فٹ کی بلندی پر سن سکتا ہے  
 فلمین کے تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ جب دن مطلع صاف ہوتا ہے اوس دن  
 ہر ایک تین سو یا تیس فٹ کی بلندی کے پیچھے ایک درجہ ٹھیک رہتا ہے  
 اور ہر اسکے دن ہر ایک تین سو چوں فٹ کی بلندی کے پیچھے ایک درجہ ٹھیک رہتا ہے  
 کہتا ہے۔ بادلوں کا ٹھیکر اوس ہوا سے زیادہ ہوتا ہے کہ جو اون کو

گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ زمین کے سطح کے قریب ٹیڑھ کی کی جلدی کے ساتھ ہوتی ہے لیکن جون جون غبارہ اوپر چڑھتا جاتا ہے دون دون ٹیڑھ کی کی اوس تیزی کے ساتھ نہیں ہوتی۔ زیادہ بلندی پر پہونچ کر اگر عام پانی کی بوتل میں سے کارک نکالا جائے تو وہ اوسی آواز سے نکلے گا کہ جیسے شیشی کی بوتل سے نکلتا ہے۔ یہاں تک جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ اکثر فرانس کے غبارہ کا ذکر رہتا لیکن انگلستان کے مشہور معروف غبارہ باز مسٹر گلشیر۔ مسٹر گرین اور مسٹر کاکیل اور امریکہ کے مسٹر وائز کی تیرتا کہ اوڑ قابل قدر شہادت کو ہم کدیج نظر انداز نہیں کر سکتے فرانسیس غبارہ پرواز و نکلے شہادت مسٹر گلشیر کے تجربات کی تصدیق کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔ یہ مشہور معروف غبارہ پرواز کا میابی کے ساتھ صرف سائنٹفک تحقیقات کی غرض سے اٹھائیں مرتبہ اوڑ اہم مختلف وقتوں کی پروازوں میں اوسکو جو شہادت اور تجربات ہوتے ہیں وہ سب اوسے ایک کتاب کی صورت میں جمع کر کے اوس کتاب کا نام ٹریولرس ان ایر“ یعنی ہوائی سفر نامہ رکھا ہے۔ علاوہ ازیں اسکے اکثر تجربات اور شہادت ایک رپورٹ کی صورت میں رپورٹس آف برٹش ایروسی ایشن میں یہ تفصیل پائے جاتے ہیں جو کہ فائدہ اور چوسی کے لحاظ سے نہایت ہی قدر کے قابل میں اوسکی برابر آج تک کینے پرواز نہ کی ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو وہ اوڈر کا کاکیل صرف سائنٹفک تجربات کی غرض سے اوڈر سے اور اسقدر بلندی پر پہونچے

کہ اوس سے پہلے کوئی اس قدر بلندی پر نہیں پہنچا تھا لیکن ۷ میل یا ستیسی ہزار  
 فٹ - ہم منظر دلچسپی اور نیز بلحاظ سائنٹک مفاد کے اوس پرواز کا تفصیلی حال لکھتے  
 ہیں وہ والور ٹمپن مین دن کے ایک پر ۹ م منٹ گزرنے کے بعد اڑے  
 تھے جبکہ غبارہ ۴ میل کی بلندی پر پہنچا اوس وقت ٹیمپرچر صرف آٹھ درجہ تھا۔  
 اور جو وقت وہ پانچ میل بڑھا ہے اوس وقت پارہ صفو کے نیچے اتر گیا تھا۔ اور  
 تک تجربات نہایت اطمینان اور سہولت کے ساتھ کئے گئے۔ ۲ بجے غبارہ کے  
 اتنا رصعود میں چھ دیکھا گیا تو مقیاس الحرات میں پارہ کا پتہ نہیں تھا۔ ستر  
 کاکٹول حلقہ پر اسوجہ سے چڑھا ہوا تھا کہ وہ کوئی ڈوری اوجھ گئی تھی اوسکو  
 سلجھانا چاہتا تھا۔ ستر گلیشر نے مقیاس الہوا کو جو دیکھا دس انچہ پایا گیا اور  
 تیزی کے ساتھ کمی ہوتی جاتی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ۹ ۳۰ انچہ پر گیا۔ اب  
 ظاہر ہوا کہ اسی ۱۶ ہزار فٹ بلند پہنچے ہیں۔ لیکن مقصد تو یہ تھا کہ جہان تک  
 ممکن ہو وہاں تک بلند ہونا چاہئے۔ اسلئے غبارہ کی پرواز بدستور جاری  
 رکھی گئی۔ ستر گلیشر لکھتے ہیں کہ ”اس سے ہٹوری ہی دیر بعد میں اپنے بازو  
 نیچے پر رکھے اور پھر جو بیٹے کسی کام کے واسطے ہاتھ اوٹھانا چاہا تو بازو میں  
 کسی قسم کی طاقت نہیں تھی اور بالکل سن ہو گئی تھی۔ اس کے بعد میں نے  
 دوسرے بازو کو حرکت دینے کی کوشش کی یہ بھی ویسے ہی کمزور اور سببان  
 پائی گئی۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو ہانے کی کوشش کی۔“



اور اپنے جسم کو ہلانے میں کقدر کا سیاب ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میرے بازو ہی نہیں۔ اس حالت میں میں نے میزان الود کو دیکھا چاہا دیکھتے ہی دیکھتے میرا سر بائیں کندھے پر جا پڑا۔ اسکے بعد مسٹر گلشیر کے ہوش و حواس سب جاتے رہے اور انکو ہونکے سامنے تیرگی اور تاریکی چھا گئی۔ اس حالت میں اوسنے مسٹر کا سویل کو کچھ بولتے سنا تھوڑی دیر کے بعد اوسکی سمجھ میں یہ لفظ آئے "کوش کرو اب کوش کرو" تھوڑی دیر کے بعد اس حالت میں کچھ تخفیف ہوئی تب مسٹر گلشیر نے اپنے آپ کو سہا لگایہ کہا کہ "میں بے ہوش ہو گیا تھا اور اب بھی میرے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں" مسٹر کا سویل نے جواب دیا کہ "تمہارے تو ہوش و حواس ٹھیک نہیں اور بیہوشی طاری ہے۔ لیکن مجھ پر بھی بیہوشی طاری ہوا چاہتی ہے مسٹر کا سویل کے ہاتھ سیاہ اور اسقدر سن ہوئے تھے کہ وہ کچھ کام نہیں دے سکتے تھے اسوقت اوسکی حالت بہت اندیشہ ناک تھی بہ مجبوری وہ معلقہ میں بازو اڑا کر ٹھکا اور وہاں سے اپنے آپ کو اپنی پہلی نشست پر گرایا۔ وہاں اگر دیکھا تو آپ سے ساتھی کو بے ہوش پایا اور خود پر بھی بیہوشی طاری ہونے لگی۔ اس خطرہ سے جانبر ہونے کے لئے صرف ایک ہی تدبیر تھی کہ والو کی ڈوری کو کھینچ کر گاس کو نکل جانے دیتے جسے سب سے غبارہ نیچے اتر سکے لیکن اوسکے ہاتھوں میں بالکل دم نہیں رہا تھا ڈوری کو حرکت دیتا تو کس طرح دیتا اوسنے آخری کوشش یہ کی کہ دانتوں سے ڈوری کو کاٹنا شروع کیا۔ بڑی کوشش کے بعد وہ اوس میں

کامیاب ہوا۔ گاس اوسین سے بچنے لگی اور عبارہ نیچے اترنا شروع ہو گئی وہ آہستگی کے ساتھ صحیح و سالم نیچے اترے۔ چند کبوتر بھی وہ لوگ اپنے ساتھ لے گئے تھے جنکو اونہون نے مختلف لمبندیوں سے چھوڑ کر دیکھا تھا۔ پہلا تین میل پہنچنے پر چھوڑا گیا وہ کاغذ کے ٹکڑے کی طرح گر پڑا دوسرا چار میل کی لمبندی سے چھوڑا گیا جو نہایت دشواری سے ڈبکیاں لے لے کر اتر کر اوڑھ مارا۔ تیسرا اس کے ذرا بعد چھوڑا گیا جو مانند تھپر کے گر پڑا۔ اترتے وقت چوتھے کبوتر کو اونہون نے چار میل کے فاصلے سے چھوڑا تھا یہ ٹھوڑی دیر تو گر چکر کاٹا رہا بعد عبارہ کی چوٹی پر اٹھا۔ قصیدہ جڑے کا ایک کبوتر تو زمین پر پہنچنے ہی مر گیا اور دوسرا بچا رہا۔

ہمارے مختصر مضمون میں اس قدر گنجائش نہیں کہ ہم ان لوگوں کے کل شہادت تفصیل کے ساتھ اس میں بیان کر سکیں۔ علاوہ اسکے ان لوگوں کے بھی اکثر شہادت تو وہی تھی کہ جواوٹے قبل کے عبارہ پر واڑون سنے گئے تھے چونکہ اونکو ہم اوپر لکھ ہی آئے ہیں اسلئے اسکے دوسرے کی چندان ضرورت نہیں معلوم ہوتا مختلف صورتوں میں تجربات کے نتائج میں ہی بہت کچھ فرق پایا گیا اسلئے ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی ایک قاعدے پر ہمیشہ کے لئے فیصلہ کرنا قریب قریب غیر ممکن ہے۔ اوپر کے طبقے کی ہوا کے اور نیچے کی طبقے کی ہوا کے رخ میں بعض اوقات تو فرق پایا گیا اور بعض وقت یکساں

حالت معلوم ہوئی

اب ہم پیراشیوٹ یا اوس چتری کا ذکر کرتے ہیں کہ جبکہ ذریعے سے غبارے سے اکثر اترتے ہیں وہ اسکے ایجاد کے نٹن کا ہی قدامت سے پتا لگتا ہے لیکن جو شخص اول اول اسکے ذریعے غبارہ سے نیچے اوترا۔ وہ گیرزن تھا او نے اول مرتبہ اسکا استعمال ۱۸۹۷ء میں کیا تھا اور اس کے بعد وہ اور بہت دفعہ بھی کامیابی کے ساتھ اسکے ذریعے سے اوترا ہے۔ پیراشیوٹ غبارہ سے اٹکا رہا جاتا ہے اور ایک مخصوص بلندی پر پہنچ کر غبارہ پر واز اسکو غبارہ سے علیحدہ کر دیتا ہے اور اس کے سہارے سے صیح و سالم وہ نیچے اتر آتا ہے۔ ایک مرتبہ اسکا موجد لندن سے غبارہ میں اوڑا اور جب آٹھ ہزار فٹ بلند پر پہنچا اور وقت اون سے چتری کو غبارہ سے علیحدہ کیا۔ چتری معمول کے موافق اچھی طرح نہیں کہلی اور وہ نہایت زور سے نیچے گر گیا آخر کار وہ پہر کہلی اگرچہ غبارہ پر واز بہت زور سے غبارے سے گرا لیکن زمین پر آئے آئے چتری جو کہل گئی وہ اسلئے بھٹکلا اور حفاظت کے ساتھ زمین پر پہنچ گیا۔ پیراشیوٹ کہلی ہوئی چتری کے ساتھ ہوتا ہے ریون سے بٹھے کا کہٹولا پیراشیوٹ کی کانپوں سے بندھا رہتا ہے اور کہٹولے کی چوٹی پیراشیوٹ کے ڈنڈے سے مضبوطی کے ساتھ بند ہی رہتی ہے۔ سٹرکانگ نے ایک نئے قسم کا پیراشیوٹ ایجاد کیا تھا لیکن جب اس نے سٹرگرین کے غبارے سے پیراشیوٹ کے ذریعے

اوترنے کی کوشش کی یہ بچک گیا اور بد قسمت غبارہ پر واز کرتے ہی پاش پاش ہو گیا  
 اوسکی لاش کے ٹکڑے مقام کنیٹ مین لی کے قریب پائے گئے۔ مشرملین نے  
 گریزن کے ایجاد کئے ہوئے پریٹینوٹ سے اکثر موقع پر بہت سے صحیح و سالم نروں کے  
 سسٹم میں غبارہ پر وازوں کی ایک سوسائٹی مسئلہ پر واز پر غور کرنے کے لئے  
 قائم ہوئی۔ اگرچہ اوسکی مرتبہ رپورٹ میں بہت سے مردانہ اور زیرکانہ خیالات  
 ظاہر کئے گئے ہیں مگر عملی نظر سے اگر دیکھا جائے تو کوئی نصیذ نتیجہ نہیں نکلا  
 اگرچہ ہم اس مضمون میں غبارہ کے سائنٹفک تجربات کے بیان کے علاوہ اور  
 کسی چیز کا ذکر ناہیں چاہتے لیکن تاہم ہم یہ دلچسپ بیان کے بغیر نہیں رہ سکتے  
 کہ نٹیا اور نٹیا کی فرانسیسی ٹرائی میں غبارہ سے کیا کیا کام نکلے۔ جوت جوت کی  
 فوج نے پیرس کا محاصرہ کیا اوسوقت ہوائی رسل و رسائل ہی زیادہ مفید ثابت ہوئے  
 اور اسکے سوا کوئی دوسرا چارہ ہی نہیں تھا کیونکہ رسل رسائل کے دوسرے راستے  
 اور ذریعے مدد و مفقود ہو گئے تھے۔ اسوجہ سے غبارہ سازی کا کارخانہ قائم  
 کیا گیا اور بے شمار غبارہ بنائے گئے اور ان کے ذریعے سے لاکھوں خطوط صحتاً  
 اور قصبہ جات میں پہنچ گئے۔ نامہ بر کو ترصوبہ جات سے پیرس میں جوابات  
 لاتے تھے۔ اور فوٹوگرافی رسل و رسائل کو بہت چھوٹے پیمانے میں لانے کی غرض  
 سے استعمال کیا گیا۔ بہت سے غباروں کا کہن پتا نہیں لگا معلوم نہیں کہ ان کے  
 کہان پہونچ گئے بعض ناروے میں اور بعض مدو فرانس سے باہر کسی طرف

جاگر گئے ان غباروں کی گنجائش کا اوسط ستر ہزار فٹ کعب بیان کیا گیا ہے۔

ہندوستان میں ۱۷۷۷ء سے قبل کبھی غبارہ پر وازی نہیں ہوئی۔  
 اول مرتبہ جو ہندوستان میں غبارے کے ذریعے سے آدمی اڑا ہے وہ  
 ایک انگریز تھا جسے مقام بمبئی میں ۱۷۷۷ء میں غبارے کے ذریعے سے واز  
 کی۔ اس کے اڑنے کے قبل سمندر میں کشتیاں اور جہاز اسی غرض سے چورے  
 گئے تھے کہ اگر اتفاقاً وہ سمندر میں گرے تو وہ کشتیاں اور جہاز اس کو  
 بچا سکیں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اس نے پروازی تو غبارہ پانچ چھ ہزار فٹ کی بلندی  
 پر چھوٹ کر بیٹ گیا جس موقع پر غبارہ ہٹا تھا اس کے نیچے سمندر تھا یہ بدقسمت غبارہ  
 سمندر میں گرا اپنی اس کی حیات باقی تھی کہ جو ایک اسٹیمر نے سمندر سے اس سے  
 نکال کر بچا لیا۔ گو قرب اور چوٹ اس کو پہنچی لیکن مراہین۔ اس کے بعد اور  
 بہت دفعہ پروازیں ہوئیں۔ ہندوستان میں نئے علوم کے رواج پانے کے  
 ساتھ جدید فلسفہ ہی اعلیٰ تعلیم میں داخل ہوا۔ نئے علوم کے حاصل کرنے میں  
 بنگالی لوگ سب سے پیش قدم نکلے۔ وہ گریجویٹ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوئے  
 جدید فلسفہ نے ان کے دل میں ہی غبارہ پر وازی کی تحریک پیدا کی چنانچہ  
 ہندوستان میں ہندوستان ہی کا باشندہ جو اول اول اڑا ہے وہ

ایک بنگالی نوجوان رام چندر چٹرجی ہے جسے کلکتہ میں ۱۹۳۷ء میں غبارہ کے ذریعے سے کامیاب پرواز کی۔ اس کے بعد لاہور آلہ آباد اور نیز دوسرے شہروں میں بھی اوسنے کامیابی کے ساتھ پروازیں کیں۔

سوان ٹسل نے اسی سال ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے مقامات پر غبارہ کے ذریعے سے پروازیں کیں۔ حیدرآباد میں ۲۰ فروری ۱۹۹۱ء بروز جمعہ شام کے پانچ بجے باغ عامہ کے میدان میں وہ غبارے کے ذریعے سے اڑی اور پانچزار فٹ بلند ہو کر اوسنے پیراشیوٹ کے ذریعے سے اترنا شروع کیا اور کامیابی کے ساتھ باغ کے قریب ہی اتری۔ دوسری مرتبہ پھر اوسی مقام پر اوسنے ۲۵ فروری چار شنبہ کے روز شام کے پانچ بجے پرواز کی اور اس مرتبہ پہلے سے زیادہ بلندی پر پہونچ کر اوسنے پیراشیوٹ کے ذریعے سے اترنا شروع کیا۔ اس دفعہ وہ آصف نگر میں جا کر اتری جو پرواز کے مقام سے تھینا دو تین میل کے فاصلے پر ہوگا۔ زیادہ تعجب میں ڈالنے والی یہ بات تھی کہ وہ عالم پرواز میں کتب ہی کرتی تھی۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ غبارے کس وجہ سے ہوا میں اڑنے کی قابلیت رکھتی ہیں۔ غبارے کا کچھ حصہ کوئلے کا س سے گرم کی ہوئی ہوا اور ہائیڈروجن سے بھرا جاتا ہے۔ چونکہ ہائیڈروجن اور گرم کی ہوئی ہوا اوس ہوا سے زیادہ ہلکی ہوتی ہیں کہ جو غبارہ کے محیط رہتی ہے اسلئے وہ اوپر چڑھتا ہے

اور چون جون یہ اوپر چڑھتا ہے دون دون طبقہ ہوا کے سنگینی اور جہاں  
مکثافت کم ہوتی جاتی ہے۔ اوپر چڑھتے ہوئے جیسے ہوا کی کثافت کم ہوتی  
رہتی ہے اس طرح قوت پرواز میں کمی آتی جاتی ہے۔ مثلاً جو قوت غبارہ  
اور غبارہ پرواز کا وزن قوت پرواز کی برابر ہو جائے گا اس وقت غبارہ  
ہوا میں ٹھہر جائے گا اور اس کا اوپر چڑھنا موقوف رہے گا۔ یہ بھی یاد رکھنے  
کے قابل بات ہے کہ جیسے جیسے بیرونی ہوا کے دباؤ میں کمی آتی جاتی ہے  
ویسے ہی ویسے غبارے کے اندر کی گاس کی قوت منتشر مین زیادتی آتی  
جاتی ہے۔ یہ طبعیات کا سلسلہ ہے کہ علی العموم گاس میں دپے اور سمیٹنے  
کی بہت زیادہ قابلیت ہے۔ اور تاہم حالت انتشار استقدر بڑھی ہوئی ہے  
کہ گاس کی بہت تھوڑی مقدار ایک بہت بڑے خلا کو بھر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے  
کہ جیسے جیسے غبارہ اوپر چڑھتا ہے ویسے ہی ویسے وہ دور ہوتا جاتا ہے اور  
زیادہ بلند ہونے پر بھی پُر نظر آتا ہے۔ اگر غبارہ پڑھانے سے پہلے اس کو  
گاس سے اس طرح ہر دیا جائے کہ اس کا اوپر کا حصہ ہی ذرا خالی نہ چھوڑا جائے  
اور کسی بلندی پر پہنچ کر جبکہ بیرونی حصہ کے دباؤ میں زیادہ کمی آئے گی  
اور گاس کی قوت منتشر مین ترقی ہوگی۔ اگر اس وقت گاس نکال دینے  
کی تدبیر نہیں کی جائے گی تو بلاشبہ غبارہ پھٹ جائے گا۔ غبارہ کو  
گاس سے خالی کرنے کے لئے غبارے کی چوٹی میں ایک والو لگایا جاتا ہے

اور غبارے کا وہ حصہ کہ جو نیچے رہتا ہے اکثر اوقات وہ بھی کہلا ہوا چوڑا جاتا ہے تاکہ گاس اپنے آپ اوسمین سے نکل سکے۔ جب جلد اوترتا مقنا ہوتا ہے تو دالو جو کہ غبارے کی چوٹی پر لگا ہوتا ہے اوسکو دوری کے ذریعے سے کہو لیتے ہیں اوسمین سے گاس نکلنے لگتی ہے اوسوقت غبارے اپنے ہی وزن سے نیچے اوترتا ہے۔ مسٹر گلشیر نے زیادہ بلندی پر چڑھنے کی عنرض سے ایسی غبارے کی رائے دی ہے جسین نو ذرا رکعب نٹ کی گنجائش گاس کے لئے ہو اور اوس گنجائش کے ایک تہائی حصے یعنی تین گرا مکعب نٹ اوسمین گاس بھرنایا ہے اور چہ سو فونڈ بلاسٹ (سید مارکنے کی عنرض سے وزن) ساتھ لینا چاہئے۔ اگر بلاسٹ مین سے تھوڑی مقدار بھی نکالکر ہینک دیجائے تو بہت بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک مٹھی برابر نکالکر چھینکنا کئی نٹ بلند کر دیتا ہے وزن کے لئے چھوٹی چوٹی تیلیو مین خشک ریت بھرتے ہیں اسلئے کہ وہ گرتی ہوئی ہو امین اوڑاؤ کر میل جاتی ہے۔ اس طریقے سے غبارہ پر واز قبلی بلندی پر چاہے پونچ سکتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ سات میل کی بلندی تک تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اور اسکے بعد سردی اور ہلکی ہوا (ہوائے حریر) آدمی کو زندہ نہیں چھوڑتی۔ یہ ایک حیرتناک بات ہے کہ غبارہ چاہے کیسے ہی تیزی سے اوپر کو صعود کیوں نہ کرتا ہو لیکن غبارہ پر واز کو اسکی حرکت بالکل محسوس



نہیں ہوتی۔ شاید یہ اسوجہ سے ہوتا ہو کہ متعادل کرنے کے لئے دوسری چیزیں  
 نہیں ہوتیں۔ کسی ساکن اور مقیم شے کے پاس سوجہ گزر کر جانا نہیں ہوتا اس لئے  
 یہ ہی نہیں معلوم ہوتا کہ حالت پر واز تیز ہے یا آہستہ۔ مثلاً جب ہم ریل میں  
 سفر کرتے ہیں تو بغیر باہر کی چیزیں دیکھنے اور اسکی رفتار چندان معلوم نہیں  
 کر سکتے۔ جب ہم کھڑکی سے باہر نظر ڈالتے ہیں تو باہر کی چیزیں چلتی ہوئی  
 نظر آتی ہیں اور اونسے ہم ریل کی تیزی یا آہستگی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ غبار  
 میں پر واز کے وقت اتنا چمکولہ نہیں لگتا کہ پانی سے بھر بھرے ہوئے  
 انگلیس میں سے پانی ہی چمک جائے۔ سٹر فلیمین نے یہ تجربہ کر کے دیکھا تھا  
 کہ ایک گلاس پانی سے لبالب بھر کر حالت پر واز میں ساتھ لیا تھا ایک  
 قطرہ تک اوسمیں سے نہیں گرا۔ جب غبار پر واز کچھ فاصلہ لمبندی پر  
 پہنچتا ہے اوسکو اوسوقت زمین چلتی نہیں دکھلائی دیتی بلکہ آسمان کی  
 مانند محو نظر آنے لگتی ہے۔ عام طور پر غبارے میں رسیان لٹکا دیتے  
 ہیں۔ جب رسیان زمین پر اگر ٹھہر جاتی ہیں اوسوقت غبارے پر اونکا  
 بوجہ نہیں رہتا بلکہ اوسوقت ہی غبارے کے اوتارنے میں اُس وزن کا  
 کام دیجاتی ہیں کہ جکا ہم اوپر نوکر کر آئے ہیں۔ اس ہوائی سفر میں اوتارنے  
 وقت اکثر اندیشہ ہوتا ہے۔ صاف اور کھلے دن تو غبارہ پر واز اپنے  
 نزول کی جگہ کا ٹھیک طور پر اندازہ کر سکتا ہے۔ لیکن جہن ہوا تیز چلتی ہو

اوس دن وقت واقع ہوتی ہے اس موقع پر اوسکو ایک لنگر چوڑا ٹاڑتا ہے۔  
 جدھر کہ وہ اوڑتا ہے اودھر ہی کو اوسکے ہچکچو مون کیوجہ سے غبارہ بھی اوڑتا ہے  
 غبارے کو ہوا میں اپنی خواہش کے موافق چلانے کے لئے بہت سی کوششیں کی گئی  
 ہیں مگر آجک کوئی ایسا آلہ یا ذریعہ نہیں ایجاد ہو سکا کہ جس سے اس کوشش میں  
 کامیابی ہوتی۔ بادبان۔ پنکھے۔ ڈنڈے۔ سب ہی کی آزمائش کی گئی لیکن  
 ایک ہی خواہش پورا کرنے میں کامیاب نہیں ثابت ہوا۔ ہم نہیں کھ سکتے کہ  
 آدمی کبھی اوڑنے کے قابل بھی ہو سکے گا۔ چونکہ سائنس آجکل روز بروز ترقی  
 کر رہی ہے اسلئے شاید یہ بتونا ممکن نہ ہو کہ کوئی آلہ الکٹریٹی کی قوت سے  
 ایسا ایجاد ہو جاوے کہ جسکے ذریعے سے انسان اپنے آپ کو ہوا میں چڑھ سکے  
 اودمعلق رکھ سکے۔ لیکن اکثر طیور کہ جنکو خود نیچر نے طاقت پر واز دی ہے  
 وہ بھی ہمیشہ بغیر پہلے زور لگانے کے نہیں اوڑ سکتے۔ بہت سے پرند ایسے ہیں  
 کہ بغیر تھوڑی دور زمین پر دوڑنے کے دفعتاً پر واز نہیں کر سکتے۔ بعض ایسے  
 ہیں کہ زمین سے درختوں کی شاخوں پر اوڑان مارتے ہیں اور پھر وہاں سے  
 پر واز کرتے ہیں۔ عقاب مثل اسکے اور جو وزن دار پرند ہوتے ہیں  
 اونکو زمین پر سے اوڑنے میں وقت ہوتی ہے۔ مگر گس جو فٹ ماکون ناک  
 اٹ جاتا ہے اوس سے تو بلنا تک بھی شکل ہو جاتا ہے اوڑ تو کیا ہی سکتا ہو  
 عقاب اکثر بلند چٹانوں اور پہاڑیوں پر اسوجہ سے رہتے ہیں کہ وہ اپنے شکا

پر اچھی طرح جھٹ سکین اور نیز اسوجہ سے ہی کہ زمین سے پرواز کرنے کی  
 رحمت سے بچے، ہین۔ وہ اوڑتے ہی اوڑتے نہایت زور سے جھٹا مارتے  
 ہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دفعتاً اوڑنے کے مدد سے وہ مر ہی جاتے  
 ہین۔ اسلئے بکویہ ڈر لگتا ہے کہ سب سے پہلے آدمی کا وزن ہی حالت  
 پرواز میں اوسکا مزاحم ہوگا اور اوسکو آدمی سے پرند بننے میں کامیاب نہیں  
 ہونے دے گا۔ فقط

راقم

مجیب احمد۔ تملانی

## مضمون کیونکر لکھیں؟

باقاعدہ لٹریچر زندگی جماعت میں ہمیشہ سے سربراہ اور وہ اور قابل تکمیل سمجھے گئی ہے۔ یورپ میں ہم دیکھتے ہیں کہ موسم سرما کی بڑی راتیں جنمیں کھڑے اور بر فباری کی مصیبت بھی شامل رہتی ہے گا لوں کے چوڑوں میں ذہانت کی ترغیب سے رونق ہو جاتی ہے اور عیسائی سوسٹی کے نوجوان حکمت عملی میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں لیکن برعکس اسکے ہمارے اپنے جموطنوں میں اس شغل کی تلاش ایک فضول کوشش ہے۔ تاہم اب اسکا وقت آگیا ہے کہ برادرانہ برتاؤ اور دوستانہ رقابت ہم اپنی جماعت کے نوجوانوں کو اس طرف متوجہ ہونے کے لئے بہت کام کریں اور انکو ایک جگہ پر قائم کرین جہاں سے ہر وقت ترقی کے لئے وہ اپنا قدم آگے بڑھا سکیں۔ اسکے بعد یہ اون لوگوں کا کام ہوگا جو اسکے قابل ہیں کہ جو لوگ اس ستور العمل میں مستعدی و سرگرمی سے داخل ہوئے ہیں انکو کافی بدلہ دین۔

ہمارے الہ آبادی سمس العلماء نے جو اس صوبہ کے لیے جائز طوطے سے افتخار کے باعث ہو سکتے ہیں کچھ اس جانب توجہ کی تھی مگر اس ضرورت

تحریک کا یہ حیرت ناک نتیجہ تھا کہ مین نے کسی اخبار میں اس رائے پر کوئی رائے نہیں دیکھا۔ یہ بے پروائی یقیناً اس بد شوقی کی دلیل ہے جو ہم میں موجود ہے۔

باوجودیکہ اس مضمون سے میری غرض بہ نسبت مولوی ذکار اللہ خان بہادر کے ایک جداگانہ درجہ رکھتی ہے تاہم ہمیں یہ دونوں بحثیں ایسا تعلق رکھتی ہیں جنہیں کوئی فرق نکالنا کسی اصطلاحی لفظ کی شرح کرنا ہوگا۔

جماعت کے منتقل کاروبار کے لئے باوجودیکہ یہ آسانی نہیں ہے تاہم ایک عمدہ اور مکمل فہرست کارکن ضرور ہوگا۔ جس سے ایک طرح کی مدد اور باہم خیالات کے تبادلہ کا طریقہ ظاہر ہو۔ اور اس طرح پر مضمون کا لکھنا اور اس پر نکتہ چینی ہونا اس انتخاب کا ضروری جزو ہونا چاہئے۔

یہ مناسب ہوگا کہ بغیر کسی زائد و غیر ضروری تمہید کے مین اس سلسلہ کو شروع کروں جس کا لکھنا مقصود ہے اسلئے سب سے پہلے مین بطور ابتدائی حصہ بحث کے لفظ مضمون کی تشریف بیان کروں گا جنہیں بہت کچھ مشکلات ہیں اور جو ایک ابتدائی کی شق سے ضرور باہر ہے۔

یہ نہ تو بیوگرافی ہے نہ تاریخی اس کے قریب قریب ہے جسے یادداشت یا کسی خاص امر پر تحریر کہہ سکتے ہیں وہ معنی جو لفظ مضمون سے مراد ہے بتدیج اس سے مرتفع ہو گیا ہے کہ اس صدی کے بعض

مالکان ذہن و ذکاوت نے اپنے خیالات کو مخصوص طور پر مضامین کی شکل میں ظاہر کیا ہے۔ اسی لفظ کی بابت بین واکس کی دو تعریفیں پیش کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ

(۱) مضمون ایک غیر سلسلہ تکمیل ہے :-

(۲) مضمون ایک آزادانہ قسم کا مسودہ ہے۔

تاہم یہ ضروری ہے کہ ہم اس پہلی تعریف کو قبول کریں نہ کہ اس دوسرے جس سے اونے درجے کی مغضبت بجز تعریف کے ظاہر ہوئے ہیں۔

تعریف سے گذر کر اب چھپے یہ کہنا چاہئے کہ کسی مضمون کے کہنے

میں کوئی خاص ترتیب سوچی جاسکتی ہے۔ بہت کچھ قرار دینے کے بعد تین ٹکڑوں پر مضمون نویسی کا انحصار معلوم ہوتا ہے۔ یعنی

(۱) نفس مضمون۔ یا مادہ بحث۔

(۲) مضمون کی وضع۔

(۳) طرز تحریر۔ جو اجالی حالت سے پیدا ہوتی ہے۔

میں اون نمبروں پر اوسی ترتیب سے جداگانہ بحث کرونگا۔

(نفس مضمون۔ یا مادہ بحث)

ایک معین کیا ہوا نفس مضمون سب سے پہلے ضروری اور سہ سے تاکہ خیالات ایک خاص سطح پر مجتمع ہوں جنہیں جزئیات اور غیر سلسلہ خیالات میں

تمیز پیدا کی جا سکے جیسے غیر ضروری گفتگو۔ اتفاقات۔ یا کسی اخبار کے مختلف واقعات کے کالم۔

نفس مضمون پورے طور پر اوس مرکز سے مشابہ کیا جاسکتا ہے جس کے گرد ہرگز جزو لا یتجزئے بدرجہ غایت تحلیل شدہ مجتمع ہوں اور اپنی مقررہ ترتیب و ترکیب میں موجود ہوں۔

ایک مستند مضمون نویس انشا پر وازی اور حکمت کے وسیع دائرے کو قطع کر سکتا ہے اور عالم موجودات پر ایک پیمانے میں بحث کر سکتا ہے۔ اونسے درجہ کی حیوانی زندگی سے لیکر ذات انسان تک۔ یا اس مختصر گزشتہ سے گزر کر نظام شمس تک جاتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو وہ اپنی پیچیدہ ہوئی قوتوں کے لئے ایک وسیع میدان عظیم وسعت میں قطبین یا ستارہ دنبالہ دار کے شہاب ثاقب میں یاد بندے یا روئنے کے جہرٹ میں پاوے۔

اس بلند پر وازی اور حوصلے کے مقابلے میں کاوی کی کوششوں کا خیال تازگی بخش ہے جیسا نام اونسے دی ٹاسک (کار عظیم) رکھا ہے یہ مضمون اوسکو اوسکی ایک لیڈی دوست نے دیا تھا جسے اوس نے نظم کے ضخیم جلدوں میں لکھا ہے۔

ایسے مضامین کو ابتداءً روکھے اور بے لطف معلوم ہوتے ہیں

لیکن جیون جیون بھگو اونسے مطالب پر عبور ہوتا جاتا ہے اونسے دلچسپی

پیدا ہوتی جاتی ہے ایک تلامشی کے لئے جدید نفس مضمون کی نئی خوبیاں  
آپ کو اس طرح کھول دیتی ہیں گویا کہ تاریکی سے نکل پڑی ہیں جہین کہ محصور تھیں۔  
ایسی علمی تلامش کی سرت اور اونگ ہی اوسکا تمام معاوضہ ہے کیونکہ ہر ایک  
نیا خیال دماغی پیداوار کے ذخیرہ کی قیمت کو اوس حساب سے بڑھاتا جاتا ہے  
جو عدد شمار سے باہر ہے جیسا کہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ایک خیال یا حقیقت خیال  
یا حقیقت سے باوجود تکرار کے کم قیمت ہے۔ اور تین واقعات بہت ہی زیادہ  
قیمتی ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک ہی واقعہ تین مرتبہ ہو۔ ہر ایک نہر کی ایجاد  
اور ہر ایک علمی انکشاف کی تاریخ اس قاعدہ کی توضیح کرتی ہے کہ نئی حقیقت صرف  
اصلی ذخیرہ فہیات کی ترقی ہی نہیں کرتی بلکہ ہر مرتبہ ایک زینہ طیار کرتی ہے  
جس کے ذریعے سے غیر متکلف و نامحقق امور تک پہنچ سکتے ہیں۔

تاہم مستود کے رجحان اور قابلیت کا اندازہ کر کے یہ بہتر ہوگا  
کہ اوسے دقیق اور اہم مادہ بحث کے ترک کرنے پر رضامند کیا جائے۔ کیونکہ  
ہر نئے خیال کے اظہار پر نیم محنون کی صدائے بازگشت اوسے ہر حالت میں لپٹ  
کر دیگی۔ نہ صرف یہی بلکہ ابتدائی حالت میں عام فہم اور گرد و پیش و پیش افتادہ  
نفس مضمون منتخب کیا جائے جہین سہولت ہو۔ پھر ہی یہ خیال نہ کرنا چاہئے  
کہ اہم عظیم بارگاہ میں داخلہ کی عزت کے مستحق ہو گئے بلکہ بطور دستور العمل کے  
مشہور جان پال دیچا کی اس نصیحت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے



کہ ”کسی مضمون پر کچھ نہ لکھو جب تک پہلے خود اسکو  
کافی طور پر پڑھ نہ لو۔ اور کسی مضمون کو نہ پڑھو جب تک  
تم آپ کو اس کا بدرجہ غایت مستند نہ پاؤ۔“

مضمون منتخب کرنے کے بعد ہی اسکا لکھنا شروع نہیں ہو جاتا بلکہ اوپر  
بہت کچھ غور کرنا اور او سارے مین دوسرے شخصوں کے خیالات کا بہت کچھ مطالعہ  
ضروری ہے۔ اسکو مضمون لکھنے کا سامان جمع کرنا کہتے ہیں۔ ممکن ہے  
کہ ایک شخص کسی وہ بحث پر مضمون نہ لکھے۔ مگر یہ شکل بلکہ ناممکن ہے کہ وہ  
ایک مضمون بغیر کسی وہ بحث کے لکھے۔

ایک مضمون نویس کے سامان خواہ کتابوں سے ہم بیونچ سکتے ہیں یا وہ خود  
صحیف قدرت کو دیکھ کر جمع کر سکتا ہے۔ یا ایک طرح کی الہامی ترت سے  
خود اپنے ذہن سے پیدا کر سکتا ہے۔ پھر بھی کتابوں پر بھروسہ رکھنا چاہیے  
جو ایک طالب علم کی بہت قیمتی میراث ہے۔ اب اس تمام پر ہر ایک طالب علم  
کے لئے ایک کتاب رکھنے کی ضرورت پائی جاتی ہے۔ ایسی یادداشت کے  
کتاب جمین روزمرہ کے خاص واقعات۔ کتابوں کے چمپ و ضروری  
تقریفات۔ عجیب خیالات۔ خاص طور کا فائدہ۔ کتابوں کے نام مع مصنف۔  
تاریخ و حالات۔ اہم تبدیلیات۔ اور اسطرح کی باتیں وقتاً فوقتاً لکھی جائیں  
کرین۔ اس التزام سے محنت کا نتیجہ بقدر کافی ملے گا۔ اسطرح ہر واقعات کا

علم بازہ رہے گا نیز پڑھتے وقت کارآمد و مفید امور کے انتخاب کی عادت پڑگی۔

اب یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ مضمون کا لکھنا شروع ہو گیا۔ اور سامان کا جمع کرنا ہی کافی ہے۔ یہ خیال کرنا ایسا ہی ہے جیسے مصالح جمع کرنے پر کوئی شخص مکان کو طیار سمجھے۔ بلکہ حیالات مجتمعه و مستقلہ کو ترتیب دینا نہایت ضروری ہے۔ اور اسکو دلکش طریقے سے ترتیب دینے کا مضمون نویس ہی ذمہ دار ہے۔ مسودہ کو ہمہ تن اس بات پر آمادہ ہو جانا چاہئے کہ اوس پر مضمون کا لکھنا لازمی ہے۔ جب ہر جانب سے مصالح جمع ہوں۔ ہاتھ کتابوں کے ورق آؤ ہوں۔ آنکھیں شاہدہ قدرت میں علم کی تجسس ہوں تو دماغ پر ہی فرض ہے کہ جاکشی اختیار کرے۔

اُدنی ایک مشہور مصوٰد کے تیار کرنے اوس سے کمال اصرار پہنچا کہ۔  
 دو براہ مہربانی زمانے کو آپ اپنے رنگ میں کیا ملا دیتے ہیں؟  
 اونے کہا کہ

”دو میں اس دماغ کو ملا دیتا ہوں“

یقین ہے کہ ہر ایک مضمون نویس اس جواب کو اپنا مضمون لکھتے وقت یاد رکھے گا۔

## (مضمون کی وضع)

مضمون میں ہی تین ہی باتیں ہوتی ہیں۔

(۱) تمہید

(۲) مضمون کی بطور کافی تشییم و توضیح

(۳) نتیجہ

تمہید سہل۔ عام فہم۔ اور مضمون کے مناسب ہونی چاہئے۔ کیونکہ اسکے لکھنے کا کوئی قاعدہ مقرر کرنا ممکن نہیں ہے۔ زیادہ تر یہ امر مضمون نویس کی جوت طبع پر منحصر ہے کہ حسب حال و مناسب تمہید لکھے۔ بعض لوگوں نے اپنی کتابوں میں یا مضامین کی تمہید ایسی لکھی ہے کہ وہ اصل مضمون کے لئے نقاب بھونگی ہیں اور جب تمہید کے بعد اصل مطلب پر رجوع ہوئے تو حیرت ہوتی ہے کہ عنوان کا کیا منشا تھا۔ اسکے لئے لائق اور مستند مسودوں کی تمہیدیں بغور دیکھنا چاہئے اوس سے پتہ چل جائے گا کہ تمہید کیسی ہونی چاہئے۔

مسودہ کا خاص حصہ نفس مضمون ہے جسکی طرف زیادہ توجہ رکھنی چاہئے اس بارہ مسودے سے یہ پتہ چلنا ضرور ہے کہ وہ آپ کو نقل کرنے سے باز رکھے۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ وہ تاریخ اور واقعات یا متقولوں کی بھی نقل نہ کرے۔ بلکہ اوس بیان میں مسودہ کو اپنا خاص خیال ہی اپنے طور پر ظاہر کر دینا چاہئے نتیجہ میں امر مذہب مضمون اور اوسکی طرز تحریر پر بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے

اور اسکو بہت غور سے لکھنا چاہئے اس حصہ آخرین زیادہ تر اختصار مدنظر رہے تاکہ پڑھنے والے کو نفس مضمون معلوم کرنے کے بعد نتیجہ کو طوالت یا کادالکی کو جوہر سے بے دلی کے ساتھ چوڑ نہ دینا پڑے۔ بلکہ اس حصے میں ایک سربراہ درود خیال حسین کل مضمون نفوذ کر گیا ہو۔ کوئی تعلیم وہ حکایت۔ کوئی قابل یادداشت اطلاع۔ یا جو شہ پیدا کرنے والی بات ہونی چاہئے۔ اسطر کے نتیجے کو جوہر مضمون کہتے ہیں۔

یہ ہی بیان کرنا چاہئے کہ مضمون نویسی کے ذاتی فوائد کیا ہیں۔ اس سے معلومات کو وسعت ہوتی ہے۔ واقعات کا ترتیب دینا آتا ہے۔ مضمون لکھنے سے بہت سے لوگوں کا جہل مرکب ٹوٹ جاتا ہے جو کسی غلط علم و اطلاع پر اصرار کرتے ہیں۔

لارڈ بیکین نے لکھا ہے کہ۔

پڑھنے سے انسان کامل ہوتا ہے۔ مباحثہ سے شمع۔

اور لکھنے سے ٹھیک انسان ہو جاتا ہے۔

مضمون نویسی سے انسان کی تجویز و تشخیص کی شافی ہوتی ہے اور وہ غلط رایوں کی اصلاح کرتا ہے۔

بہر شخص اپنی عقل و تمیز پر قانع ہوتا ہے گو وہ دوسری نعمتوں کی محرومی سے خدا کی شکایت کرتا ہو۔ مگر مضمون نویسی میں یہ ایک عجیب بات ہے

کہ انسان کی قوت تمیزی کو بڑھاتی ہے اور ساتھ ہی اس کے نقص تجویز شخص کے خاہر ہونے پر اس کا دل نہیں دکھاتی۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ جب انسان کسی امر کا اظہار عمدہ ترتیب اور واضح عبارت میں کر سکتا ہے تو اس کی تحریر اعلیٰ درجے کی ہوگی۔ یہ خوب کہا گیا ہے کہ۔

”اگر تم زبان سیکھنا چاہتے ہو تو اورونکو سیکھنا

اور اگر تم عمدہ منشی ہو اچاہتے ہو تو مضمون لکھو“

نوجوانوں کو یہ ترغیب دینا بہت ہی سودمند ہوگا کیونکہ عمر کے اس درجہ میں وہ جلد مہیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

کسی ملک کی ابتدائی حالت میں خانہ جنگی، شکار، اور اسلحہ کا چرچا رہتا ہے اور زمانہ اوسط میں علم کا، اور زوال کی حالت میں کلون، اور تجارت کا ذکر رہ جاتا ہے۔

یہی حالت انسان کی ہے۔ نوجوانی میں کھیل کود، گشتی، اور ایسی ہی مردانہ کشتیوں کے لئے نمود ہاتھ پر برتے ہیں اور پورے جوان مرد ہونے پر علوم اور فلسفہ کے دلوں میں جوش مارتے ہیں۔ اور اسکے بعد ہر طرح کے دنیاوی کاموں اور خانہ داری کے جھگڑے گھیر لیتے ہیں گو اس حالت میں ان علوم کا تجربہ انسان اپنے کاروبار میں کر سکتا ہے جیسے اس نے کسی زمانہ سابق میں حاصل کیا ہو مگر دماغی قوتوں کے ترقی دینے کا اب زیادہ موقع نہیں رہ جاتا جیسا کہ نوجوانی میں

(طرز تحریر)

بہت سی شاخیں مضامین کی مثلاً تاریخی - سوانح عمری - وغیرہ میں صرف قریب وقت کا التزام کافی ہے۔ لیکن واقعات کا محض مجتمع کرنا اجنا ہے۔ پھر ہی تاریخ اور سوانح عمری کے مضمون سے محض اخبار کی قدر اہم ہے اس میں واقعات کی باہمی ترتیب - وجوہ - تعلق - اور نتیجہ دکھلانا ہوتا ہے۔ ایسے مضمون کو پورا اخبار نہ ہونا چاہئے لیکن جہاں تک صحت ہو بہتر ہے۔ بہت سے مضامین میں صرف اس وقت کے ممتاز واقعات رہتے ہیں اور ان خاص خیالات کا ذکر رہتا ہے جو اس زمانہ کے لوگوں میں شایع رہے اور ان کے افعال اور ان کے محکوم رہے مسودہ کو صرف کسی واقعہ کی ترتیب و تعلق کا جو کسی وقت یا کسی عمر میں واقع ہوں نہایت صاف و مختصر حوالہ دینا چاہئے جیسا کہ کوئی جغرافیہ لکھنے والا کسی ساحل کے راس - کسی ملک کے خاص سلسلہ کوہ - اور بڑے بڑے دریاؤں کو جو کسی ملک سے گزرتے ہیں یا کسی اادی کو سیراب کرتے ہوں بلکہ مختصر بیان کے ذکر کرتا ہو علمی مضامین میں بھی ان واقعات کی ترتیب کا خیال رکھنا چاہئے جسے تبدیل اسم انکشافات ہوئے۔ اور اوسیکے ساتھ ان ایجادات و انکشافات کی بڑی بڑی باتوں کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہئے اور ان کی تاخیرات کو بھی بیان کرنا چاہئے جس سے انسان کی فلاح مندی یا خوشی کی صورت پیدا ہوئی۔ اس طرح کے تاریخی یا علمی مضمون اصل مضمون کہے جاسکتے ہیں۔

دوسری قسم میں وہ مضامین اور فروعات شامل ہیں جنہیں دماغی قوتوں کی مشق کے لئے ایک وسیع میدان ملتا ہے اور اوسمیں حسب ذیل اقسام ہیں -

اول - مضامین متعلق اخلاق - جیسے - راستبازی - دیانت داری - فیاضی اور دوسرے اوصاف -

دوم - علم قوار باطنی - جیسے تمیز - خواہش - حافظہ - اور دیگر قوار دماغی و عقلی -

سوم - معاملات ملکی - جیسے قومی دولت - آزاد تجارت - مالگزاری - حکام قانون - اور دوسری بحثیں متعلق حکومت اعلیٰ و اقوام -

اس قسم کے مضامین کو اون مضامین سے بہت زیادہ مشکل ہیں جو واقعات یا اشخاص کے متعلق ہوتے ہیں - لیکن سود و نفع ایسی بڑی ترقی ہوتی ہے اور بڑھنے والوں کو سپر بہت زیادہ موقع تبدیل وجہ کا ملتا ہے - یہ اس سبب سے ہے کہ اوسمیں قوت تخیل کا بہت زیادہ کام رہتا ہے -

خیال و غور سنجہ دماغی قوتوں کے ہیں جو بعد کو ترقی پذیر ہوتی ہیں اور رکپن امین اسکا زیادہ حس نہیں ہوتا - رکپن میں اسکی ابتدائی نمود کا پتہ چلتا ہے مگر وہ اسے کام میں نہیں لاسکتے -

ابتدائی صورت تاریخی مضمون کی اوسس ٹرکے سے شاہد کیا جاسکتی ہے جو

صرف معلوم کرنا اور یاد رکھنا جاتا ہے۔ اور بخلاف اسکے علمی مضامین میں تجربہ کار دلوں کی قوت تخیلہ ساتھ رہتی ہے۔ اس قسم کے سادہ مضامین میں صرف توجہ کی قوت ضروری ہے۔ لیکن دوسری قسم میں خیال کی کوششوں کا کام ہے۔

تختیر وہ طریقہ ہے جہاں واقعات کی ترتیب بیان کی جاتی ہے یا جہاں مسلسل خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں یہ صحیح و موزون الفاظ کے جمع کرنے اور انکو جملوں، فصل اور باب میں ترتیب دینے کا ہنر ہے۔

صرف و نحو اور اصول سے مشابہ کی جاسکتی ہے جو کسی ننگ تراش کو مکان بنانے کی ہدایت کرتی ہے اور طرزِ تحریر اور قواعد سے جو کسی محار کو ڈھانچا قائم کرنا بتلاتا ہے۔

تختیر یا تقریر خواہ وہ باقاعدہ ہوں لیکن اوپر طرزِ بیان کا ایسا اثر پڑتا ہے کہ ادب کے حاصل کرنے میں کسی قسم کی کوشش سے باز نہ آنا چاہئے۔ ایک عمدہ طرزِ تحریر کی یہ علامتیں ہیں۔

(۱) عمدہ و منتخب بالموقع الفاظ۔

(۲) ترتیب الفاظ۔

(۳) مناسب زلیقہ۔

طرزِ بیان کی صفائی اور خوبی صحیح و درست الفاظ پر منحصر ہے۔ متروک الفاظ



و محاورات۔ دہقانی یا ادنیٰ درجے کی زبان۔ مکرر و ضعیف الفاظ جیسے پوری قوت کے ساتھ خیالات نہ ظاہر ہو سکیں یا اوسمین اہام پیدا ہو جائے نہیں لانے چاہیں۔

علمی مضامین میں خاص اصطلاحی الفاظ استعمال کیے جائیں گے۔ اور کسی سفرنامہ میں غیر مقام کے الفاظ جو ضروری ہوں لکھا جاسکتے ہیں۔ تاہم یہ احتیاط چاہئے کہ محض اظہار قابلیت کے لئے نہ بہرتی کئے جائیں۔ باوجود ان باتوں کے یہ حیرت انگیز بات ہو کہ بہت سے لائق اور مشہور مصنف ان عیوب سے محفوظ نہ رہ سکے۔ یہ بات قابل غور معلوم ہوتی ہے کہ ایک اسپیکر اپنے سامعین کے آگے اپنے خیالات کو غیر سلسل و پریشان اور غیر مربوط الفاظ و فقرات میں بیان کرے۔ لیکن ایک ستودہ کو ہر وقت یہ موقع حاصل ہے کہ اپنی تحریر کو صاف اور دلادیز بنانے کے لئے کل مضمون کو کاٹے۔ اور پھر سے لکھے لیکن نے اپنے صحافیوں کو چہ مرتبہ لکھا اور اپنی تیاری کے پہلے باب کو تین مرتبہ۔

مبتدی کو اپنے خیالات کے کاٹنے پاؤں کے کسی حصہ کو ترک کرنے میں ضرور تامل ہوگا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ فقر یا تنگی خیال کا نشان نہیں ہے۔ باوجود اوسمین ان کو کچھ محنت صرف ہوئی ہو۔  
پہلی بی بی نے اپنے دوست کو لکھا کہ

”مجھے مختصر کہنے کی فرصت نہ تھی اسلئے  
مین نے آپ کو یہ طوں و طویل خط لکھا  
اور اس طرح بٹلو نے اپنی ہوڈی براسلٹک مین کہا ہے کہ۔  
”اختصار بہت خوب ہے چاہے ہماری بات  
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔“

خراٹکلن نے ایک دلچسپ حکایت لکھی ہے جسکا اعادہ یہاں مناسب ہوگا کہ  
ایک نوجوان شخص نے کام شروع کرنے پر اپنی دوکان کے مساین  
پر یہ لکھنا چاہا۔

جان طاہس۔ ٹوپی بنانیوالا۔ اور ٹوپی بناتا اور بیچتا ہے  
نقد قیمت پر۔

ایک دوست نے یہ کہا کہ چونکہ یہ مندرج ہے کہ وہ (ٹوپی  
بناتا اور بیچتا ہے) اسلئے لفظ (ٹوپی بنانے والا) غیر ضروری  
ہے اس پر اسکی ترسیم ہوئی اور وہ مساین ہورڈ یون باقی رہا  
جان طاہس ٹوپی بناتا اور بیچتا ہے ذر نقد پر  
ایک دوسرے دوست نے کہا کہ (ذر نقد پر) نکال دینا چاہئے  
کیونکہ اسکو ایسا ہی اتفاق پڑے گا کہ اعتبار پر فروخت  
کرے اور اب نشان یون باقی رہا۔

جان طامس ٹولی بناتا اور بچتا ہے۔ اسکے  
بعد یہ سوچایا گیا کہ خریدار کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے  
کہ کون ٹولی بناتا ہے اسلئے اگر نشان یوں رہے تو بہتر  
ہے۔ جان طامس ٹولی بچتا ہے۔

لیکن پھر بھی اس میں ترسیم کی ضرورت رہ گئی تھی اور ایک  
نکتہ چین نے بیان کیا کہ یہ جلد (ٹولی بچتا ہے) محض غرض  
سے ہے۔ کیونکہ کوئی شخص نہیں خیال کر سکتا کہ ٹولیاں نفت  
دیباچہ بنیں گی۔ بالآخر اس طرح اس بلند حوصلہ تاجر نے اپنا  
کام مختصر ضروری۔ اور بے تکلف سادہ نام جان طامس  
سے شروع کیا جیسا کہ اس کے بہت سے لائق جانشین کرتے

رہے

تمیزی مناسب رنگینی سے خوبی تحریر و صفت مقصود ہوتی ہے اور اس کا  
لطف آمد ہے نہ کہ آورد۔

بیان کی صفائی۔ زور۔ سادگی تحریر۔ سچے ہوئے حکم۔ مستند محاورات  
اور زور پر موقوف ہے نہ کہ اردو ایسی غریب زبان میں صراح و قیاس  
کے سنگریزے بھر دئے جائیں۔  
جو لوگ عربی زبان سے واقف ہیں وہ جانتے ہونگے کہ آسانی کتاب

(کلام مجید) میں دلکشی اور معجز ہونے کی وجہ زیادہ تر سادگی بیان - رائج محاورے - جلتے ضرب المثال - اور اسکی دلاویز عبارت ہے - میں اس سے اس خاص عقیدہ کا ذکر کرنا نہیں چاہتا ہوں جو بوجہ اس کے منزل میں آنے ہونے کے صرف سلمان ہی رکھتے ہیں -

طرز تحریر - یا خود تحریر کے دو جگہ گاتے زیور ہیں - ایک سادگی یا بیادختہ پن دوسرے آند کے طور پر رنگینی کا خود بخود آجانا - مسودہ کو اس کے حصول کی کوشش پہلے چاہئے - لالہ زرد کے کسیت جن پر صبا ہر صبح شوق سے تیار ہوتی ہے اور جنہیں صرف شبنم ہی شاداب رکھتی ہے اگرچہ ایسی قیمتی نہیں ہے جیسے کہ گیہوں کے سحرے کسیت والوں نے بھرے ہوئی فصل ربیع کی طیارہ کی وقت ہوتے ہیں تاہم اونکی پیاری صورت اونکا دلاویز منظر دلون پر وہ حکومت رکھتا ہے کہ ہزار فصل ربیع اونکے قدم چومے - سب یہ ہے کہ اونکی نشوونما صرف باغبان قدرت سے ہوتی ہے - لیکن وہ گل بوٹے جنہیں رڑکے زبردستی شاخ گل سے جدا کر کے سوکھی ڈالی میں پناہ دیتے ہیں بالکل بے محل ہوتے ہیں اور جلد کھلا تے اور سوکھ جاتے ہیں - مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ صفت لفظی و معنوی کا ہونا بھی تحریر کی عمدگی اور رونق کا باعث ہو سکتی ہے اگر اونہیں بے ساختہ بن ہو نشان صنایع و بدایع کا یہ ہے کہ کلام میں ایک ایسی قوت آجائے کہ ایک

خیال کے ساتھ آسانی دوسرے خیال کی جانب ذہن کا انتقال ممکن ہو۔  
 اگر ممکن ہوا تو ہم اس خاص بارے میں پھر کبھی کچھ لکھیں گے۔

راقم

محمد عبدالکریم خان۔ آزاد

# وسطِ یورپ

(اسٹریا کا دلچسپ نظارہ)

ممالک جنوب و مشرقِ یورپ میں محنت کش قوموں کی نئی اور حیرت انگیز ترقی سے کچھ عرصے سے ورنہ واقف اسٹریا کو بھی نئی تجارت کا اثر محسوس اور معلوم ہونے لگا۔ اور ممالک مشرق و جنوب (یورپ) کے بیسار یون اور دریائے آرنیٹ کے کناروں پر رہنے والے صد ہا اعلیٰ درجے کے متمدنوں کا روپیہ اس ملک میں آنے سے ورنہ کے لوگ فائدہ اٹھانے لگے۔ پرانا ورنہ جبکہ نظارہ نہایت عمدہ مگر ذرا میلہ تھا آہستہ آہستہ شاہی محلات کے زیور اور جلیل القدر ”محققہ“ سے مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محلات کچھ عمدہ بندش کے سبب مشہور نہ تھے لیکن زیادہ تر اپنی اعلیٰ مناسبت کے باعث مشہور تھے فی الحال شہر ورنہ میں گیارہ لاکھ سے زیادہ آدمی بستے ہیں ان لوگوں کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان میں سے کم سے کم دو لاکھ آدمی بازار ورنہ میں فی الفور روپیہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جب تک جنوبی جرمنی میں محصول کم رہا اور سوقت تک نئی نئی عمارتیں تیار ہوتی رہیں۔ مطمئن اور دوراندیش گورنمنٹ بھی اونچی اونچی عمارتیں۔ پارلیمنٹ کے گھر۔ اور سیونی سپاٹھی کے مکانات بنانے لگی۔ شہر ورنہ کی مشہور تفصیل تمام یورپ میں دلچسپ نظارہ

اور تفریح طبع کے لئے بہت عمدہ جگہ ہے درحقیقت وانا اپنی فرحت بخشی میں اپنا  
آپ ہی نظر ہے۔ جطر جبرلن میں سب عازمین اس عمدگی سے بنی ہوئی ہیں کہ  
جانبی گوشے نظر آتے ہیں اس طرح وانا کی عارتوں سے ہی ہر جگہ حلقے اور  
دارے دکھائی دیتے ہیں۔ عارتوں کی خوبصورتی رنگ کی چمک سے اور  
پہی بڑھ گئی ہے۔ وہاں کے راگ نہایت شیریں اور فرحت بخش ہیں  
وہاں کا نون میں شراب اور شہائیان۔ ہر طرف اور ہیل اس توینے سے رکھو  
کے ہیں کہ مزید لے کو دل جاتا ہے۔ شہر کے باہر ہی آبادی ہے  
لوگ خوش اور آزاد ہر سے ظریف ہیں۔ بلکہ میں عمدہ گھوڑوں کی کثرت  
ہے۔ خوش لباس مرد۔ خوبصورت عورتیں۔ اور ہر دستہ فوج کے سپاہی  
جدی قسم کے رنگین لباس میں نظر آتے ہیں۔ اس ملک کے باشندوں  
کا حسن اخلاق سب جگہ اپنی چمکدار شاعین ڈالتا ہے اور لوگوں کو اپنا  
گریدہ کر لیتا ہے۔ اگرچہ جرمنی کی زبان۔ آسٹریا میں شایستہ سمجھی  
جاتی ہے۔ چنانچہ نائکون میں ہی زیادہ مستعمل ہے مگر عوام الناس نا پسند  
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ناموزون و غیر کی زبان ہے۔  
جرمنی کے باشندے طعن کے ساتھ بولتے ہیں کہ وانا جرمنی کے  
شہروں میں نہیں ہے۔ گو کیتھولک چرچ ملکی مذہب اور نہایت طاقتور  
ہے۔ عام مقامات میں صرف اپنا ہی پرچم اوڑھاتا ہے۔ شہل کے

ملکوں سے جو پابندی اور مذہبی رسومات چلے گئے ہیں اور ملکی تازگی اور تعمیل بہت دھوم سے کرتا ہے تمام دامن پر ڈنٹ - گرہیک اور آرمی نین کیتھلک بزن ٹائن گرہیک - اور یہودی تو میں ہی کثرت سے رہتی ہیں جو اپنے مذہبی رسومات کے پابند ہیں اور جنگی خانقاہیں اور معابد گاہیں جا بجا نظر آتی ہیں -

قدیمی دامن کے وسط میں سیٹ سیٹ کا بڑا اگر جا اپنی خوشنما مینار بلند کئے ہوئے نہایت تمکنت کے ساتھ کھڑا ہے اور اوس میں ایسی دھوم اور ہٹا ہٹھ کے ساتھ مذہبی رسومات ادا ہوتے ہیں کہ شاید اسپن کے سوا کسی اور مقام پر نہ ہوتے ہونگے اور یہودیوں کا مسیح ہی اوسکے ہمایہ میں ہے اسلئے ہر شخص ادھر کا ہی پورا پورا لطف اٹھا سکتا ہے - لقب کا قدیمی اثر اور لائم الطبی جو آسٹریا کی گورنمنٹ میں پایا جاتی تھی اب کم ہوتی چلی ہے - آسٹریا راوی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے - تعلیم کا خواہاں ہے - جنگ میں فتحیابی اور عزت حاصل کرنے کی بہت لوگوں کو تہذیب کی طرف رغبت دلانے اور اونکو بڑانے میں زیادہ فخر سمجھتا ہے -

فرانسس جوزف اول شہنشاہ آسٹریا و بادشاہ ہنگری اور دانا اور ہوشیار لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے جنہوں نے تجربہ سے



علم حاصل کیا ہے۔ اونکا یہ قول ہے کہ پولٹیکس یعنی علم سیاست میں نہایت  
 مفید اور ضروری علم ہے۔ انہوں نے اپنے اوقات عزیز ہی منبٹا کر دئے  
 ہیں۔ ایک زمانے میں وہ ہنگری کی وسعت کے سبب سخت مخالف تھے  
 اب ہنگری اور آسٹریا دونوں کے بادشاہ ہیں۔ انہوں نے اپنی شمشیر  
 زمین کے چاروں گوشوں پر چمکائی اور اس بات کی قسم کھائی ہے  
 کہ میں ہنگری اور اس کے باشندوں کو دشمنوں کے حملوں سے خواہ وہ کسی  
 نہ سے آئیں بچاؤں گا۔ خاندان ہابسبرگ جس میں وہ ہیں اوسکا فرض المثل  
 استقلال اور میں پورا پورا پایا جاتا ہے وہ اپنا روپیہ اچھے کاموں میں  
 نہایت فیاضی کے ساتھ صرف کرتے ہیں۔ یورپ کے مشمول لوگوں  
 میں یہی ایک شخص ہیں جسکا علوم جدید۔ علم موسیقی اور نہر کا مذاق ہے  
 اونکی خانگی لائبریری اسل ایک عالم کے کتب خانہ کے ہے۔ وہ بڑے  
 ہتھیار اور دانا حاکم ہیں۔ جاڑہ اور گرمی کے ایام میں مسجکوبانچے  
 اونٹتے ہیں۔ عبادت کرتے بعد اپنے معمولی ناشتہ میں روٹی کھاتے ہیں  
 اور کافی پیتے ہیں۔ اور پھر گیارہ بجے تک کام کرتے ہیں اس بے بہا  
 وقت میں اپنے سکریٹری کے سوا کسی کو اپنے پاس نہیں رکھتے۔  
 دوپہر کو سادہ کھانا اور بیرشباب کا ایک گلاس اونکی خوراک ہے اگر  
 سرکاری امور یا اور ضروری ہمت پیش نہ آجائیں اور محل سے باہر

نکلنے پر مجبور نہ ہوں تو اپنے دیوان خاص میں شام کے کھانے تک برابر  
سلطنت کے کاروبار کرتے ہیں۔ اور سکے بعد اپنی بیوی اور بچوں سے ملتے  
ہیں اور ایک یا دو گھنٹے اور صرف کرتے ہیں۔

دیوان خاص کا خانگی کمرہ اور سکے ڈرائنگ روم اور کاؤنسل ہال  
(جہاں وزرا اور اراکین سلطنت اجلاس کرتے ہیں) کے درمیان میں ہے  
اور سکے آفس (کچہری) کے سادہ میبل پر اور سکے بچوں اور ملکہ کی دو خوبصورت  
تصویریں لٹکتی ہیں جنکو سسے وٹر مائلز نے بنایا تھا۔ یہ تہنشاہ ہر بات کو اچھی  
طرح سنتے ہیں۔ حارثانہ حکم سے کام لینے کے عادی نہیں ہیں۔ بڑے الفاظ  
اور لمبے کلام سمجھتے ہیں۔ اور سکے بولنے میں نہایت سادگی پائی جاتی ہے  
اور اکثر اوقات نیچے اتر کر لوگوں سے ملتے ہیں اور اونسے بالکل آزادانہ  
باتیں کرتے ہیں۔ کمیونک مذہب نے اور سکے و لکونزم اور اور سکے مزا جنکو  
سادہ بنا دیا ہے۔ ہر سال ایک وقت آج شب کے ساتھ راتوں اور گلیوں  
میں کھلے سر پیادہ پاجلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سال میں ایک بار وہ  
معدہ اپنی بیگم کے محل کے ایک کمرے میں بیٹھ کر غریبوں کے کفیل سنتے ہیں  
اور اپنی غربت ظاہر کرنے کے لئے اور سکے پاؤں دھوتے ہیں۔ گوشت تہنشاہ  
نہن سپاہ گری میں کامل نہیں ہیں تاہم اور سکے شکر کا بہت شوق ہے اور  
یونی فارم لباس (فوجی لباس) اور سکے جو قدر عمدہ معلوم ہوتا ہے اور

اور کوئی لباس معلوم نہیں ہوتا۔ وہ بڑے بے شکاری ہیں۔ آسٹریا کے آپس پہاڑوں میں خطرناک مقاموں پر شہوا (ایک قسم کا ہرن ہے) کا شکار کرتے ہیں جو چالاک اور تجربہ کار شکاری کے سوا کسی اور سے ہونا ناممکن ہے۔ کبھی کبھی سادہ کوٹ اور لمبے عصا کے ساتھ بنگری کے پہاڑوں میں اور کبھی کھیتوں میں چلتے ہوئے ایکسٹرنس بائیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جب وہ بنگری کا پیرانا شہرہ آپس میں جاتے ہیں تو وہاں کی عمدہ عمدہ چیزیں اپنے ہمراہ لاتے ہیں اور اس شہنشاہ میں سب سے بڑی بات یہ پائی گئی ہے کہ ان دونوں ملک لینے آسٹریا اور بنگری جو باوجودیکہ ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں اور ہرہ لغزیز حاکم ہیں۔

حلیہ عوام الناس۔ اور تماشا گاہوں میں اور اسٹیٹ بال میں اور ڈبلو میک رسپشن (سیفرونکے مجمع) میں شریف متمولوں کے کل آداب اور اخلاق اس شہنشاہ میں پائے جاتے ہیں۔ آسٹریا اور چند ممالک میں داخل ہے جنہیں اب تک سچی امارت پائی جاتی ہے جس کے حقوق باطل نہیں کئے گئے ہیں اور اب تک شور مچانے والی جمہوریت کے تابع حکومت نہیں ہوئی۔

محل لندن کے دانائین ہی خاص اوقات ہیں کہ جب اسٹیٹ دو چند اور سچہ قیمت تک گراں سہ جاتی ہیں۔ بڑے بڑے ہوٹل اور

عالیشان محلات کو شریف اور متمول آدمی دہات کے موسمی مکانات سے واپس آنکرا اپنے بہت سے نوکر و کنے ساتھ کرایہ پر لے لیتے ہیں اور قوت و آسنا کچھ اور ہی نظارہ بن جاتا ہے۔ زور رفتار گاڑیوں سے راستے بھر جاتے ہیں۔ آپس اور نا ملکوں میں اردہام ہو جاتا ہے۔ سواروں سے میدان خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ نفیس عجائب خانوں اور آراستہ دوکانوں میں لوگوں کی کثرت رہتی ہے اور نوکروں کے دل انعام اور بخششوں سے بھر جاتے ہیں۔

اوسمیں کچھ شک نہیں کہ آسنا کا بڑا اپیر تمام یورپ میں بے نظیر ہے۔ سائنس کی نظر سے دیکھیں تو وہ پارس کے اپیر سے زیادہ عمدہ اور زیادہ مکمل ہے۔ مگر پارس میں وہ عمارتیں جہیں اپیر ہوتا ہے و آسنا کے اپیر خانہ کی بہ نسبت زیادہ اچھی اور دلچسپ ہیں۔ تمام موسم میں و آسنا کے باشندے خوشنما ہوں میں جو تمام شہر میں کثرت میں اخصیاف و تنیف موقوف ہیں ہی مجتمع ہو جاتے ہیں تاکہ سسٹر اوس کا دل آویز گانا بجانا سنیں۔ یہ لوگ آسٹریا کے غریب باشندے ہیں جو اپنے پر جوش و اثر (ایک قسم کا ناچ) میں و آسنا کے مذاق کے موافق و لغریب اور سرت بخش سامان پیدا کرنے میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔ محطہ کہ وہاں بے در پے شاندار اردو عوتیں ۱۹۱۷ء میں ہوئی تھیں جبکہ انٹرنیشنل کانگریس (مجلس قومی یورپ)

کا جمع ہوا تھا اس طرح کی دعوتیں پھر کم دیکھنے میں آئی ہیں۔ میٹر اور میونی سپاٹی کی جانب سے مشہور مکان موسومہ بلومن سال میں کہانے پینے کا لطف ادا ہوتا ہے، بین جہان صد ہا ضلعین اور لیڈیان دعوت میں جو ایک قسم کی بے قاعدہ ہمانی ہوتی ہے جمع ہوتے ہیں اور دانا کے اطراف کے خوشگوار انگوری شراب پیکر خوش متدیان اڑا لے ہیں۔

گرمی کے ایلیمین دریاے بلوڈ انیوب کے مقابل کا میدان جہان کو کیلین برگ کی اونچی چوٹیاں قدرتی طور پر کھڑی ہوئی ہیں خاص دانا سے یہی زیادہ مفع اور فحش نظر رہے۔ یہ میدان انگور کے کھیتوں اور خوشنما باغوں سے محدود ہے۔ خوبصورت وادی نامہوار پہاڑوں میں چلی گئی ہے۔ ہرے ہرے قدرتی سبز نے دور دور تک اپنا خمیلی فرش بچھایا ہے۔ پرانے دہات۔ خانقاہ اور گر جاہی اپنے اپنے قونیوں سے کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ مقام شہر پیرس برگ سے بالکل قریب ہے جو ایک زمانے میں ہنگری کا خوبصورت وارا السلطنت تھا۔ مگر اب پرانا بیرونی شہر ہو گیا ہے اور انگور کے درختوں نے اوپر سایہ کیا ہے۔

دانا اور بڈاٹھ کے درمیان اکثر ریل کے اسٹیشن ٹرین چلتی ہیں

یہ عہدہ دار بادشاہ کا ایک قسم کا قیام مقام سمجھا جاتا ہے۔

ان دونوں دارالسلطنتوں میں باہمی طریقہ معاشرت کا سلسلہ نہیں ہے۔ شہرِ پیٹ بھی شہرِ نیوچیکاگو کے غلہ کے منافع سے تعمیر ہوا ہے۔ یہاں دریائے ڈانیوب بہت وسعت اور بڑے زور شور سے بہتا ہے۔ اس کے دہائی طرف قدیمی آبن کی پیٹری ہے اور بائیں طرف نوآبادی شہرِ پیٹ ہے۔ ان دونوں کا اگر مقابلہ کیا جائے تو بڑا لطف آتا ہے۔ اور وائسے پیٹ تک بلوڈانیوب بھی جھپٹنے کے ساتھ بہتا ہے۔

ملکِ ہنگری کے باشندوں کی تعداد تخمیناً ۱۱ لاکھ ہے وہ روس کے سخت مخالف ہیں رگواؤ کو اس بات کا ڈر ہے کہ اسلاؤ کے باشندوں میں ایک نہ ایک روز اتحاد ہوگا اور ہنگری کو دق کرینگے۔ تاہم اسیٹریا کی سلطنت کو ترقی کرتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

آسٹریا کی دارالسلطنت اور برلن میں جبکہ دریائے اسپری نے قدرتی دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ ہر بات میں فرق ہے اور زیادہ فرق ان لوگوں میں پایا جاتا ہے جو ان دونوں ریاستوں میں اراکینِ سلطنت ہیں۔ آجکل یورپ میں جو شخص برلن کا خیال کرتا ہے بالخصوص لسمبارک کی مدبرانہ تقویٰ اس کی نگاہوں کے سامنے اگر کھڑی ہو جاتی ہے۔

جرمنی کے اراکینِ سلطنت میں پرنس لسمبارک کے باوجود وزیرِ اعظم ہونے کے کبھی یہ فرقہ اس کی زبان سے نہیں نکلا کہ میں اس ممتاز منصب کے

قابل ہوں۔ وہ بادشاہ کے ملازم کہلانے میں اپنا فخر سمجھتے تھے حالانکہ  
لبمارک کو اونکی لیاقت اور مراتب کے لحاظ سے شہنشاہ جرمنی کا محافظ  
یا محافظ الملک کہنا روا تھا۔

شہنشاہ جرمنی ایک تجربہ کار سپاہی اور بڑے صاحب اخلاق  
تھے۔ وہ اون بادشاہوں میں آخری بادشاہ تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ تخت  
کے حقیقی وارث ہیں اور سلطنت کو عام پسند رکھنا ہماری عنایت کا  
باعث ہے۔ آجکل جرمنی کی باتوں کے لحاظ سے یورپ میں کیا ہے  
یہ وہ ملک ہے جو اپنی تشریف کے زور سے خود مختار ہو گیا ہے ہر کام میں  
اعلیٰ درجے تک اون سے ترقی کی ہے اور شکر ایا عمدہ اور باقا عمدہ  
رکھتا ہے کہ دنیا بہر میں اوسکا نظیر نہ ہوگا۔ تاہم وہ نہیں چاہتا کہ کسی  
ساتھ جنگ کرے اور حتی الامکان صلح کرنے پر اپنا فخر سمجھتا ہے جی  
کے باشندے ملکہ دوسری بہت سی قومیں گذشتہ اٹھارہ برس سے  
اسی انتظار میں ہیں کہ کب اوسکا تنزل ہو کیونکہ جرمنی کے فوجی مصارف  
اور بہاری ٹکس نے انکو تنگ کر دیا ہے۔

جرمنی نے بہت حن اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی تجارت  
اور صنعت میں ترقی کی ہے اور آج فرانس اور انگلند کے ساتھ اون  
صنعتوں میں مہمتری کا دعوے کرتے ہیں حالانکہ فرانس اور انگلند غیر

کے باز اردن کے ملک اور باعث فخر مشہور ہیں۔ جرمنی کے لشکر کی شان و شوکت دیکھ کر ہر ایک دانا اور دور اندیش آدمی یہ ہی نتیجہ نکالے گا کہ جرمنی محض اس خیال سے اپنی فوج کو بڑھا رہی ہے کہ یورپ کے جنگی خیالات پست کئے جاویں اور جس جنگی خیال کو بادشاہان یورپ سمجھانے اور فہمائش کرنے سے ترک نہیں کرتے ہیں ایک بڑے زبردست لشکر کی فہمائش سے ترک کر دیا جاوے۔

فرانس کے باشندے بھی حزب جانتے ہیں کہ جرمنی نے جمعیت آرائی کی بہ نسبت فن و صنعت میں زیادہ ترقی کی ہے۔ اگرچہ جرمنی کے باشندے کچھ عرصے پہلے تک ست اور کامل اور بے فکر سمجھے جاتے تھے مگر اب بڑے چالاک اور جفاکش تاجروں بن گئے ہیں۔ مزدوروں کو با ترتیب تعلیم دیا جاتا ہے۔ ہر مقام پر عمدہ مدرسے ہیں جہاں علمی اور عملی تعلیم برابر پوری ہے۔ اہل جرمنی کے قوے کو عمدہ اور خاص قسم کی ورزشوں نے ایسا مضبوط بنا رکھا ہے کہ کسی ملک کے باشندے ان سے بقت نہیں لیا جاسکتے۔ جرمنی کے باشندے مختصر تنخواہ پر اپنی گذراوقات کر لیتے ہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے ذوق نیکو دور دور پریتے ہیں جبکہ سب کہا نے پینے کی اشیاں اور گھر کے ضروری اسباب بہت ارزانی کے ساتھ مل جاتے ہیں اور جسطرح گذشتہ پچاس برس تک اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کے لئے وہ لشکر



قواعد کی خفیہ وزریش کرتے رہے اس طرح فن و صنعت میں پی دنیا کے  
اور کارگیروں سے مہسری کرنے کے لئے بہت کوششیں کر رہی ہیں۔

صنعتی اور پولیٹیکل دنیا میں جرمنی کے اوسط اور شمالی حصے کی پوری  
پوری کامیابی پر بس سبارک کی اسلئے کوششوں اور استقلال کا نتیجہ ہے  
اور رعایا ہی یہ دیکھ کر قومی تحریک میں صاحب موصوف کو یاد کرتی ہے  
اس میں کچھ شک نہیں کہ ان کے اختیارات محدود تھے مگر ہر وقت یہ مقولہ  
ان کے زیر نظر تھا۔

تسلطِ نیت کو آسان نہ شود مرد باید کہ ہر اسان نہ شود  
وہ ہر ایک کام اور خصوصاً سرشیل ازم کی ترقی کرنے کے لئے مختلف طور سے  
سعی کرتے تھے وہ تجارت کی موجوں کو جرمنی کی طرف لیجاتے تھے اور  
ادھر سے مختلف ملکوں میں ارسال کرتے تھے۔ سینٹ گوٹھر ڈٹیل (نام گرجا)  
کی تعمیر اور شہر جنوا اور بحر جنوبی میں نئی تجارت کی کارروائی میں ہی وہ شریک  
تھے۔

پانچ چہ برس پہلے نئی آبادی کیے بڑے بڑے کاموں کے صدر مقام بنی  
جرمنی کے دفعتاً آجیلے سے تمام یورپین ممالک حیرت اور فکر میں پڑ گئے  
مرتے وقت آٹری یہ کہہ گئے تھے کہ اگر نوائس اپنے لشکر کا جاہ چشم بھرا لایا جاتا  
تو وہ کسی اور جگہ نو آبادی قائم کرے کیونکہ یورپ میں کوئی جگہ نہیں رہی

اس دھچپ اور محک کلام نے فرانس پر ایسا اثر کیا کہ وہ ادویقت سے شمالی  
 افریقہ میں سکونت اختیار کرنے لگا اور اب تو چین میں ہی اوسنے قدم جما یا ہر  
 انگلنڈ اپنے ہمایون اور دوستوں کی برخطر حال کی سبب گلیا جو فرانس کے ساتھ  
 صدر کھنے کے باعث ایک بڑی آفت اوسپر آنے والی تھی۔ اٹالی اور اسپین نے  
 بھی اپنی محدود سلطنت پر نفاذ نہ کر کے سمندر کے اوس طرف فتح حاصل کرنیکی  
 خوشی میں افریقہ کی زمین پر حرص کی نظر ڈالی۔ روس نے وسط ایشیا کے  
 میدان سے گذر کر ہندوستان کے پہاٹک کے قریب تک نہایت دشت کے  
 ساتھ اپنا علم بلند کیا۔ آسٹریا نے عمدہ چیزیں حاصل کرنے کی غرض سے بحیرہ ار  
 مین اپنی طاقت صرف کی۔ اس عرصے میں جرمنی جو آہستہ اور تصفیہ طور سے  
 بڑا لشکر جمع کر رہی تھی اوجب دیکھا کہ استعمال کے قابل ہو گیا ہے تو نو آبادیوں  
 کی طرف اپنا قدم بڑھانے لگی اور پہلے سے یہ تصفیہ کر دیا کہ افریقہ کا کوئی  
 حصہ بھی فتح کرنا چاہئے۔

جرمنی اور روس یورپ کی بڑی سلطنتیں ہیں وہ پولیٹیکل معاملات  
 میں اپنی آبائی اور پرانی ناقص تدبیرون کے پیرو نہیں ہیں بلکہ حال  
 کے عقلندون اور تجربہ کاروں کی رائے پر چلتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ  
 یہ تو میں اکثر اوقات کہتی ہوگی کہ ہمارے ارادے چند اراکین سلطنت کے  
 و مانعوں میں سائے ہوئے ہیں۔ ان دونوں ملکوں کے باشندے شخصی

سلطنت کی پابندی کے سخت مخالف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ شخصی رائے سے بے انصافی زیادہ ہوتی ہے اور صد ہا لوگوں کو بہت تکلیف اور نقصان پہونچتا ہے۔ جرمنی میں فرقہ سوشل ازم ایک جھوٹا مدعی تہذیب۔ ناخواندہ اور خفناک گروہ سلطنت جمہوری کو پسند کرتا ہے۔ روس میں فرقہ نل ازم ایک نہایت قوی اور مفید گروہ ہے جو خند توں کو کھود کر اور اوس میں باروت بھر کر اوڑا دینے سے یا خنجر ہاتھ میں لینے اور مکان ٹوڑ کر گھر میں گھس جانے کو یا جنگوں اور تنہائی کے مقاموں میں مجلسوں کو منہدم کر کے ارکان سلطنت کو نقصان پہونچانے سے اور علامہ اسکے اپنے بہت سے ناشائستہ اور نامہذب افعال کے ذریعے سے جمہوری سلطنت کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ فرقہ نل ازم کے نہایت ہولناک اصول جو تباہ کنندہ نئے خیال میں آسکتے ہیں وہ اصول تمدن کو برباد کرنے والے اور اسکی عوض میں کسی قسم کی بھلائی کے قیام نہ کرنے والے ہیں اس فرقے کا کام محض تباہ و غارت کرنا ہے یہ سب باتیں روس کی جابرانہ و ظالمانہ حکومت کے نتائج ہیں۔

جرمنی کا شہنشاہ قائلوں کے ہاتھ سے پگھلیا اگرچہ بڑے جوش کے اوپر شواثر حملے ہوئے جنہوں نے بالآخر شہنشاہ روس کو قبر میں داعی آرام کرنے پر مجبور کیا۔ لیکن زار روس فرقہ نلٹ کے ہاتھ سے مارا گیا باوجودیکہ تباہک بظاہر کامل قوت رکھتے تھے اونکا یہ مقولہ تھا کہ میں ایک

کوہ آتش فشان پر چل رہا ہوں مگر نہیں جانتا کہ یہ کب پہنے گا اور مجھ کو ہلاک کرے گا۔

اگر لہارک اس دنیا میں بہت زیادہ بڑھے ہو کر انتقال کرینگے تو کئی عجیب باتیں جو اب یورپ میں صرف خیال کیجاتی ہیں بالمشافہ دیکھ لیتے ہیں بہت سے لوگ جو اس وقت سلطنت ہولنڈ اور سوٹ زلنڈ کو سلطنت جرمنی کے تابع ہونا محال سمجھتے ہیں وہ لہارک کی دانشمندی سے کوئی دن تکمیل شدہ نہیں جب کہ لہارک نے نہایت جرات اور استقلال کے ساتھ برلن کو حکومت کا مرکز بنایا۔ پھر یورپ کے نقشے کو توڑا سا بدلتا کچھ شکل نہیں ہے۔ گذشتہ نصف صدی میں یورپ کے نقشے میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ علاوہ برلن (دو) اور (لو) کی حکمت عملی میں لہارک کو بڑا کمال تھا۔ چانچہ کانگو کا فرانس میں اوسے اپنے سخت ترین دشمن کو ممالیا اور اوان کے مل جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی دانت میں اس توحد کو نافذ غلط سمجھا تھا۔ پس اگر وہ چھوٹے چھوٹے ممالک پر حملہ کرنا چاہتے ہو جن سے سلسلہ لگے تو اوسکو مقرر زمین کے سہ بند کرنے کے لئے بہت رشوت مل سکتی ہے۔ شہر و زن کے دیوان خاص میں اور برلن کی پارلیمنٹ میں وہ کیسے بغیر دست نہیں ہوتے تھے مگر جب وہ دیکھتے کہ سمجھانے سے کوئی نہیں سمجھتے ہیں تو وہ مخالفین کو متحرک اور اذیت دیتے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اگر یورپ کو نظر احاطی لوٹا۔ یہ مضمون پرنس ہلر کی وزارتِ علم سے علیحدہ کیے بغیر ہے۔

ساتھ دیکھیں تو یورپ خوف ورجا کے درمیان میں ہر ایک سے جنگ کر نیکا  
 بڑا احبابان ہے مگر جب کسی زیادہ بہادر اور مستقل دیکھتا ہے تو فوراً اس کا  
 فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ پرنس ہبارک اپنی ذاتی محنت اور ذاتی ہتھیاری  
 سے جرمنی کو اس درجہ پر لایا کہ پہلے کی نسبت اب اس کو سب لوگ زیادہ  
 عزت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ انہوں نے افریقہ میں نو آبادی قائم کرنے  
 پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ مصر کے متعلق اہم امور میں ثالث بنا اور جب تک اچھا  
 نے مصر کو جرمنی کی رائے پر نہیں چھوڑا چین نہیں ہوئی معاملات مشرقی  
 کی نسبت اگر کوئی شخص مجاز گفتگو ہے تو صرف جرمنی اور یہ وہی ملک ہے  
 جسے لوگ بیس برس پہلے تیسرے درجے، طاقت سمجھتے تھے اور اسم معا  
 میں رائے دشواری کے قابل نہ سمجھتے تھے وہی ملک اب سب سے مقدم اور اعلیٰ  
 رائے عقل کل سمجھی جاتی ہے۔

راقم

حن

## ۱ اشتہار

### کانپور کا قدرتی جوہر چٹھہ کی دباؤ سامان کی تیاری

جیسا کہ تمام ہندوستان میں صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہے کہ شیل و لایت کو چٹھہ کی دباؤت و اسباب کی تیاری میں اپنا نظیری نہیں رکھتا۔ ایسا ہی اس دوکان کو پی سامان کی تیاری کی خصوصیت حاصل ہے یعنی کوئی چیز جبکہ اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہے بالکل اعلیٰ درجہ کے چٹھے و پیرزوں کے ساتھ نہایت پائیداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہے اور تمام وکمال ولایتی اوزاروں سے وہ نہایت موثر کارگر کے سے کام لیا جاتا ہے اسکا ہی اور الحاظ رہتا ہے کہ جس جس مقام کا چٹھہ جانور کے جسم کا ناقص و کمزور و پتلا ہوتا ہے برگزین رکھا جاتا ہے بلکہ بلا خیال کہ فی نقصان کے نکال کر ہینکدیا جاتا ہے اور ایسے ہی سلائی ہی کسی پرزہ پرست کی نہیں ہوئی پاتی بلکہ تڑپ کی پس جن صاحب کو ضرورت کسی سامان چرمی کی ہو بفضل فہرست اردو یا انگریزے کارخانہ مذاکی طلب فرما کر طلب فرماوین اور ایک ہی اڈرین کارخانہ کی معاملت کا حسن بیع معلوم فرماوین نقطہ

رستم

کرم اہی سوداگر - مچھلے بازار کانپور

## استہار

ازمودہ سحی اور نہایت مفید ادویہ

مفضلہ دلی مجربات ۱۴ سال سے جاری ہیں جنکے مفید ہونیکے ثبوت میں صد ہا خطوط ہر ایک علاقہ ملک ہندوستان کی موجود اور باہر روزمرہ کار ہی ہیں فائدہ عام کیلئے شہر کھپاتی ہیں قیمت رفاه عام کے خیال سے استدر کم رکھی گئی ہو کر امیر و غریب برابر فائدہ اٹھا دیں۔ **حبوب خیلوی** اکیر کے نصف دانہ و بعد و بعد نصف شانہ۔ نامردی باہ وغیرہ طبع کی طاقت حافظہ ٹرانے اور طاقت دماغی کو قائم رکھنے کیلئے نہایت مفید ہیں کس ۸۸ گولی پر۔ **روح حلالہ** اکیر کے استی نامردی جلوی وغیرہ شیشی کا جو حر عیشہ تریاق برائے امراض تشنگ و روعضا و زوالہ نشانہ خارش پوٹا پھنسی سفادات خون غیر شیشی کا **حبوب خیلوی** اکیر کے تاب تلی خرابی حکم وغیرہ اول ہی روز کے استعمال سے قبض رفع ہو کر ہو کر شروع ہوئی ہے کس ۸۸ گولی پر۔ **خچہ خچہ** قاپ عرق اس مرض موزی کیلئے اکیر کے ایک دانہ سے ۴ یا ۶ مرین صحت یاب بہت ہیں شیشی ۱۲ جو حر جافہ سوزناٹ و قرحہ عماد ۳۶ گھنٹہ کے اندر در جلین سپ پشاپ کا قطرہ قطرہ آنا دوسرے ہو جاتا ہے شیشی کا پیکٹورل ہام اکیر کے اکہانی تر و خشک نزد کلم و نہ موتیا وغیرہ شیشی کا فیو و دوسرے دانہ عادت امون چنڈ و فیو شیشی وغیرہ صرف نباتات سے تیار کیا کر کسی قسم کی کوئی شیشی یا زہر کی ملاوٹ نہیں اور نہ طبیعت میں کووری یا کالانی بد لطیفی ہوتی ہے قیمت فی شیشی عمیر تین شیشی ۱۵۔ **سقوط درد مس**۔ کسی قسم کی مہرہ یا ہ اسٹ میں فیض خدا و رہو جاتا ہے قیمت ۵ پوڑیہ عمیر فیو جن کا **باڈی گاڈ**۔ اکیر کے ہینڈ۔ بیجمنی۔ در و نیم وغیرہ شیشی عمیر حب لو اسیلو اکیر کے پو اسیلو ہو یا دوی خدا و خدا کے فضل و کرم سے دور ہو جاتی ہو۔ کس سے۔

(محقق ذاک و مہر خوار)

**دیکھو تازہ شہادت** از مقام حسن ملک میر ۲۳ جون ۱۳۱۷

جناب سدا میر حسن صاحب تحریروں زماہین۔ جب بیجمنی کی تو آجکے ہر جگہ تعریف ہو چاہیے تارکے ذریعہ شکر اس گئی ہیں دیا دیکھ کیا لکھن۔ **سقوط درد مس**۔ پنچا دھنڈہ کو دوسرے وقت شدت درد میں تسکین کا لہجہ بولی خدا کا اپ کو سلامت رکھے۔

علاوہ انکے ہر قسم کی دوائے انگریزی کفایت باقی ہے

## المشہر

فیروز الدین سدا میر ادویات انگریزی۔ ہال بازار امرتسر پنجاب۔ + +

عج ہزار بن میں سے کے دو ملتی ہو صاف وہ صاف کہ آئینہ نما ملتی ہو  
دل چپاتا ہے دو کوئی طعاف کا اثر دیکھنے ہی سے رفیق کو گنا ملتی ہو

حمد ثنا اوست سانی مطلق کو ترلا وہ کہ جسے اپنی قدرت کا مدد اس انسان ضعیف الزیاد کو سچائی عطا کی اور مدد و سلام او کے  
 چھیننے یا پر جسے مریدان مفسد انگ شریعت اسلام کا کھمبہ بخشی۔ اے بعد۔ بڑا خاص عالم پر روشن ہو کہ جلداریہ دو خانہ فی زمانہ  
 معدن و مخزن ادویہ معروضہ و مرکبہ ہر حصہ گیارہ سال تک آئے اس شہر میں جاری اس کی ترقی اور باریا موجود ہر مہارت  
 و تجربہ کامل لکچر پنجرہ کفایت و امتیاز و صفائی میں لائے جانے جاری دیکھ پرندہ ہاؤس اسٹریٹ متعدد قدر دانوں کی دلیل و اگرچہ  
 اب یہ دو خانہ ایسا شہسوار کہ شہر کی کچھ طبیعت نہیں مگر بعض اسکے ساؤنڈ و رائے ویاور بشر اندرون و بیرون بلکہ ہر وقت ضرورت  
 نہ ہونے شہر کی گلیا اگر کسی صاحب کو کسی قسم کی ادویہ مرکبہ کی تیاری اس دو خانہ سے نہ نظر ہو تو بشریت میں کی تجویز دھوکے کی تیار ہو کہ  
 ملکتی ہو کہ گویا جان بیزبانت کو کوئی آشیاء اس خانہ سے مطلوب ہو تو متروک خانہ کے نام نہ لے لیجھا کہ تائب طلب فرما دین اور بس پٹاک  
 یہ بھی یہاں سے ہی لیکن نام و تمام کمزور مصلح و واضح کہنا چاہئے اعلان **حصہ اول** کے جاری ہونے کے خوردار و نکو و دو خانہ کی علامت غیر ملاحظہ  
 معائنہ کر لیا جائے کہ وہ کونسا ہو بلکہ ہر کدہ عرف ادویہ علامت دو خانہ قبول ہو چکے کہ یہ جاتا ہے ایسا سے ضروری اس خانہ سے ہر  
 علاج معالجہ تجویز ہو سکتا ہے اگر کوئی صاحبان اخرون و بیرون کو ضرورت ہو تو حکیم میرزا خان صاحب دیکھو خود رجوع ہو میں یا کسی غیر  
 طلب فرما دین لیکن موافق و موافقت فیض نبی ہوگی **المستخلص** محمد میرزا خان دیکھو تمام دوا دارانہ مختلف حکیم میرزا خان صاحب حیدر کوٹ

باز اے بیابان متصل کوٹھی زرتینے۔ مجرب و آزمودہ شرطیہ و دوائین

[illegible]



عرق ماہی الخلیج منجھ و مولفین مصنفی دو اعلیٰ صنف جگر دلی و داغ و مدد و در دسترات ملی مع مصلحتی غریبی قیاس ہر ہندو  
 بیاعدگی تا یاجن تھو فلیج رشتہ (فی قول کا تین قول سے کم نہیں) روغن انجھار - نا سوہکند تا کوکا سراج خازن پر  
 پکڑنے غول کے کافی کہانی قیاس ہر خیر و خیر کو مہلک و مہلک ہے - (۲۰۰۰ کا)

رسالہ اولیٰ انگ سونڈک - رسالہ ہندیہ - رسالہ لوباسیر - نوات رسکات رسار مافط - صحت سالانہ  
 ۱۰ ۹ ۱۱ ۱۲

## المشتہر

زبدۃ العلماء ڈاکٹر غلام نبی اویٹر رسالہ مافطمت لاہور

# اشتہار اردو انشا پر داری کی تحصیل

ملک مغربی و پنجاب و اوہو مین روز بروز انگریزی علم ادب کی تقلید پر اردو زبان کی انشا پر داری کی رواج ہوتا جا  
 رہا ہے اور آئندہ اور زیادہ ہوگا جیسے اسکے واسطے استدراک کے موافق اسباب و مصالح تیار کرنے کا ارادہ کیا ہو ابتدا و اسکی  
 اسطرح ہر کہ علم انشا پر داری کے قواعد بالترتیب مجاہد آسان و مشکل بکار آمدہ و سود مند ہونیکے چار حصوں میں لکھے ہیں جنہیں سے  
 دو چھپ گئے اسکا نام سادی الافاضل حصہ اول و دوم ہم اکی کیفیت آتہا مذیل سے معلوم ہوگی - اور آرا بہر ہند اہل اسلام اہل توحید  
 کیونکہ نہ تو نہ کا سلا کو کر کے انہیں سے نو دوسرے قسم کے مضامین دہائی تین ہزار کے تریب انتخاب کئے انہیں سے مضامین  
 اخلاق اول اسلئے چاہے ہیں کہ آجکل مدرسوں میں علم اخلاق کی تعلیم کا بڑا چارچا ہو رہا ہو انہیں سے دو حصے چھپ گئے  
 اور تیسرا حصہ چھپ رہا ہے - باقی اور قسم کے مضامین بھی اسی ترتیب سے چھاپے جائینگے اب جو کتابیں چھپ کر تیار  
 ہو گئی ہیں انکا اشتہار جدا جدا چھاپا جاتا ہے - محمد ذکار اللہ

## مصول ۱۰

## مکالم الاخلاق

## قیمت ۱۲

ہدایت مستند و مقبول علم و دہرہ کی علم اخلاق کی میں علی غازی کتاب نے انتخاب کر کے ۲۳۶ مضامین اخلاق گیارہ  
 دہائیوں میں لکھے ہیں اور ایک باب میں دس مضامین متفرق لکھے ہیں - باب اول سے مفاہم کے کی قدرت کاملہ  
 اور کثرت باطن اور اسکا فضل و کرم جانان پر ہے معلوم ہوتا ہے - باب دوم سے ہندو اخلاق کے اصول  
 باب سوم سے علم عمل و عقل کی کیفیت - باب چہارم سے رکھنے کے مکالمات - باب پنجم سے عشق و محبت باب ششم

گناہ و توبہ کا حال باب ہفتم سے دنیا اور بت دنیا کی کیفیات باب ہشتم سے معاملات دنیا کے حالات باب نہم سے نوائل  
و فضائل اخلاق۔ باب دہم سے وقت۔ عمر۔ موت کا حال۔ باب دہم سے حکایات۔ کل اس کتاب کے ۳۶۶  
صفحہ ہیں قیمت ۱۲/ محمد عطار اللہ دہلی چیلون کا کوچہ۔

## قیمت ۶/ تہذیب الاخلاق

زمانہ دراز گذر اگر شہنشاہ چین کو جب یہ معلوم ہوا کہ ملک ثبت میں لاما گرو کے مندر میں ایک کتب خانہ ہے  
جہاں نہایت مقدس قدیمی کتابیں سنسکرت کی موجود ہیں۔ اسکو لکنا بون کا اشتیاق پیدا ہوا اسنے  
راما گرو کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ میں حکیم کے فوکو پتھا ہوں آپ عنایت فرما کہ اسکو میرے کتب خانہ  
احاطت دینے کے فوکو پتھا سال کی تھی۔ وہ نہایت وحج اور فصیح اور صاحب علم تھا وہ یہاں نہایت بزرگ  
و اقسام سے آیا اور مندر میں بہت کچھ پڑھایا۔ اور کتب خانہ کی کتابوں کو چہ مہینہ تک مطالعہ کیا اس مطالعہ پر  
اسکی بڑی امداد ایک فاضل نے ہی لاما گرو کی طرف کی اسنے بہت سے مضامین انتخاب کر کے نقل کئے اور ہر انکو چہ  
یہاں کر اپنی زبان میں ترجمہ کئے۔ اس ترجمہ کو اہل چین بڑے ذوق شوق سے پڑھتے تھے۔ انکا ترجمہ  
زبان میں ہو رہا ہے۔ میں نے اب تک زیادہ تر مضامین اسی کتاب سے لکھے ہیں۔ پھر میں نے رامین کو پڑھا  
حصہ اسکا اخلاق کے مضمون سے شغلق تھا اسکو انتخاب کیا۔ جناب سر جان میور صاحب نے کتاب بہا بہار  
اور اور تشند کتاب نے اخلاق کے مضامین انتخاب کر کے انگریزی زبان میں نظم وثر میں ترجمہ کئے ہیں  
اون میں سے بھی بہت سے مضامین انتخاب کئے۔ راجہ بہر تری کے لکھے کے مضامین ہی انگریزی میں  
کئے ہیں غرض اسطر سے یہ مجموعہ ۱۱ مضامین اخلاق اور اہم۔ اور مضامین تہذیب کا یہ ہے۔

## قیمت ۸/ مبادی الانشا اول

۱) کا غلات امتحان لکھنے کے قواعد جنکے پابند ہونے سالانہ طالب علم کی خبر کم ہوتے ہیں یا نہیں ہر طالب علم کو  
کی توفیق و موضوع۔ انشا پر دراز لکھنے کو جسے مضامین اور اسباب لازمی و ضروری ہیں اور انہیں سے ان مدارس کے معلمین اور  
بستلہ کے لئے کہاں تک محدود ہیں اور کہاں تک وہ انکے لئے مہیا ہونے چاہئے کن کن باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے  
کے لئے اکی استعداد اور لیاقت کا اظہار بھی طرح ہر اور انکادقت ضایع نہ ہوجائے (۳) جب حرف و خط کی تعلیم  
آغاز ہواں کے قواعد کی مشق کی طرز کیا اختیار کیا جائے کہ جسے اکی انشا کا کے اشتقاق کے طریقے اور عبادت کی

(جسکو ترجمہ کرنا کہتے ہیں) قواعد جنہ کے طالب علم کو اور ذکی نظم و شعر کا بیان کرنا اپنی عبارت میں اس طرح آجائے کہ عبارت بدجائے اور مضمون میں فرق نہ آئے (۵) خطوط لازمی کے آئین و قوانین و طرز و روش عبارت (۶) مضامین بیانہ کے قواعد جنہ کے طالب علم کو ایسے مضامین لکھنے آئیں کہ جنہیں کسی لکھنے کے حالات بیان ہوں (۷) مضامین تاریخیہ کے قواعد جنہ کے طالب علم کو تاریخی واقعات اور ان کے اسباب نتائج کا بیان کرنا آئے (۸) مضامین استدلالیہ کے قواعد جنہ وہ مضامین لکھنے آئیں کہ جنہیں دلائل مستطیع اور براہین حکمیہ سے کام لے کر ثابت ہو سکے اور کسی امر کی نسبت دلائل ساقی و مخالف کو یکجا کر کے نتائج نکال جائیں

**قیادت** مبادی الافشا حصہ دوم **محصول**

(۱) تمہید میں انش پر دین کی توفیق و طرز اسے سخن کا بیان (۲) علم معانی کا بیان جس قدر اردو زبان سے متعلق ہے (۳) علم بدیع کا بیان ایک نئے طرز سے لکھا ہے کہ مضامین و بدایع کو کیونکر کام میں لانا چاہیے۔ مضامین جو شعر میں وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنے چاہئیں۔ اور بعض مضامین جدید لکھے ہیں۔

(۴) قوت بیانہ و قوت ہم سخن کیونکر ڈھیتی ہے (۵) مذاق سخن و اتہزاز سخن کا بیان اور کتنا چمکے پڑنے لگنے بدایتیں کو کیونکر پڑنا چاہئے اور ان کے بڑے پتلے پر لکھنے کے طریقے مضامین تاریخیہ و بیانہ و استدلالیہ کی مثالیں لکھی ہیں (۶) ادضاع و اطوار لکھنے کے مظاہر قدرت و بیخو کے عمل و آثار و پیداوار کے بیان کرنے کے لمضائل و اخلاق بیان کر سکے قواعد لکھے ہیں اور ان کی توفیق مضامین لکھ کر کی ہے (۷) آدینہ کی یادگار لکھنے کے اپنے حال لکھنے کے دوست و اغا معور اور کسی پیشہ و شہر کے حال لکھنے کے قواعد (۸) ہجو و طراقت کے مضامین لکھنے کے طریقے ہر ایک قاعدے کے ساتھ کی گئی مثالیں لکھی ہیں غرض ان دونوں حصوں کے پڑھنے سے اصول و ثانیہ پر داری سے نڈل لکھ کر سکے طالب علم کو ایسی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ جواب مضمون آسان آسان جیسے اپنے استخوان میں آتے ہیں باقاعدہ لکھ سکیں گے۔

## طریقہ پرورش اطفال

ڈاکٹر کنگکم کی مفید اور دلچسپ کتاب ترجمہ ڈاکٹر امی بورڈمین ایم ڈی قیمت

## زراعت دکن

عملی اور اصولی طریقہ زراعت نہایت واضح اور مفید معنفہ عالی جناب نواب  
عماد نواز جنگ بہادر - اس کتاب کی سرکار نظام نے ہر اہ قدر دانی صد ہا جلدین  
مزید فرمائیں - قیمت سے

# رسالہ احسن

یہ رسالہ حیدرآباد وکن سے ماہوار زیر سرپرستی و نگرانی عالی جناب نواب غلام نواز خان صاحب

نذر شائقین ہوتا ہے۔ اہل علم و صاحب مذاق و معلومات کی علمی و مالی عام قدر دان

کا رسالہ احسن پورے طور سے فخر کر سکتا ہے۔ نامی گرامی ادیب و صاحب معلومات

جو بے نظیر علمی اعانت اس رسالہ کو پہنچا رہے ہیں وہ حاجت بیان نہیں۔ شرح

چند حسب ذیل ہے۔

کلام دینی و انون سے

اصل قیمت

سال تمام

لکھ

۱۵

۱۲

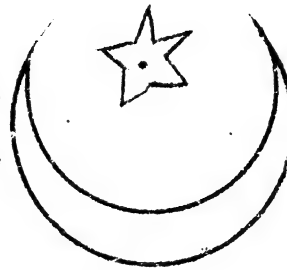
عمر

فی ماہ

جلد پنجم

حسن

نمب ۹



فَإِنَّ اللَّهَ يُؤْتِي كُلَّ شَيْءٍ حَكْمًا  
سَعَوْفِي الْأَرْضِ صَلَاحًا

أَعْيُنِي إِذَا أَحْسَنْتَ أَمْرًا  
وَأَنْتَ حُطَّاتٌ فَاتَوْنِي مُدَاخَا

بیت ماہِ شبر ۱۳۹۱

مضامین

از جناب شیخ محمد سرمد الدین احمد صاحب ماہنامہ

مسلمانوں کی ترقی اور طبعی انسا کی تاثیر

از علیہ العیاب نواب علاؤ الدین جنگ بیاد (۴۶)

قسط ظنیہ کے حالات

از علیہ العیاب نواب علاؤ الدین جنگ بیاد (۶۵)

ہندوؤں کی اصل اور تہذیب

حیدر آباد دکن

مطبع حسن بن جہا



## مسلمانوں کی ترقی اور طبعی اسباب کی تاثیر

جس وقت مسلمانوں کی قوم کی موجودہ جمالت اور تنزل کی حالت سے علم آوے  
 تہذیب میں ترقی کرنے اور ایشیا کی دوسری ممتاز اور مہذب قوموں سے ہم سہری  
 کرنے کے اسکان یا عدم اسکان کی بحث پیش آتی ہے تو بعض لوگ اس تمام بحث کا  
 خاتمہ ناقابل علاج طبعی اسباب پر کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے  
 ہندوستان میں آنے۔ غیر اقوام سے ملنے۔ اور اس سرزمین اور اسکی آب و ہوا  
 وغیرہ کے اثر سے یہ نتایج پیدا ہوئے ہیں۔ اور جب تک یہ حالات قائم رہیں گے  
 وہ نتایج ہی بدستور پیدا ہوتے رہیں گے۔ اس صورت میں مسلمانوں کی قوم کی ترقی  
 بجز اسکے کہ وہ ہندوستان کو چھوڑ جائے اور کچھ نہیں ہی۔ جو موت سے زیادہ آسان ہے  
 لیکن درحقیقت یہ خیال اور یہ قیاس اور نیز وہ دلائل جن پر کہ  
 یہ خیال مبنی کیا جاتا ہے بالکل غلط ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم کی  
 ترقی کی طرف سے ایک ایسی سخت مایوسی پیدا کی جائے۔ جس حال میں کہ ان کی



ترقی کے اسباب کا متیا کرنا ہماری دست رس کے اندر ہے۔ اور اونکی موجودہ تنزیل اور جہالت کے اسباب۔ مدلل اور معقول طور پر قابل علاج قرار دئے جاسکتے ہیں۔ لیکن تاہم ہم جانتے ہیں کہ بعض لوگوں کے اس خیال پر جو مسلمانوں کی ترقی کو ناممکن بنانے والا ہے۔ اور جسکو ہم طبعی اسباب کی تاثیر کے نام سے لکھتے ہیں بحث کی جائے اور جو غلطی ایسا خیال کرنے میں کیجائے ہو ظاہر کیجائی۔

علمائے یورپ میں سے بھی بعض عالموں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ مثلاً ہنزلی ٹامس کبل طبعی اسباب کی تاثیر کے مویدین میں سے ہیں۔ لیکن۔ مل۔ گوٹ۔ مانسکو اور ہیوم اسکے خلاف رائے رکھتے ہیں۔ ہیوم نے جو کچھ فیشل کیوکلو پر لکھا ہے وہ اس تمام مسئلہ کو سلجھارینے کے واسطے کافی ہے کیونکہ مسلمانوں کی ترقی کے متعلق جنہی شکایات ہیں وہ بلواؤں کے فیشل کیوکلو (یعنی قومی خصوصیت) کے ہو گئی ہیں۔

شر ہیوم لکھتے ہیں کہ ”طبعی اسباب کی نسبت میں اس امر میں متشبہ کرنے کی طرف مائل ہوں کہ اس امر (قومی خصوصیت) میں وہ مطلق کچھ اثر نہیں کرتا۔ اور نہ میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے مزاج طبعیت ذہانت کا

بہت سے دوستوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے گئے۔

- یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۰ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۱ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۲ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۳ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

- یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۴ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۵ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۶ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۷ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۸ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

- یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

۱۹ - یہ سب دوستوں کی فہم فہمی تھی۔

- پھر کچھ جتنا

[illegible]

بیتہ کو کھینچ کر اپنے پاس لے آیا اور اپنے ہاتھ سے اس کی آنکھوں پر دبا دیا۔

سے اور نہ کہ بہت سے ہندوؤں نے ان کے مذہب کو اپنا کر لیا ہے۔

ترتیب ذکر اینها در این ترتیب است - ترتیب اولی خود در

وہی ہے جو کہ

مستخرج من نسخة بخطه - في سنة ١٢٠٤ هـ

۱۵۹ - و در تیره های سیاه و سفید و زرد و قرمز و بنفش و ...

۱۲۹۰

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا نَالُوا لَوِ اتَّخَذَ النَّاسُ حِزْبًا لِّمِثْلِ قَوْمِ لُوطٍ لَّجَعَلْنَا الْوَادِيَّ يَنْفُورًا

۱۹۹۹

مجلس اول - در بیان احوال و حال

تاریخ و جغرافیة ایران

یہ سید بھی ہجرت میں تھا۔

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱



یہ یاد دہانک میں نہیں پائی جاسکتی گی۔ لیکن آب و ہوا کمین کی گرم یا سرد  
کی۔ اشیاء خوردنی میں اختلاف ہوگا اور زمین کمین کی زرخیز اور کمین کی  
اور ناقابل زراعت ہوگی تو اگر ہم ان ممالک کے ان اسباب کی نسبت  
فی کے مدارج کا اندازہ کرنے لگیں گے تو ایسے خیال کی غلطی صاف طور پر  
ہوگی۔ عرب میں عام طور پر ان پتے تینوں اسباب کی عمدگی کا کوئی اور نہیں  
ہے۔ وہاں۔ خوراک اور زمین میں سے ایک بھی ایسی چیز نہیں ہے جسکی حساب  
میان ہو سکے اور بکل صاحب نے وہاں کے نیچر کی عام خوبصورتی  
رہ کیلئے لیکن ان اسباب کا تعلق طبعی اسباب سے زیادہ اخلاقی ہے۔  
ہے۔ مگر اسی ایک آسمان کے خوبصورت ہونے کی دلیل پر انہوں نے  
لی۔ اور جیسا کہ چاہئے تھا اسکی معاونت میں اور دلیل لانے کی ضرورت  
ہے۔ اور فراہمی دولت کی شرط ترقی کے لازمی اسباب میں ظاہر کرنے کی  
یہ کہا ہے کہ اہل عرب جب تک غلے تھے ترقی کا راستہ اونپر بند رہا لیکن  
جی عیدے میں انہوں نے ایران کو اور آٹھویں صدی میں ہسپانیہ  
دولت ہندی حاصل کی جو ان کی ترقی کا باعث ہوئی۔ اس مقام پر  
ماحب کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ۔

”اگرچہ ترقی علم فراہمی دولت کو سہل بنا دیتی ہے مگر یہ امر“  
 ”یقینی ہے کہ سوسائٹی کی ابتدائی ترتیب میں ترقی علم سے“  
 ”پیش تر فراہمی دولت کا ہونا لازمی ہے..... ایک“  
 ”سوسائٹی کی ایسی حالت میں سب سے پہلا قدم جو اٹھایا“  
 ”جاسکتا ہے دولت کی فراہمی ہے۔ کیونکہ بغیر فراہمی“  
 ”کے فرصت نہیں حاصل ہو سکتی۔ اور بغیر فرصت کے“  
 ”کوئی علم نہیں حاصل کیا جاسکتا۔“

تو اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ علم کی طرف فراہمی دولت کے لئے جاتی ہے  
 تو فراہمی دولت کی طرف کون سی شے رہ نمونی کرتی ہے؟ اُن کی رائے میں  
 اس کا جواب بونن ممالک کی آب و ہوا کی خوبی اور خوردنی اشیاء کی عمدگی۔ زمین  
 کی زرخیزی اور آسمان وغیرہ کی خوبصورتی ہوگی۔ مگر دوسرا سوال یہ ہوگا کہ وہ آب و ہوا  
 خوراک اور زمین اُن ممالک میں اور وہ آسمان کی خوبصورتی عرب میں ہمیشہ سے  
 ویسی ہی تھی اور سوسائٹی کی وہ مرتب صورت صد ہا سال پیشتر سے پیدا ہو چکی  
 تھی تو اس زمانہ ترقی میں کس چیز نے اُن کی آب و ہوا۔ زمین اور خوراک وغیرہ میں  
 کوئی خصوصیت ایسی پیدا کی تھی جو حصول دولت کے سامانوں کی طرف اوٹھو

تحریک کرنے والی ہوئی ؟ اور وہ ترقی بر ملک میں ایک خاص حد تک پہنچاؤ نہیں اسباب اور دولت کی موجودگی میں رو بقاء کیون ہو گئی اور اون ترقی یا فتنہ اٹھانے میں ہی پھر وہی پستی اور جہالت پہیلگی اور تضاد اوصاف پیدا ہو گئے۔ یا صرف اسکی وجہ بتائی جائے کہ اونکی ترقی ایک مقام پر پہنچکر وہیں ٹھہر کیون گئی۔ ؟ اٹالین۔ حنند و متسانی۔ اہل مصر۔ اور۔ عرب۔ یہو ترقی کرنے کے بعد پھر جانل اور بے علم کیون دکھائی دیتے ہیں ؟ یونانیون کی عالمانہ بہادری حالانہ نبولی سے اور اونکی محنت شعاری۔ اور زہانت موجودہ کند ذہنی۔ اور کالہی سے تبدیل ہو گئی۔ چین کی ترقی اب تک وہیں ٹھہری ہوئی ہے جہانکہ اہل یورپ نے چند صدیان پیشتر اون سے واقف ہو کر معلوم کی تھی۔

طبعی اسباب سے طبع انسانی کے تاثر ہونے کا خیال اور بھی کمزور

معلوم ہوتا ہے جب کہ ہم فاضل **ہیوم** سے یہ واقعات سنتے ہیں کہ **ایلیٹ** سے تھینر چند روز کا راستہ تھا۔ لیکن اہل اتھینز اپنی نہر بندی۔ اخلاق اور خوش طبعی کے لئے مشہور تھے۔ اور اہل تھینز اپنی کاہلی بد اخلاقی۔ شرور و مین نامزد تھے۔

چین کی ترقی کو بیکل صاب نے وہان کی آب و ہوا کی بخوبی



سے منسوب کیا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ مصنف موصوف نہ جانتا ہو کہ چین کے کھڑکے  
باشندوں میں جب کہ عادات خصائل اور خیالات میں ایک نہایت فوری  
شابہت اور یکسانیت پائی جاتی ہے تو وہاں کے مختلف حصوں کے آب و ہوا  
بالکل مختلف ہے۔

پلوتارچ صاحب ذہن انسانی پر آب و ہوا کی عدم تاثیرات کے ثبوت میں  
بیان کرتے ہیں کہ پیلوی اس (لوگ) اہل ایتھنز سے بالکل مختلف لکڑ  
(خصوصیت عادات وغیرہ) رکھتے تھے۔ جن دونوں مقاموں میں کچا پیل کا مصل  
ہے۔ ہیوم صاحب کہتے ہیں کہ لینگوڈیشین اور گنلیس کن  
فرانس کے سبب خوش طبع لوگ ہیں لیکن پیری نڈر (کوہ) گزرتے ہی ہم اہل ایتھنز  
میں آجاتے ہیں (جو کوئی نسبت اور شبہت اپنے ہمایہ لوگوں سے نہیں رکھتے)  
یورپ کے یہودی اپنے ہمایہ اہل آرمینا سے مختلف لکڑ رکھتے ہیں جو ایشیائی  
کہلاتے ہیں۔ اپنے فریب و مکر کے لئے مشہور ہیں اور دوسرے اخلاق اور عہد انوی  
کے لئے۔ وہی فاضل کتابچہ کہ ترکوں کی ذہانت بہاؤ و سحر اور سنجیدگی اور ان کو  
اپنے جمہور کی۔ اور بزدل یونانیوں سے تمیز کر رہی ہے۔ جو ہن ماہک میں  
اہل سپانیہ۔ انگریزوں۔ اور فرانسیسیوں اور اہل ڈنمارک کی فتوحات نے ان کی  
ہیوم ان نیشنل لکڑ اور دیگر کتاب جی الگونی جلد اول صفحہ ۵۵۱ میں صاحب

نبتین اسپین ملا دی ہیں اور سالہا سال سے وہ مگر سر کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے عادات خصال اور خیالات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔

افغانستان زرخیز ملک ہے۔ زمین اور آب ہلو و لون اعلیٰ درجہ کے ہیں چنانچہ ہر درجہ طویل اپنی کتاب اور نیشنل ایکسپلوریٹس میں لکھتے ہیں کہ وہ انگریزی مزارعین کا بل اور فنڈ امریکی شاداب زراعت کو زمین تو انکو سخت تعجب ہوگا کہ ایک سال میں کئی مرتبہ فصل تیار ہوتی ہے اور زمین کی قوت بغیر نقصان کے قائم رکھی جاتی ہے، اگر انہیں شرایف پر حصر ہوتا تو افغانستان کو ہی ہم کسی مانے میں ترقی کرتا دیکھتے۔ مگر ہننے ان کے ہاتھ کو تلواریں کے قبضے سے آگے بڑھتا ہوا کبھی نہیں سنا۔

• امریکہ کی اسی آب و ہوا اسی زمین میں وہ انڈین رہتے تھے جو آجک و ایسے ہی ہیں لیکن یورپ کے مختلف ممالک کی نو آبادی اور مخلوط اقوام نے اسی زمین و آب و ہوا میں یہ عروج اور ترقی حاصل کی ہے۔ فاضل ہیوم بیان کرتے ہیں کہ یہی زمین اور آب و ہوا اسی زمین میں رہنے والے اہل روم کے صاف دلی نجات اور محبت آزادی دے گئے۔ نئے دیکھی تھی۔ آج اسی زمین اور آب و ہوا میں وہی اہل روم ہیں جو سکاتھیا اور اٹلانڈا طبعیت رکھنے کے لئے مشہور ہیں۔ انہیں اہل سپانیہ

کی تہذیب اور جنگ جوئی کے زمانہ میں دھوم تھی اور غیرت کا یہ عالم تھا کہ اون میں سے اگر کسیکے تہیاریا اہل روم یا چین لیتے تھے تو گھر میں گھسکر خودکشی کر لیتا تھا۔ آج اونکو جنگ کے لئے برانگیختہ کرنا ایک پہاڑ کے اوٹھالینے سے کچھ کم دشوار نہیں ہے۔ اہل **بلیویا** کی قدیم جہالت اور وحشت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کرایہ پر اور اجرت لیکر جنگ کرنے کیلئے چلے جاتے تھے۔ آج اونکی تہذیب اور شائستگی سے پوچھنا چاہئے کہ یہ فعل کیا تھا اور ان حاکمہ ملک کی آب و ہوا اور زمین نے کوئی ایسی تبدیلی نہیں پائی۔ وہ قوم جسکی تہذیب اور شائستگی کا آج دنیا میں گرم آواز ہے وہ ایک مخلوط اقوام کی نسل اسی طبرانیہ کی اسی آب و ہوا اور زمین پر ایک وحشی اور متعصب قوم کہلا کر رہنے والی تھی۔

فرانس۔ یونان۔ مصر۔ ایران۔ سپانیہ۔ روم۔ اور چین۔ ایک دوسرے سے

ملتی ہوئی آب و ہوا رکھتے ہیں تو **ہیوم** صاحب کی معتبر زبان سے سننا چاہئے کہ فرانیس۔ یونانی۔ مصری۔ اور ایرانی۔ خوش طبعی کے لئے مشہور تھے۔ اہل سپانیہ۔ ترک و چینی نجد کی اور تانت کے بھی۔ یونانی اور اہل روم تمام دیگر اقوام کو وحشی کہتے تھے اور یہ کہ ان کے جنوب میں معتدل آب و ہوا کے رہنے والے ہیں مگر یونان اور اٹلی کے علم اور جماعت کے یورپی اہل برطانیہ سے کچھ نسبت نہیں ہے جو منطقہ بارہ کے رہنے والے ہیں۔ اگر علامات اور خیالات آب و ہوا کا نتیجہ ہیں تو اہل **بلیویا** کی قدیم حالت وسط ایشیا کے ترکستان سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مگر اول الذکر قوم کو جو ترقی نصیب ہوئی ہے وہ دنیا کی گذشتہ قوموں

مین اوسکے نام کے ساتھ کمین نہیں پائی جاتی۔ اور ترکستانی اب تک اوسی دشت اور لہت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

ہندوستان کی ایک ہی جیسی آب و ہوا مین یا اوسکے صوبوں۔ ضلع یا قصبات کی ایک ہی جیسی آب و ہوا۔ زمین خوراک اور آسمان کے تلے رہنے والی مختلف اقوام کی عادات۔ خیالات۔ اوضاع۔ اطوار اور خصائل مین جو مین جھٹکا ہے اوسپر غور کرنے سے اس خیال کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

اسطرح ہم خوراک پر بھی نگاہ ڈال سکتے ہیں۔ یونانی مکھا گوشت خواری کے مخالف تھے۔ **فیڈاغورس**۔ **افلاطون** اور اونسکے پیرو گوشت نہیں کھاتے تھے۔ یہ حال ہندی حکما کا تھا برہمن گوشت نہیں کھاتے تھے۔

گوتم بدھ گوشت خواری کا یہاں تک مخالف تھا کہ اوسنے جانوروں کی قربانی بھی ناجائز قرار دی تھی۔ اوسکے مذہب مین یہ ایک ایسی بات تھی جو دنیا کے تمام بر

مذہب کے خلاف تھی۔ ایرانی۔ مصری۔ اہل روم۔ سب گوشت کھاتے تھے

اس زمانہ کی مذہب اقوام گوشت خور ہیں۔ گوشت اور نباتات کے اقسام تک بحث کو بڑا نا بے فائدہ ہوگا۔ گوہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر حیوانی گوشت کھانیوالوں کے دنیا مین قصے ہیں تو پچھلی کہانے والے ہی ویسا ہی نام پانچکے ہیں۔ سبز نباتات

کھانے والے اگر حکیم کہلا گئے ہیں تو کجورین کہانے والے ہی علم شائستگی اور تہذیب کا عظیم نشان آفتاب جگر دنیا پر اپنی روشنی پھیلا گئے ہیں۔

اگر اس سے زیادہ اشغال کی ضرورت ہوتی تو ہمارا ذخیرہ غیر کتنی نہ ہوتا۔ مگر جب ہم کو یہ بیان کرنا باقی ہے کہ اگر قومی خاقین ان اسباب سے نہیں پیدا ہونے تو وہ کمن۔ یہ پیدا ہوتی ہیں تو ہم اس سے زیادہ طول کی ضرورت نہیں دیکھتے۔

دنیا کے مختلف ممالک کو علمی ترقی کا باعث کیلئے ہوئی ہے اس سوال کا پہلے فیصلہ ہونا چاہئے۔ ایک مختصر جواب اس سوال کا یہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ

جو باطنی یا خارجی اسباب سے اونکے دلون میں آئی۔ ان اسباب کے قسم کی تشریح

ہم آئندہ صفحوں میں کریں گے۔ انسانی فیچر سب زمانوں میں اور سب جگہ ایک سان پائی گئی ہے۔ پروفیسر مکسلی اور غور فاضل بکل اسکی شہادت دینے کو تیار ہیں اگرچہ اس شہادت کا منبع بھی ہو کہ

### لا بتدیل الخلق اللہ

انسانی فطرت ایران میں۔ ہندوستان میں۔ مصر میں۔ یونان میں۔ عرب  
اٹلی میں اور امریکہ میں۔ وسط ایشیا۔ چین اور وسط افریقہ میں۔ روس کے  
تہال میں۔ خط استوا پر اور قطبے ممالک کے برائے نام انسانوں میں یکساں پائی گئی

ہے اور پائی جائے گی۔ ہندوستان میں گوتم بدلا تھا ہے تو بدھا کی جان کے دشمن ہی ساتھ ہی ملتے ہیں۔ یونان میں اگر مستقراط تھا ہے تو اسکونہر کا پیلا پلانے والے ہی اسی یونان میں ملتے ہیں۔ مصر میں حضرت موسیٰ اور فرعون ایک جا ملتے ہیں۔ حضرت یسے کے ساتھ اسکودار پر کھینچے والے ہی موجود تھے۔ جہاں وہ دنیا کا عظیم الشان مجس اور نوع انسان کا اخروی انتخاب تھا وہیں اوسکی جان کے دشمن اوسکے خون کے پیاسے۔ اوسکے سر کے لئے سلطنت انعام رکھنے والے۔ دنیا کی جہاں اور وحشت کے سب سے بڑے ہوئے نمونے بھی موجود تھے۔ جس یورپ کے رہنے والے ہسپانیہ میں مسلمانوں کے بیت العلوم میں تعلیم پانے کے لئے آتے تھے اسی یورپ کے رہنے والے اوکلی نسبت کفر اور قوم سے خارج کر دینے کا فتوے دینے کو تیار رہتے تھے۔ انہیں واقعات کی تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کی ترقی کے ابتدائی اسباب کیا تھے۔ اور چونکہ یہ واقعات مشہور ترین واقعات ہیں سے ہیں اوسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

اب میں مختصر ذکر اس امر کا کروں گا کہ دنیا کی قوموں میں سے بہ لحاظ اور تقسیم کے جو مختلف النسل ہونے کی بنا پر دس یا ساٹھ یا تین بڑے حصوں میں بکلی گئی ہے انہیں قوم کے ساتھ نظر آتا کوئی خاص رعایت کی گئی ہے۔ نیز یہ امر کہ

آیا مخلوط النسل ہونے سے کوئی خاص اثر کس قوم کے اندرونی حالات پر واقع ہو سکتا ہے۔

ایک تقسیم کے لحاظ سے دنیا کی تین بڑی قومیں ایوین - سمٹیک

اور لورڈین ہین - ہندوستان - ایران - یونان - اٹلی - جرمنی اور انگلستان کے باشندے ایرین قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن یہ اوس ایک آریا قوم کی نسل ہیں جو وسط ایشیا سے نکلا کر یورپ اور ایشیا کے ان مختلف ممالک میں پھیل کر آباد ہو گئیں۔ اپری - عرب - اور فوٹیشیان - سمٹیک قوم سے علاقہ رکھتی ہیں۔ لیکن مغربی ایشیا - افریقہ اور یورپ کے باقی جنوبی اور مغربی ممالک کے باشندے جو ایوین قوم کی ایک ہی شریک قوم کی نسل سے تھے باقی اقوام - شمالی مغربی یورپ اور وسطی مشرقی اور شمالی ایشیا کی اوس سب سے بڑی قوم کی نسل سے ہیں جو لورڈین کہلاتی ہے۔

اب جبکہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ آیا فطرتاً کوئی خاص رعایت ان اقوام میں سے کسی ایک قوم کے ساتھ لگی ہے۔ تو ہم انکے گذشتہ تواریخی مشہور واقعات اور انکے نتائج پر نظر دالتے ہیں۔ لیکن ان تینوں قوموں میں سے کوئی ایسی قوم ہی ہے جسے بمقابلہ ایک دوسری قوم کے ترقی نہ کی ہو یا ہم یہ کہتے ہیں کہ ایسا ہے۔

ایورپین قوم کے افراد کو جب ہم مختلف زمانوں میں ترقی کرتا ہوا پاتے ہیں تو  
 ڈیٹلک قومیں ہی اپنے زمانے میں ترقی کرنے والوں سے پیچھے نہیں رہیں ان کی  
 ترقی کی یادگاریں اب تک صفحہ ہستی پر موجود ہیں اور یہی حال تو دانیلین قوم  
 کا ہے۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان تینوں قوموں میں سے ہر ایک قوم نے اپنی  
 باری میں اپنی ہمایہ قوم کی تہذیب اور ترقی سے مدد لیکر ترقی کی ہے۔

لیڈز انلین قوم کے جس بڑے حصے نے ترقی کی ہے اور جبکی ترقی آج تک برقرار  
 ہے اسے ایورپین قوم کی اوس فرد کی تہذیب و ترقی سے مدد کی ہے جنہاں  
 کی مالک تھی اور سٹیمیک قوم نے بھی اپنی وقت میں جنوبی یورپ کے ایورپین  
 قوموں کی ترقی اور تہذیب سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور ان ایورپین قوم کے  
 افراد کی ترقی کا غرض آج ہمارے سامنے ہیں سٹیمیک قوم کا سینیہ ہی ہوا ہے۔ تو  
 ہم جب اسباب اور حالات کی مناسبت سے کیا ترقی سب قوموں کی نسلوں میں  
 ہوتی ہوئی پاتے ہیں تو یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نظراً کوئی خاص رعایت کسی  
 ایک قوم کے ساتھ نہیں کی گئی تھی اور اگر قرار بار ہی کہا جائے تو اوس قدر صحیح ہوگا  
 کہ مشترک نیچر انسانی ہر طبقہ اور ہر زمانے میں کیا پائی گئی ہے۔

ایک دوسری تقسیم نوع انسان کی بلحاظ اون کے نقوش صورت اور



خطا و خال کے پانچ بڑے حصوں میں کی گئی ہے اور ان کے نام کا کے سی ان  
یا اہل یورپ منگولین یا اہل ایشیا۔ اسی ایک یا افریقہ کے حبشی  
میلون اور انڈین یا اہل امریکہ یعنی امریکہ کے اصلی باشندے۔  
ان اقوام کو تشریح کے ساتھ ان ممالک اور خوارزمین تقسیم کیا گیا ہے جہاں وہ آباد ہیں  
مگر ہماری غرض ان سے اس قدر ہے کہ فریبا جہاں اقوام نے ان میں سے ترقی کی ہے  
جو باقی رہے ہیں ان کے لئے صاف طور پر اقرار کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان مریخ اسباب کے  
حاصل کرنے سے محروم رہے ہیں جو دوسروں نے حاصل کر لئے ہیں۔

مخلوط النسل ہونیکے سلسلہ پر فرارون ہیں جو گھبراہٹ میں پڑے ہوئے ہیں  
وہ حیوانی اجناس کی قسموں کی بحث کو درمیان لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گھوڑا  
اور گدھا ایک ہی جنس کی دو قسمیں ہیں مگر ان کے ملاپ سے سوچ پیدا ہوتا ہے جو ایک تیسری  
قسم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کتے کے اقسام کے ملاپ پر ایک کمرہ بحث کی جاتی ہے  
اور نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے کہ اسی طرح انسان کی مختلف اقوام کے ملاپ سے متغیر حال  
اقوام پیدا ہوتی ہیں۔ گویہ جیسے کمرہ اور بے اصل ہے۔ گھوڑے اور گدھے کو جن  
کتے والوں کو ”ہم جنس“ کی تعریف سے انکسار ہونا چاہئے۔ ہم جنس ان انواع  
حیوانی کو کہا جائے گا۔ جن کے ملاپ سے حیوان کی نچر بناوٹ میں کوئی نقص یا تغیر نہ پیدا

ہو۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ مادہ پھر میں **اووری** لینے بچہ جان نہیں ہوتا۔ اور نیز تمام حالات اعتدال سے گزر جاتے ہیں جو قدرتی بناوٹ کا ایک نقص اور نیز ہے لیکن اس بحث میں پُر خدا جانے ہم کیا کیا نہ بھول جائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسا میں انفرکٹ انواع کے ملاپ سے حیوانات مطلق میں ان کے اصل اوصاف ایک تیسرا راج پیدا کر دیتے ہیں تو کیا اس سے انسانی طبائع کے حالات پر کوئی حکم کیا جاسکتا ہے؟ مگر زمین محدود الاوصاف اور کم درجے کے حیوانات کو جہر نہانے میں اپنے اوصاف میں مکمل اور مکمل پائے جاتے ہیں جو ناقابل ترقی و تنزل ہیں اور کو غیر محدود و ترقی کرنے والے انسان اور بالکل مخالف اوصاف کے حیوان سے ملا کر گھبراہٹ میں ڈالنا ایک اور عجیب کی دلیل ہے۔

نباتات - حیوانات - اور - انسانی طبقہ میں جو فرق اس بارہ میں بلحاظ مارج تاثیر قائم کیا ہے اس پر غور کرنے سے مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔

انسان صرف اشرف المخلوقات نہیں بنایا

گیا - بلکہ مخدوم المخلوقات ہی بنایا گیا ہے۔

تمام نباتات اور حیوانات اس کے واسطے ہیں۔ زمین اومی کیلے بنائی گئی ہے

ہم اس کو تمام ممالک اور جہ آب و ہوا میں افریقہ اور امریکہ کے گرم ممالک سے لیکر گرین لینڈ کے قطبی ممالک تک بتا رہے ہیں۔ مگر یہ حال حیوانات مطلق اور نباتات کا نہیں ہے۔ حیوانات اکثر ممالک کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور انسان کی ضروریات کے لحاظ سے وہ خدمت کے لئے بنائے گئے ہیں۔ جو حیوان کہ انسان کے لئے نہایت کارآمد اور ضروری ہیں وہ ہی جلد ممالک میں زندگی بسر کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ مثلاً گھوڑا اور کتا اور بیل جو ہر ملک میں انسان کے ساتھ پایا جاتا ہے تمام کے معجز قطبی ممالک

میں پونچھ کے فائب ہو جاتے ہیں۔ مگر گھوڑے کا کام اور بعض ممالک مثلاً ایلینڈ میں ایک جانور **رینڈ میو** سے لیا جاتا ہے جو وہاں کی انسانی ضروریات کے لئے قدرت کی بخشش ہے اور بعض ممالک مثلاً **کسکٹکا** وغیرہ ایک دوسرے جانور پایا جاتا ہے جسکی مشابہت شکل کے لحاظ سے کتا کہتے ہیں۔ مگر اس کے اوپر کے عام کتوں سے مختلف ہیں وہ برفانی قطعات پر گاڑی کھینچنے کا کام دیتے ہیں۔ یہی حال نباتات کا ہے کہ اس کے اقسام ہی بعض گرم ممالک بعض سرد اور بعض معتدل میں پائے جاتے ہیں۔ بعض پیڑوں اور بعض وادیوں اور بعض فرخ سیدالون سے مخصوص ہیں۔ بعض تر زمین چاہتے ہیں۔ بعض نم دار اور بعض خشک اور تیلی زمینوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن انسان **سنگال** کے

کنا دنوں پر بھی رہ سکتا ہے جہاں کی حرارت شریاب جوش کھا جاتی ہے اور قلبی  
مالک کی ایسی سردی میں بھی رہتا ہے جہاں کی برودت سے پارہ منجمد ہو جاتا ہے  
ڈاکٹر بیلی صاحب کا قول ہے کہ۔

”یہ صرف انسان ہی ہے جو تنگاہے اور پی ہے جو اپنے تئیں“  
”لبوس کر سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا وصف انسان کا ہے جو او سکھو“  
”تمام مالک کی آب و ہوا میں بسر کرنے کی قابلیت بخش ہے۔ وہ“  
”لباس کی گرمی سردی اپنے تمام رہائش کے مطابق بنا  
سکتا ہے“

ایک دوسرا وصف جو انسان کو ہر ایک ملک میں رہنے کے قابل بناتا ہے۔  
وہ اسکی تمام قسم کی اغذیہ سے خورش حاصل کرنے کی قابلیت ہے۔ اگر یہ قاب  
اوس میں نہ ہوتی لینے اگر انسان ہمہ خود نہ ہوتا تو ان سب مالک بن ہر  
بسر نہ کر سکتا۔ منطقہ بارہ میں سوائے اُن مالک کے جو منطقہ معتدلہ کے متصل  
نہ کسی قسم کا بیج بویا جا سکتا ہے۔ نہ فصلیں ہوتی ہیں اور نہ کسی قسم کے نبات  
پیدا ہوتی ہیں۔ اور صرف ایک حیوانی خوراک پر اونکو بسر کرنا پڑتا ہے۔ منطقہ  
میں نباتات کثرت سے پیدا ہوتی ہے اور عموماً اسی پر وہ انکے باشندوں کا گزارہ

ہوتا ہے لیکن منطقہ معتدلہ میں انسان ہمہ غور ہے کیونکہ سب قسم کی خوراک وہاں کثرت سے مل سکتی ہے۔

انسان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ سب ایک مان اور باپ کی اولاد سے ہیں ہیکو اسکا ثبوت ہم پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک معنی چہم

اس سے اخذ کرتے ہیں وہ اس مقام پر ہمارے کار آمد ہیں کہ **فری الوجبی**

(علم موجودات) اور **اینا می** (علم بشریہ الابدان) کی تحقیق سے یہ بات

نابت ہے کہ انسان کی ظاہری صورت۔ عادات زندگی۔ جہانی قوت اور عقلمیہ قوتیں گویا کسی وجہ سے اختلاف ہو لیکن اسکی اندرونی بناوٹ ایک ہی ہے۔ یاد دہانی میں یوں کہنا چاہئے کہ وہ سب ایک ہی جنس سے ہیں۔

لیکن عام حیوانات اور نباتات میں ازکرم ایک جنس کی افراد کی شکل صورت اور خاصیتوں میں اس قدر

اختلاف پایا جاتا ہے کہ انکا شمار کرنا نہایت محال بلکہ ناممکن تھا ہے۔ ایک انگریزی شوکا یہ ترجمہ ہے کہ۔

ہر ایک نسل کو دانے اور ہر ایک پتھر میں ایک خصوصیت ہوتی ہے بعض بے نشان گین اور بعض مختلف

اس سے حیوان مطلق اور مطلق انسان میں فرق معلوم ہوتا ہے اور ایک کے حالات دوسرے کے

حالات پر قیاس کرنا کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے مختلف قوموں اور مختلف نسل لوگوں کو

مختلف زمانوں میں مختلف مقامات پر جمع ہوتے دیکھا ہے اور ایسے واقعات کو مختلف نتائج ہی جاری

کے سامنے ہیں۔ آریا قومیں وسط ایشیا کو چھوڑ کر دور دراز ممالک میں آباد ہوئیں اور سوکھندوستان

مصر اور ایران کو اور کسی جگہ ذاتی اختیار کی صورت نہیں قائم کی گئی۔ اور ان ممالک کو اصلی باشندوں سے نوآبادی تو زمین ہمیشہ ملا جلنا کی ہرگز لیکن انسانی خیر یا طبالیح کے تبدیل ہونے کی مثال پیدا کرنا ہکا کوئی موقع کیونہیں ملا بلکہ عموماً اس ملاپ کا نتیجہ ترقی تہذیب ہوا ہے۔ اگرچہ یہ اصلی سبب اور ترقی کا نہ ہو۔ لگاتار کی اصلی تو دانی ان نسل کے سیٹل جب ایون اقوام سے ملوہین توجہ تبدیل اور نئے حالات میں پیدا ہوتی دکھائی دیتی ہے وہ تہذیب اور پستی کی جانب سے ملندہ کی طرف رخ کرنے کے واقعات ہیں **سمیٹک** اور **تودانی** ان اقوام نے ایشیا میں ملکر کوئی ممتاز لیکچر نہیں پیدا کیا۔ لیکن جب ہم یورپ کے مغرب میں ان ہر دو اقوام کے افراد کو اٹھویں صدی میں ملتا ہوا پاتے ہیں تو ان کے ملاپ کا نتیجہ دنیا کے علمی سرمایہ کا وہ عظیم انسان ذخیرہ ہے جسکی تہ چند اور صدیوں تک بھی لمبانا بہت بڑی کامیابی کا باعث ہوگا۔ جب ہم اس سے آگے جاتے ہیں تو یونانیہ امریکہ میں ہیکو یورپ کے بہت سے ممالک کی مختلف قومیں مل چکی ہیں اور پستی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ یعنی انگریز۔ جرمن۔ اطالین۔ اہل سپانیہ و فرانس وغیرہ جو مختلف اوقات میں اپنے ملکوں سے نقل کر کے اور ایک قوم بن کر امریکہ میں جا آباد ہو گئے وہ ان کے اصلی باشندوں سے ملنے کی ہی کوئی پابندی یا مانوت نہیں کی گئی ہے اس ملاپ کا نتیجہ سب لوگ جانتے ہیں کہ اہل امریکہ یعنی یہ نوآبادی قوم ترقی کے راستہ میں اپنے تمام مہر و نیر سبقت لے گئے ہیں اور یورپ کو بھی اپنے پیچھے چھوڑ گئے



## ”اخلاقی اسباب“ کی تشریح کرنا لازم ہوگا۔

”اخلاقی اسباب“ سے عام نعمتوں میں ہماری مراد ایسے تمام حالات سے ہو جو انسان کے دل پر بطور ایک باعث یا دلیل کے اثر ڈالنے کے قابل بنائے گئے ہیں اور جو ہر ایک خاص قسم کے طریقوں کے عاری بنائے گئے ہیں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ عقلی اور سخت محنت عام لوگوں کے دلوں کو پست کر دیتی ہے اور کسی مسافس یا عقلی پیشہ کے قابل بنادیتی ہے۔ اس طرح جان پر گود و نمٹ بہت شدت سے رعایا پر ظلم کرنے والی ہوتی ہے اور اس کا بھی ایک معتدبہ اثر ان کے طبائع اور مزاجوں پر پڑتا ہے اور تمام آزادانہ ہنر و کمال درمیان سے اوشہ جاتے ہیں۔

اس طرح ایک کام کی عادت جو اسکے پیشہ کرنے کی حیثیت سے طبیعت میں قلم ہوئی ہے وہ غیر لہ انسانی فطرت کے ہوجاتی ہے اور اس سے ایک خاص کلیو کلو پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ہم ہر زمانے میں اور ہر قوم میں معلوم کرتے ہیں کہ ایک سپاہی اور ایک مذہبی خادم کا کلیو کلو ایک دوسرے سے مختلف پایا گیا ہے۔ یہ حالات ایسے ہیں جو اپنا داعی اور ناقابل تیسر عمل انسانوں کے دلوں پر رکھتے ہیں۔



اسکے بعد اوں مختلف مذہبی خیالات کا اثر ہے جو تمام انسانی طبائع پر اپنا اقتدار رکھتے ہیں۔ تہذیب کی ترقی و تئزل مذہبی خیالات کے ساتھ گونہ ہوتا ہے۔  
ہیں۔ اخلاقی نیکیاں اور عیوب ہر قوم میں انہیں مذہبی خیالات کی مناسبت سے پائی جاتی ہیں اور بہادری یا بزدلی کے خیالات سب سے بڑا اثر انہیں کا ہوتا ہے۔  
مذہبی خیالات کا اثر قومی کلیو کلیو پر کسی خاص مثال کا محتاج نہیں ہے اور جس قوم کی جانب دیکھا جائیگا وہ اپنے حالات ہمارے خیالات کے ثبوت پیش کرے گی اور یہ بھی سمجھ میں آجائے گا کہ وہ ایسے مختلف المذہب اقوام کے خیالات۔ عادات و خصائل اور اطوار جو ایک دوسرے سے بہت قریب واقع ہوتی ہیں کیونکہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔

توہی کلیو کلیو پر رسم و رواج کا گو وہ کسی درجے کا ہو بہ نسبت کسی حالت کے کچھ کم احاطہ نہیں ہے۔ صاف بات یہ کہ رسم و رواج سے خاص قسم کی اور غیر عادات مختلف اقوام میں پیدا ہوتی ہیں **سلیون** صاحب کا قول ہے کہ۔

”چین (جسے وہ *Dead sea of man*) انسان کا بھردار کہتے ہیں) کی موجودہ (نہ ترقی کرنے والی) حالت کچھ تو آبا و اجداد کی

رسوم و عادات کی اندھی و جاہلانہ تقلید سے پیدا ہو رہی ہو اور کچھ باقی دنیا کے ساتھ  
اوسکے نہ ملنے جلنے کے دستور سے

فائل **ہیوم** صاحب نے ”اخلاقی اسباب“ کی شرح میں  
نو بڑے بواعث قومی کلیوکلٹو کے بیان کئے ہیں۔

**اول** وہ کہتے ہیں کہ ”ہم دیکھتے ہیں جہان ایک وسیع سلطنت ہے  
صدیوں تک قائم رہی ہے اوسے تمام مملکت پر ایک قومی کلیوکلٹو پسلا رہا ہے اور  
ہر ایک حصہ میں اطوار کی مشابہت پیدا کر دی ہے۔ مثلاً چین کے باشندے اپنے  
کلیوکلٹو کے بہت قریبی مشابہت کیلئے مشہور ہیں۔ گو اوسکے مختلف حصوں کی آب و  
خلاف ہے“

**دوم** ”چھوٹی چھوٹی گورنمنٹیں جو ایک دوسرے کے بہت قریب  
واقع ہیں مختلف قومی کلیوکلٹو کی شالین ظاہر کر رہی ہیں“  
یہاں پر مصنف نے ایتھنز اور تھیلو کی مثال بیان کی ہے جو کم پشتیر بیان کر آئے  
ہیں۔

**سوم** ”جہان ایک گورنمنٹ کی حدود ختم ہوتی ہیں وہاں اوسکا  
خاص کلیوکلٹو بھی ختم ہو جاتا ہے اور ایک دریا یا پہاڑ کے گزرنے پر دوسری گورنمنٹ

مین ہم بالکل مختلف کنیوکلٹو پاتے ہیں۔ فرانس۔ اور ہسپانیہ کے درمیان کوہ پیلوئی نیا نیا حفاصل ہے اور اس کے ایک جانب کے لوگ خوش طبع اور حسبت ہیں۔ اور دوسری جانب کے بد مزاج اور کاہل

**چہارم** جہان آدمیوں کا ایک گروہ مختلف اقوام پر پھیل کر اپنی نسو ساسی اور باہمی ربط و ضبط کو قائم رکھے اور ان کے اطوار میں مشابہت پیدا ہو جاتی ہے رجواؤں کو ان کے نام اطوار سے جکے درمیان وہ رہتے ہیں بالکل مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً یورپ کے یہودی اور ایشیا کے آرمینین مختلف کنیوکلٹو رکھتے ہیں۔ چٹکے زیب دینے میں مشہور ہیں اور دوسرے راستبازی کے لئے۔

**پنجم** جہان ایک واقعہ مثلاً زبان یا مذہب کا اختلاف ایک ہی ملک کر رہنے والی دو اقوام کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھتا ہے وہ کسی صدیوں تک ایک تناقض صورت اطوار کی محفوظ رکھتی ہیں۔ ذہانت سنجیدگی اور بہادری ترکوں کی آج کے یونانیوں کی عسکری سبک سری اور نبردانی کا پورا نقیض ہے۔

**ششم** ایک قوم اپنے ملک سے جھلک کر وہ زمین پر کہیں جا رہی اور ان کے قومی اطوار بھی اندازوں کے قوانین اور زبان کے ان کے ساتھ جابجائیگی اہل ہسپانیہ۔ انگریزوں۔ فرانسیسیوں اور ہالینڈ والوں کی بستیوں اور

میں ہی مختلف صومین رکھتی ہیں۔

**ہفتم** دو لوگوں کے اطوار میں ایک زمانے سے دوسرے زمانے میں ایک مستبد تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے یا تو انکی گورنمنٹ میں کسی عظیم انقلاب کا پیدا ہونا ہوتا ہے یا وہ بے ثباتی اور بے استقامتی ہوتی ہے جسکا تمام انسانی کا وہ بار کو تحمل ہونا پڑتا ہے۔ قدیم یونانیوں کی فراست، محنت اور چستی اور اس ملک کے موجودہ باشندوں کی بددماغی اور کالہی سے کچھ نسبت نہیں رکھتی۔ قدیم اہل روم کا مشہور کلیوکلوس کی صاف دلی، آزادی، امہادری کی معیت تھی۔ لیکن آج وہ مکار، بزدل، اور غلامانہ طبیعت رکھتی ہیں۔

**ہشتم** ”جہان کی ہمسایہ قومیں اپنی پالیسی تجارت یا سفر کے باعث باہمی ربط و ضبط رکھتی ہوں وہ اسی رابطہ کے تناسب سے آپس میں اطوار کی مشابہت پیدا کر لیتی ہیں مثلاً تمام فرنیٹ مشرقی اقوام کا کلیوکلوس کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ فقط ایک آزمودہ کان اور اس اختلاف کو تاڑ سکتا ہے جو مختلف صوبوں کے متعلق ہو اور جو صرف ایک اضبعی کی زبان سے بعض وقت فاش ہو جاتا ہے۔

**نہم** ”اہم بعض اوقات ایک عجیب کمینش مختلف اطوار اور کلیوکلوس کی ایک ہی قوم میں پاتے ہیں جو ایک ہی زبان کے بولنے والے

اور ایک ہی گونڈٹ کے زیر حکومت ہوں اور اس خصوصیت میں شاید انگریزی قوم تمام دنیا کے لوگوں میں زیادہ شہرت کی مستحق ہے۔ اسکو ہم کئی مں آب و ہوا یا طبعی اسباب کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہی اسباب ہمسایہ ملک **سکاٹ لینڈ** میں واقع ہوتے ہیں۔ مگر وہ اثر نہیں رکھتے،

تمام گذشتہ بیان معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اسباب تو فی **کیولکٹو** کے ان اقسام سے ہیں اور وہ سب اخلاقی اسباب ہیں اور طبعی اسباب کو ان میں کسی موقع پر دخل نہیں حاصل ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ ماننا پڑے کہ طبعی اسباب کوئی اثر اس قسم کا رکھتے ہیں تو وہ اس قدر خفیف ہوگا کہ بہ مقابلہ اخلاقی اسباب کے ان کا عدم وجود مساوی ہوگا۔

اب معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایک عام حالت جبکہ تمام مسلمانوں میں یکساں شکایت ہونی کی وجہ سے انکا ایک **کیولکٹو** ہو گیا ہے طبعی اسباب سے بالکل نہیں پیدا ہوئی ہے بلکہ انہیں اور ایسے ہی اخلاقی اسباب سے مسلمانوں میں ایسی عادات۔ خیالات۔ اور زندگی بسر کرنے کے طریق پیدا ہو گئے ہیں جنکی وجہ سے یہ خرابی ان میں داخل ہوئی ہے۔ اور یہ ہی نہیں کھا جا سکتا کہ یہ خرابی ناقابل علاج ہے بلکہ جہاں ہم آئندہ ان اسباب اور لواغت کا مفصل بیان کریں گے اوپر غور کرنے سے معلوم ہوگا

کہ آئندہ اونکا علاج ایک یا دوسری نسل میں ہو سکتا ہے۔

ہم کہتا ہے کہ دنیا کی مختلف اقوام کی ابتدائی ترقی کا باعث وہ روشنی ہوئی ہے جو انکے دلوں میں آئی ہے وہ روشنی کو نسی تھی کہ وہ آزادی بخشنے والی دلوں کی اخلاقی روشنی تھی جو مختلف زمانوں میں مختلف ذریعوں سے ان اقوام کے پاس پہنچی ہے اور انکے دلوں کو منور کیا ہے۔ اور اعلیٰ قدر مراتب ان کی تمام قسم کی اصلاح کا باعث ہوئی ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ انسانی افعال اور کے خیالات کے تابع ہیں۔ اور خیالات کی درستی اسی **فلحس** کی صحیح فرائض پر اگر ناسکھلاتی ہے۔ تو انہیں دنیا کی دولت اور عزت کی طرف تے جانے کا باعث یہی عام قاعدہ ہوا ہے۔ یعنی ان کے دلوں کی روشنی اور اسی اخلاق کا نتیجہ ان کی دنیوی آسودگی اور دولت مندی کی طرف راہ نمونی کرتا رہا ہے۔ خدائے بزرگ پوچھتا ہے۔

الہ نشرح لك صدك

کیا ہنوتیسہ سینہ نہیں کہولہ یا ہے

کون کہتا ہے کہ نہیں۔ وہ تو ایسا کہولہ لگایا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کھول لگایا تھا اگر ہم دنیا کی تواریخ پر غور کرتے ہیں تو ان واقعات کی مشابہت اور یکسانیت کے لحاظ سے جو اقوام کے حالات سے تعلق ہیں ہم اس بارے میں سیدھے اور

صحیح قواعد اخذ کرتے ہیں۔ ایرانیوں کی سلطنت کی بلندی اور عروج کے وقت کے مال  
 میں **دربار** صاحب لکھتے ہیں کہ ”مہم مقدونیہ کے وقت وہ واحد عقل کل خالق  
 حافظ اور جلد استیاء کے مالک کا ہونا تسلیم کرتے تھے۔ اسکو تمام صداقت کی روح اور  
 تمام نیکیوں کا دینے والا جانتے تھے اسکو کسی تصویر یا شکل سے نہیں ظاہر کرتے تھے“  
 اس کے بعد مصنف مذکور یہ لکھتے ہیں کہ ”اوسکے آفری مینی تنزل کے دنوں میں عناصر پرستی  
 رفتہ رفتہ اون میں پھیل گئی تھی سب عناصر کی پریش کرنے لگے تھے اور عام کا آتش کی حب کوہ  
 خدا کا سب سے قابل نامہ خیال کرتے تھے۔ اوسکے آئینہ و نون جو مندر و ن کے اندر  
 نہیں بنائے ہوئے موتے تھے بلکہ تپتے آسمان کی چہرے دائمی آگ جلتی ہوئی رکھی جاتی  
 تھی۔ اور طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کو انسانی پریش کے لئے سب سے عمدہ شے سمجھتے تھے“  
 یہی حال یونانیوں کا ہے کہ اوہام باطلہ اور تعصبات کی گرفتاری سے اوسکے  
 خیالات آزادی پا چکے تھے۔ ایک مالک کے لئے کاراستہ اونھوں نے دیکھ لیا تھا  
 جب وہ دنیا کی تسخیر کے لئے اوٹھے۔ اہل عرب کے حالات میں اوسکے ملکی فتوحات کی  
 طرف مائل ہوتے۔ اور گھر سے نکلنے کے پیشتر ہم اسی شرط کا پورا ہونا دیکھتے ہیں  
 لینے اوہام و تعصبات سے خیالات کی آزادی اور راہ حق کی آگاہی۔ تو اس سے  
 ظاہر ہوتا ہے کہ سب سے پہلا باعث یا ان مداح میں سب سے پہلا زینہ دولت و علم حاصل

کرنے کا خیالات کی نشوونما اور آزادی ہے۔

**بیکل** صاحب نے تحصیل علم کو حصول دولت کے بعد جگہ دی ہے اور یہ کہا ہے کہ ”بغیر دولت کے فراغت حاصل نہیں ہوتی۔ اور بغیر فراغت کے کوئی علم نہیں سیکھا جاسکتا“ لیکن دراصل تحصیل علم کی طرف راغب کرنے کے اسباب دوسرے ہیں اور تحصیل علم اور حصول دولت ایک دوسرے کے ساتھ شریک اور یکجا ہیں اور ایک ہی قسم کے وسائل دونوں کی جانب راہنمائی کرتے ہیں۔

**ڈاڈلہ** صاحب نے علوم کی تواریخ لکھتے ہوئے جہان یونانیوں کے ملکی فتوحات کا ذکر کیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ فتح ممالک کے ساتھ ان کو سن کن چیزوں کے دیکھنے کا موقع ملا اور کیسے کیسے اسباب سے سابقہ پڑا وہاں وہ یہ لکھتے ہیں کہ۔

”ایک متقویٰ محرک غذا یونانیوں کی عقل چستی کو دی گئی۔ ان میں ایسے آدمی بھی تھے جنہوں نے فوج مقدونیہ کے ساتھ دریائے ڈینیوب سے لیکر نیل تک اور نیر سے لیکر ننگا تک سفر کیا تھا۔ انہوں نے بھرا سود کی ٹہلی سرد ہواؤں کے جھونکے کہاے تھے اور مصری بیابانوں کے سموم اور ریشلی طوفانوں میں سے گزرے تھے۔ انہوں نے میناروں کو دیکھا تھا جو اس وقت میں یونانیوں



کر یا دگارتھے۔ کس کی منقوش لائین۔ عجیب و غریب اور خیالی نقادیر۔  
 مکانات کے خاموش اور مخفی استے اور ان بادشاہوں کے عقربیت صورت بت  
 دیکھے تھی جو آغاز دنیا میں حکومت کرتے تھے الیمس ہمیڈن کروں  
 مین وہ سیریا کے اگلے تندر اور ہیت ناگ بادشاہوں کے تختوں کے سامنے کھڑے  
 ہوئے تھے جہلی حفاظت پر وار ساڈون سے کھجواتی تھی بابل مین اب تک  
 اسکی دیوار مین باقی تھیں جو کمیونت ساٹھ میل کی لمبی تھیں اور تین صدیوں اور  
 تین فاقوں کے دست برد سے پامال ہو کر بھی وہ اسی فیٹ سے بلند تھیں بل  
 کے آسمان فرسا مندر کے ٹھنڈا اب تک باقی تھے اوکلی چوٹی پر وہ رسد گاہ بنی  
 ہوئی تھی جہاں سے کہ چالڈیا کے نجم ستاروں کے ساتھ اپنی شبینہ  
 رفاقت کے کام کرتے تھے۔ اب تک وہاں دو محلوں کے نقشے مع اونکے شعلی  
 باطن کے موجود تھے۔ زمین بڑے بڑے درخت ہوا کے دریاں اوگے ہونے  
 تھے اور وہ آبی کل ہی شکتی حالت مین موجود تھی جکے ذریعے سے دریا سے  
 اونکو پانی پہونچا یا جاتا تھا۔ مصنوعی چیل مین اوکے پانی کے لاسے اور بند  
 کرسٹ کے بے شمار قنات سے کومہ آرمینا کے برف سے ٹپڑے کھجواتی تھے  
 اور قنات کے کناروں اور شہر کے دریاں اون کارہستہ بن گئے تھے۔

سلح دریا کے نچر سب سے عجیب نمل ہی تھا۔

دو اگرچہ آلہ یا مسلوپا اور بابل میں زمانہ قدیم

کے عظیم الشان اور بزرگ چیزیں دیکھنے کے لئے تھیں تو ایران میں ہی قریب

ایلم کے کچھ کم عجائبات نہ تھے۔ پو۔ مسلوپولس کے ستون اور کمرے عجائبات

اور عجائبات نہر سے پرستے۔ نقاشی۔ سنگ تراشی۔ مینا کاری۔ سنگ مرمر کا کام

کتب خانے۔ مینار۔ عجیب و غریب تصاویر۔ اور سائنڈ ون کے بت وغیرہ وہاں

پائے جاتے تھے۔ مہم گرامین شاہان ایران کے بسیر کرنے کا مرکز محل جو ترشیدہ

اور صاف پتھر کی سات خیط دیواروں سے محفوظ تھا۔ اون میں سے اندرونی

دیواریں جو بت بیچ بڑھتی ہوئی بلندی اور مختلف رنگوں میں مطابقت علم ایت

کے سات دیواروں کی بنائی گئی تھیں۔ محل پر چاندی کی کھپر لکین اور سونے کے

شعیر ڈالے ہوئے تھے۔ رات کے وقت روغن نفت کے چراغ بت ہی قطاروں

میں روشنی کر کے آفتاب کی روشنی کو ہمسر روشنی پیدا کرتے تھے۔ شاہان مشرق

کی عیاشی کا ایک بہشت تھا جو ہمسر کے درمیان میں تھا۔ سلطنت ایران ہلسٹ

سے لے کر دریائے سندھ تک فی الحقیقت دنیا کا باغ تھا۔

مصنف موصوف اسکے بعد پھر لکھتے ہیں کہ ہم اہل سنت نے سیکہ کہا ہے

کہ پنچر کی نئی اور عظیم چڑیوں سے واقف ہونا انسان کے دل کو بڑا ہوتا ہے۔ سکندر کے سپاہی اور فوج کے ساتھ کے لوگ ہر ایک منزل میں غیر متوقعہ اور بہت خوبصورت نظارے دیکھتے تھے۔ کہیں نہ ختم ہونے والے ریت کے میدان تھے اور کہیں بادلوں میں کوئی ہوئی پہاڑوں کی چوٹیاں تھیں۔ بیابان پر میراب تھر اور پہاڑوں پر بہاگتے ہوئے بادلوں کے سائے جنگلوں میں پھر رہے تھے۔ وہ ایسی زمینوں میں گئے تھے جہاں کھربا۔ کجھر۔ صنوبر سبز آس اور اولی اندر پیدا ہوتے تھے۔ اونہون نے لیے جانور دیکھے تھے جو یورپ کے جانوروں کے مقابلے میں نہ صرف بڑے تھے بلکہ ہیت ناک تھے۔ مثلاً گینڈا۔ دریائی گھوڑا۔ اونٹ۔ اور دریائی نیل اور گنگا کے ننگ۔ انہوں نے تمام رنگوں اور بہت سی پوشش کے آدمی دیکھے تھے۔ سیریا کے گندمی رنگ کے آدمی۔ گورے ایرانی اور سیاہ رنگ افریقی انہوں نے دیکھے تھے۔ اسکے بعد وہ اور ملے ذخائر کا بیان کرتے ہیں جو یونانیوں کو مفتوحہ ممالک سے حاصل ہوئے اور پھر لکھتے ہیں کہ ”یونان کی عقل بخشی کی قدرت اول پنچر کے وسیع نظاروں سے پیدا ہوئی اور کیقدر اسے ممالک مفتوحہ کے مذاہب سے بدولی۔“

اسکے بعد مسلمانوں کے حالات کے بیان میں وہ ایک فقرہ یہ کہتے ہیں کہ ”و دنیا کی تواریخ میں کوئی مذہب اس جلدی اور اس قدر سچت کے ساتھ نہیں پہلا جتنا کہ مذہب اسلام۔ اب (یعنی تھوڑے ہی عرصے میں) کوہ اطالی سے بیکر بجا کا بل تک اور ایشیا کے سرسے افریقہ کے غربی کنارے تک جا پہنچا“ بیان وہ کیسے تفسیر کے ساتھ مسلمانوں کے ملکی نعمات کا ذکر کر چکے ہیں۔ اور پھر ایک بگدیہ فقرہ کہتے ہیں کہ ”ہم بیان کر چکے ہیں کہ کس طرح ریونانیوں کی (علم انجیزی کی لیاقت جو انہوں نے سکندر کی ہم آہنگی حاصل کی تھی علوم کی ایک حیرتناک چٹائی کا باعث بنی مسلمانوں کے جنگی اعمال کا بھی ایک ایسا ہی نتیجہ خیال میں لایا جاسکتا ہے۔“

ان اقوال سے اور ان واقعات سے جو ہم نے ایک مختصر عالم

کلام سے اخذ کئے ہیں۔ ہماری عرض اس امر کے ظاہر کرنے سے ہے کہ جن اقوام نے دنیا میں علم و تہذیب میں ترقی کی ہو ان کی ترقی کے اسباب کیا تھے۔ سب سے پہلا باعث وہ دلوں کو آزاد اور روشن کر دینا الیٰ روحانی تھی جنہے تعصبات اور باطل اور ہام سے آزاد کر کے ان کے خیالات کو ایک دوسرے پہلو میں ڈالنا۔ اور تسخیر مالک کے ولوں کے ولوں میں

پیدا کر کے اپنے گھروں سے نکالا وہ نکلنا گھروں سے اور دنیا کے رنگا رنگ  
نمائشوں سے واقف ہونا اور انکو علوم کی جانب متوجہ کرنے کا باعث ہوا ہے  
دولت اور علی گویا ایک ساتھ اور انکے ہاتھ میں آئے اور ایک ساتھ اور انکو  
ترقی پائی۔ یہاں تک کہ ایک مختلف قسم کا وقت آگیا یہ حال صرف ایرانیوں  
یونانیوں اور مسلمانوں ہی کا نہیں ہوا ہے بلکہ دنیا کی تمام اقوام میں سے  
جس قوم کے حال پر غور کریں گے یہی کیفیت اور یہی نقشہ اور انکے حال کا نظر آئے گا  
پس کوئی ناقابل علاج سبب یا اسباب ہماری قوم کی ترقی کے موافقات ہیں  
نہیں ہے اور سوائے محنت اور کوشش کے ضرورت کن کوئی وجہ نہیں ہے جو اعلیٰ  
سے اعلیٰ ترقی کرنے سے اور انکو روک سکتی ہو۔ فقط

راقم

سراج الدین احمد

## قُسْطَنْطِنِيَه

یہ شہر اہل اسلاموں کے نام سے مشہور ہے جسکو قدیم زمانہ میں بزنطین کہتے تھے اور یہ  
 نیلج بحر اسود پر واقع ہے اور سات ٹیلوں پر بنایا گیا ہے جس پر یہ پ کے کناروں پر ہے  
 اور اسکو آبنا ہی بونا جبکہ عرض میل پندرہ میل ہے ایشیا سے جدا کرتا ہے اور یہ شہر پارسی  
 سے چھ سو ساٹھ میل پر اور قینا سے دو سو پچاسی میل پر اور بطوس برج سے چار سو پچتر  
 میل پر واقع ہے۔ اب اسکی آبادی نہ لاکھ آدمی کے قریب ہے جنہیں سے دو ٹلٹ  
 مسلمان باقی نصاریٰ و یہود ہیں اور اوسمیں ۹۰۰۰۰ مکان ہیں جنہیں اکثر لکڑی کے  
 اور کم پتھر وغیرہ کے۔ اور شمالی جانب میں تین کہنے فیلیں سے گھرا ہوا ہے  
 جکا اکثر حصہ منہدم ہی ہو گیا ہے اور اس کے جہتوں میں مسند ہے۔ وہاں کی آب ہوا  
 مختلف ہے۔ جاکے کا موسم زیادہ اور بارش ہی بکثرت ہوتی ہے اور موسم خریف میں  
 جنوبی ہوا انہایت ہی سرد رہتی ہے جس سے طرح طرح کے امراض پھیلنے لگتے ہیں اور موسم کا  
 برع معتدل ہے۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ سنہ ۱۲۰۰ برس پہلے اس شہر کی بنیاد  
 بزنس رمی الماغرین نے ڈالی اور اسلئے اسکو بزنطین کہتے ہیں۔ اسکی گلیاں

سلاطین کے حملوں نے غریب دورِ ایران ہی کیا ہے اور جب سلاطین مشرقِ جن رو میوں پر تسلط ہو گیا تھا اس شہر پر قبضہ ہوا تو اسکو از سر نو تعمیر کیا۔ اور یہ واقعہ ۳۶۰ء کے بعد ہوا ہے اور اس وقت قسطنطنیہ کہلایا اور مشرقی سلطنت کا پایہ تخت قرار دیا گیا اور شہر روم پر فائق ہو گیا جس زمانہ میں بلجائے امارات و دولت خیز ہونے اور دستِ عثمان کے آمد آمدن کہلاتا تھا اور ۵۳۰ء میں ایک زلزلہ عظیم ہوا جس سے اس شہر کی ساری خوبی جاتی رہی مگر پھر تعمیر کئے جانے سے پہلی خوبی و درستی پھر آگئی۔ اسکے بعد اس شہر میں متعدد عمارتیں اور اہل تاج و باج و یلغار و صلیبیانے اس پر دانت تیز کئے آخر ۱۵۰۰ء میں سلطان محمد فاتح نے اسکو فتح کر کے اپنے زیرِ حکومت کر لیا۔ شہر بلجائے وقوع و مرکز دنیا کے شہرین سے خوشنما ہے اور باعتبار وضع کے چار حصوں میں تقسیم ہے پہلا۔ یہ کبیرہ قدیم۔ دوسرا الخلیفہ تیسرا بونغاز۔ چوتھا اسکودار۔ مدینہ کبیرہ میں مکانات وسیع اور محل عالیشان اور بارگاہیں عمدہ اور بازار خوشنما اور اسکی تفصیل بہ نسبت دوسروں سے بہت بڑی ہے اور اس میں بڑی جامع مسجد ہے جسکے منارے بلند اور چھت سونے کی گھٹائی ہوئی اور ان سب سے زیادہ تر شہر جامع انبیا صوفیا ہے جو نصاریٰ کے زائرین ایک بنا کلیسا تھا۔

اور یہ بھی متفق ہے کہ اسکوا قیموں معمار نے آٹھ برس کی مدت میں مکمل کیا

کے لئے تیار کیا اور اس میں ایک بڑا گنبد تھا جو زلزلہ کے صدمہ سے منہدم ہو گیا ہر چند دوبارہ اسکی تربیم کی گئی مگر پہلے کی سی خوبی نہیں آئی اور اس گنبد کی استواری کیلئے ایک قسم کی مسری لکڑی کے ستون لگائے گئے تھے اور اس گنبد میں چالیس حالبان ہن جنہیں سے اندر کی جانب روٹنی پڑتی ہے اور اسکے متصل دو اور عمدہ بڑے گنبد اور ۶ چوٹے گنبد ہن۔ اور اس جامع میں ایک رزاق ہر جمین ۹ پتلے دروازے ہن اور اندرونی جانب میں سنگ ساق کے عمدہ عمدہ ستون قائم کئے گئے ہن اور ستون کے سرے تعزیرات سراپا اصلی ہندسی بیت سے بدلے ہوئے ہن جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہاں ایک شکل تھی جو منہدم ہو گئی۔ جسے اور اسکے منبر پر سلطان فتح کا جنڈا کھڑا کیا گیا ہو اور چونکہ وہاں کی دیواروں پر سنہری کام کیا ہوا تھا سلطان نے چونکا دینے کا حکم دیا اور حال سلطان عبد المجید خان نے اسکا چونا کھا کر اصلی فروق پر لانے کا امر فرمایا ہر بلکہ اس میں انواع اقسام کے نقش لطیفہ موسٹ کے پانی سے نقش کئے گئے ہن جس سے روئے دنیا کے عجائبات سے ممتاز اور بنے نظیر ہے۔ اسکے قریب سلطان احمد کی جامع مسجد آت میدان کے مقابل واضح ہے جسکے ۶ بلند سناری ہن اور شور جامع سے (جامع نور عثمانیہ و جامع سلطان بایزید) و جامع لالہ لی و جامع شاہراہ و جامع سلطان محمد فاتح و جامع سلطان سلیم اولیم کے



باپ کی جامع بقیہ قبہ ہی کے نزدیک پل کے روبرو واقع ہے۔ اور جامع سلیمان نہایت ہی بلند ہے اور اسکے ستون بہت بلند جنہیں ہر ایک کا طول ۳۰ ذراع ہے اور ہر ایک ستون پر چار بناری ہیں اور ہر ہر بناری پر تین تین دائرے بلند کمال لطافت و صنعت سے بنائے ہوئے ہیں اور اس جامع کے روبرو محلہ شیخ الاسلام کا دروازہ ہے۔ اسکے قریب سلطان عبد الحمید کا مقبرہ قابل دید ہے اور سلطان بایزید کا مقبرہ اسی جامع کے پاس ہے اور اکثر دوسرے سلاطین کے مقبرے بھی شہر کے درمیان واقع ہیں۔ اس شہر میں تمام تین سو سے زیادہ ہیں۔ ان سب میں آیا صد نیا اور عام محمود باشا اور عام سلطان بایزید اور ایک اور عام جو قلعے کے نیچے نہایت ہی اچھا ہے۔ یہاں خاقان ہون اور سرائین میں سبلی خان والدہ خان بلطی خان بیوک بالدرخان سلطان رومذہر کو شک خان وزیر خان تحت القلعہ خان کرکچی خان بیوک گی خان مصطفیٰ پاشا خان جو بھی خان یارم خان تختہ خان یالدرم خان مشہور سرائین ہیں۔ ان سرائین میں سے اگلی نو سرائین میں شام و مصر کے لوگ اور یالدرم خان میں مغربی لوگ فروکش ہوا کرتے ہیں اور باقی سرائین عام ہیں۔ اس شہر میں کئی میدان ہیں از انجہ ایک میدان جو حکو میدان گی لہجہ کہتے ہیں اس میدان کے قریب ایک شفا خانہ ہے جو سلطان عبد الحمید خان کی

والدہ نے۔ اطباء اور بیماریوں کے لئے نذہ نگار اور جو کچھ اوسکی دوا اور غذا وغیرہ کا  
 خراج ہر مقرر کر دیا ہے۔ اس میدان سے ملکہ اندرون شہر کے سب میدانوں سے ملتا  
 ایک اور میدان ہے جو حکومات میدان کہتے ہیں۔ یہاں سر زمین مقرر کے پتھر کا ایک چوڑا  
 ستون ہے جو ایک ہی پتھر میں تراشا ہوا ہے یہ ستون بہت پتھر سے لایا گیا تھا اس  
 ستون کے سوا ایک اور ستون ہے جو عمود الخیمہ (سانپ کا ستون) کہتے ہیں کیونکہ  
 اس ستون میں دو بڑے سانپ ہیں ایک دوسرے کو لپٹا ہوا۔ اب اون سانپوں کا  
 سر کسی حادثہ سے کٹ گیا ہے کہتے ہیں کہ یونانیوں نے اس ستون کو سانپوں کے  
 دافع کے لئے بنایا تھا یہ اونکی اون خرافاتوں میں سے ہے جسکے وہ خوگر ہو گئے تھے  
 اس میدان میں ایک اور عمود ہے جسکو شہزادی طاش کہتے ہیں یہ اسطوائی شکل کا عمود  
 ہے اور نہایت قدیمی ستون کہلاتا ہے۔ آٹ میدان کے قریب زمین کے نیچے  
 ایک مقام کہتے قدیمی عمارتوں میں سے ایک ہے جسکو بن بروریہ کہتے ہیں ہر اس ستون  
 کہتے ہیں یہ مقام اپنے عمدہ اور بڑے بڑے ستونوں کی وجہ سے قابل دید ہے۔  
 قسطنطنیہ کے اسی حصہ میں شرق کی طرف باب عالی ہی واقع ہے  
 جہاں دربار ہوا کرتا ہے۔ بہین وزیر اعظم اور اراعیان و اسکان سلطنت جو شاہانہ  
 احکام کے بند و بست پر مامور ہیں اجلاس کیا کرتے ہیں۔ اس باب عالی میں حضرت

سلطان کے لئے ہی ایک خاص مقام ہو جہاں بعض اوقات اجلاس ہوتا ہو۔  
باب عالی کے قریب طوب قبو سرائی نامی محل بھی ہو جسکو سلطان محمد قانع نے از سر نو بنایا تھا  
اس محل کو تھہر ہی ایک استوار دیوار نے الگ کر دیا ہو اسکے آٹھ دروازے ہیں چیدروں  
شہر کی طرف اور چند دروازے سمندر کی طرف۔ اسکا طول چھ ہزار گز ہے یہ محل بڑے  
شہر و محلات میں سے ہو۔ یہ محل ایک وسیع خانہ باغ میں ہے اس باغ میں بڑے  
بڑے عمدہ اور خوشنما درخت فرسینے سے لگائے گئے ہیں اور کچھ وحوش بھی۔

اور سمندر کی طرف تھہر کھنڈ ہو جہاں خیرات کو انتظامات ہو کرتے ہیں اسیکے اطراف  
میں باب ہالیون ہو۔ اور ایک بڑا میدان بھی ہو جہاں وہ عمارت ہو جسکے اندر  
تساہ مسطعین اکبر کا بنایا ہوا قدیمی گنبد داخل ہو گیا ہو۔ یہاں سب قسم کے قدیمی تہیا  
اوزار ہیں اور نامور الموجد و اشیا کی خرید و فروخت ہو کرتی ہو۔ اس طرف ایک اور  
میدان ہو اس میدان دیوان کبیر یعنی دربار کا بڑا محل ہو اس محل کے روبرو و درویش  
سرو کے درختوں کی قطار محل کے اوس دالان تک چلی گئی ہو جسکی دیواریں سنگ مرمر  
سے بنی ہوئی ہیں اور اون دیواروں پر سنہری نقش و نگار ہو۔ اس دالان کے متصل  
ایک اور بجگاہ ہے جس میں سلطانی کرسی و مرکی ایک بڑے گنبد کے نیچے رکھی گئی ہے  
اسی بجگاہ کے متصل زمانہ محل ہو اور اسیکے قریب سلطان سلیم ثانی کا حمام خانہ ہے

اس حمام میں ۳۲ محوری ہیں۔ یہ درباری محل ایسے مقام پر واقع ہے جہاں سے سلطان  
خزانہ اور مضر خانہ اور بڑا کتب خانہ ہالون اور مالگزاری اور اوقاف کے محکمے برابر نظر آتے  
ہیں۔

قسطنطنیہ کے اس حصے میں کئے بڑے بازار ہیں ان بازاروں میں بازار بازنسٹا  
بہت مشہور ہے یہ بازار پھرون سے بنایا گیا ہے۔ دن بھر کوچہ خاص اوقات میں کہلاتا ہے  
مسلمانوں کے قدیمی اور بڑے مالدار تاجر اسی بازار میں تجارت کرتے ہیں اور یہیں قیمتی  
تہیاری اور عمدہ پوشاکیں اور تحفہ چیزیں فروخت ہوتی ہیں۔ اسی بازار کے قریب  
اور کئی نامی بازار ہیں چنانچہ قلعہ چار شوسہ لینے بازار طنجہ۔ یہ بازار نہایت تنگ  
اور بڑے قریب سے بنایا گیا ہے اس بازار میں دو روئے دو دروازے ہیں اور ہر  
قسم کے عمدہ کپڑے فروخت ہوتے ہیں۔ بیچ بازار میں نہایت خوشنما چوکی ہے جہاں  
بہت بڑی کرسی اجلاس سلطان کے لئے بنائی گئی ہے اس کرسی پر کبھی کبھی سلطان حکام  
فرمانتے ہیں۔ اس بازار کے بازو ایک اور بازار ہے جسکو بازار کیسیاجیہ کہتے ہیں  
یہاں لشکر کی لباس کا چربی کام کئے ہوئے طرح کے فروخت ہوتے ہیں اس بازار  
کے قریب جوہری بازار ہے جہاں قسم قسم کے گہوارے فروخت ہوتے ہیں۔ اور اس کے  
متصل بازار جوخی خان ہے بڑے بڑے مالدار جوہری ہیں۔ اور اس کے  
قریب بازار سرایات ہے جہاں قدیمی چیزیں جیسے تہیار وغیرہ فروخت ہوتے ہیں

اس بازار کے بازو بازارخانین ہے۔ جہاں قیمتی بنطون فل موتی اور الماس کے سب سے بہتر  
 فروخت ہوتے ہیں۔ ۱۔ اسکے بازو اوزون چار شوق واقع ہے۔ یہ ایک بڑا بازار ہے  
 اس میں سب قسم کی عمدہ چیزیں اور رنگی اور مشرقی قماشیں وغیرہ فروخت ہوتے ہیں اور  
 وہیں ایک اور بازار ہے جو سلطان بازیڈ کی جامع کے قریب سو شوق و ہموکر قلعے کے قریب  
 چلا گیا ہے۔ اس بازار کو ایک دھوگ لگ گئی تھی بعد اگلے لکڑی کے نہایت خوشنما ترسینے پر  
 بنایا گیا اور اس بازار کے قریب دھوگ کے گھر ہی دیسے ہی خوشنما بنائے گئے۔ انہیں  
 بازار و سکے قریب وہ سرائین ہی جکا آگے ذکر ہوا ہے واقع ہیں۔ ہر شہری آؤچی  
 قسطنطنیہ آتا ہے تو کشتین اسکو معہ ساز و سامان لکر ایک پونچا دیتی ہیں وہاں  
 حسب قانون دوستو اسباب کی دیکھا بانی ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد جب ساز و سامان  
 میں پونچا ہے تو معتمد یا مہنیہ بھر کے لئے حجرہ کرایے سے لیتا ہے۔ وہاں حجرہ کرایہ  
 کرایہ مہنیہ بھر کے لئے پچاس سے دو سو روپے تک بلکہ اس سے زیادہ بھی ہو کرتا  
 ہے بشرطیکہ حجم کے اندر ایک اوچرہ ہو۔ اسکے بعد سرائے کا منتظم ساز و سامان  
 راہداری طلب کرتا ہے۔ اگر ساز و سامان ہے تو اسکی راہداری مامور التذاکر کے  
 پاس بھیج دیتا ہے اور نظری ساز و سامان کی راہداری بطریق کی وکیل کے ہاں اور بیرونی  
 ساز و سامان کی چٹی خانام کے پاس روانہ کر دیتا ہے۔ یہ راہداری اسی عہدہ دار کے پاس

رہتی ہے۔ جب ساؤ اور شہر کا قصد کرتا ہوا سرائے کا منظم کو تواری سے اوپر شہر کے گلیوں  
 اور سافروں کو لا دیتا ہے۔ قسطنطنیہ کے اس حصے میں فرنگی بیل کی ہوٹل نہیں دیکھی  
 حصے میں لیفٹننٹ میں موجود ہیں اسلئے کہ فرنگی لوگوں کی یہاں سکونت نہ ہونے سے  
 سافروں کی ہی یہاں فرکش نہیں مگر اکثر تاجرین اسی حصے کی سرائوں کو دوسرے  
 ہوٹلوں اور گھروں سے فائنٹ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہاں کی سرائیں نہایت تھری اور  
 پھر سے بنی ہوئی ہیں اور دریچے اور دروازے سب آہنی ہیں یہاں بخلاف اوسٹین  
 کے آگ لگنے کا ڈر امن ہے۔ ورنہ اور مقاموں میں کوئی دن یا کوئی ہفتہ  
 مادہ ہی گذرتا ہے کہ ایک دفعہ یا دودفعہ یا اس سے زیادہ دہان آگ نہ لگتی ہو اور جب  
 آگ لگتی ہے تو صرف ایک یا دو ہی گھر کا فیصلہ نہیں کرتی بلکہ دور دور تک خیرے لیتی  
 ہے اگر اس طرح اس شہر میں آگ نہ لگے تو اب تک اس شہر کے بارہ دنیا بھر میں مستحکم  
 والا کوئی شہر نہ ہوتا۔ العرض انہیں سرائوں اور بازاروں کے قریب بیٹیاں خانے  
 اور خورد و نوش کی بہت ساری دکانیں واقع ہیں اور وہیں مٹھائی اور حلوائے  
 اور مربے اور شربت کی دکانیں بھی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی شہر میں اس خوبی سے  
 مٹھائی اور حلوائے وغیرہ بنائے جاتے نہ ہونگے جیسی اس شہر قسطنطنیہ میں بنائی جاتی  
 ہیں۔

قسطانیہ کے اسی حصے میں بڑے بڑے مشہور محلے ایک سو سیڑیادہ ہیں۔

اس محلہ میں نو ذہن راگھر ہیں۔ اور اس حصہ میں تین سو چالیس جامع اور ۵۱۸ مدرسے ہیں اس حصے کی کئی گلیوں میں پانی کی کلیں ہی ہیں اور راستے اکثر تنگ اور ٹیڑھے ہیں مگر اسوجہ سے کہ شہر کی زمین ڈھلاؤ پر استی کچڑے پاک ہوتی ہیں۔ اس محلہ میں مسلمانوں کے اکثر گھر خوشنادر کشادہ ہیں ہوا اوں میں خوب آتی ہے۔ اور نصاریٰ کے گھر مسلمانوں کے محلے سے دور اور شہر کے کنارے الگ الگ ہیں یہ گھر اکثر ناموافق ہوا والے

مقامات میں واقع ہیں۔ جو چند محلے انبای بوناز کی طرف ہیں سو یہ ہیں قوم قبو کی قبو سامطیا قبو طرب قبو اور نہ قبو آیری قبو قرا سید محلہ بتر قبو۔ اور بندر گاہ کی طرف سمندر کے متصل یہ محلہ ہیں۔ جابآلیا فنار۔ ان دو محلوں میں خاص رمی لوگ رہتے ہیں اور وہیں فصیح یونانی زبان بولی جاتی ہے۔ محلہ فنار کے قریب محلہ بلاط ہے۔ اس محلہ میں یہو درہتے ہیں اسکی ہوا نہایت خراب ہے۔ ان محلوں میں ہر ایک گھر کے لئے ایک کتادہ خانہ باغ بالغزور ہوا کرتا ہے اور اکثر گھر تختے کے بنے ہوئے ہیں۔

قسطانیہ کے اس حصے کی دروازے ہیں چند دروازے خشکی کی طرف ہیں ان دروازوں میں مشہور تر دروازہ پدی قلعہ قبوی ہے۔ اس دروازے کے باہر

ایک محلہ ہے جسکو یہی قلعہ کہتے ہیں یہ محلہ پیشتر بہت مشہور تھا۔ یہاں بادشاہ اور بڑے بڑے عہدہ دار قید کئے جاتے تھے۔ اس محلہ کے قریب رومی لوگوں کا شفا خانہ ہے اور آرمینوں کا شفا خانہ بھی یہیں ہے۔ اور ایک اور محلہ ہے جسکو سلوری قبو کہتے ہیں یہیں سے آٹا محلہ کی راہ ہے جسکو باقل کہتے ہیں اور وہ بھی شہر کے باہر ہے اور اوہین رومیوں کا ایک شہر و گرجا ہے جسکو باقلی کہتے ہیں اور اس محلہ کے متصل اور نہ قبو ہے اور جو سمندر کی طرف دروازے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

بلاط قبو و نثار قبو پلزان قبو کی قبو ایاق قبو۔ جب علی قبو ایزہ قبو۔  
 اودن قبو زندان قبو بونچہ قبو اخور قبو خالادای قبو قوم قبو۔  
 راد قبو۔ اور اوسیطرف ایک مقام ہے جسکو لٹھ لٹانی کہتے ہیں۔ یہ بڑا کٹاوا  
 میدان ہے۔ یہاں طرح طرح کے درخت اور گلبن وغیرہ ہیں۔ یہ میدان کی محلہ ٹکنا  
 چلا گیا ہے۔ اس کے متصل صانیہ قبو اور ناول قبو بھی واقع ہیں۔ رہا پانی جو اس  
 حصے میں بہت ہوتا ہے سو یہ ایک مقام ہے جو شہر سے چہر ساعت کی مسافت پر ہے  
 آتا ہے۔ وہاں ایک داوی ہے اس کے اطراف دیوار ہے اسکو نبودہ کہتے ہیں جہاں سات  
 نبودی ہیں وہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے ہر نبودی میں ایک ایک سفد ہے  
 اس سفد میں سر پانی ایک پرانی نالی میں پہنچتا ہے اور اس نالی میں سے کئی نالیں



نالیون میں ہو کر جامع مسجد دن اور حمامون اور شاہی محلات اور پنگٹھون اور اور گھرون میں پہنچتا ہے اور ان نالیون کے لئے بڑے بڑے قنطرے (فخون) بنائے گئے تھے۔ نہایت بڑے۔ یہ سلطان کی وقت سے بنے ہوئے ہیں۔

قسطینہ کا در سر حصہ پہلے حصے کی شمالی طرف واقع ہے اور دونوں حصوں کو کے ایک آبائی نے جدا کر دیا۔ دو میل اور عرض قریباً ڈیڑہ میل ہے جدا کر دیا ہے۔ یہ آبائی اوس شہر کی بندرگاہ ہے جہاں جہاز ٹھہرتے ہیں۔ یہ بندرگاہ دنیا بھر کی بندرگاہوں کے

موقع اور اس کے نظر کرتے کہیں فائق ہے۔ چونکہ یہاں کشتیوں کو ایک طرف سے دوسری طرف گزرنے میں نظر لاحق ہو کر تاتا ہے اس لئے تختے کے دو پہل بندے لگے ہیں خیر لوگ اور گھوڑے اور گاڑیاں آیا جایا کرتی ہیں۔ ہر پہل کا ایک ایک دروازہ ہے کہ بندرگاہ میں جہاز پہنچنے کے وقت کھول دیا جاتا ہے ان پلوں میں سے ایک پہل سے ہر کہ سرکاری جہاز تجارتی جہاز سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اس پہل کو سلطان محمود خان نے بنایا تھا اور دوسرا سلطان عبدالحمید خان نے بنایا ہے۔ شہر کے اس حصہ کو بھی دو حصہ میں ایک حصہ سمندر کے متصل ہے جو حکومت کے

ہیں اس میں کروڑ گیری اور جہازوں کے فخر اور تاجروں کی کوٹھیاں اور ہوٹل ہیں یہاں مشرق و مغرب سب قسم کی توہین بستی ہیں۔ اس حصہ میں عمدہ محکمہ ایک اونٹنی ہے۔ یہاں کی بہت کشتیوں اور خوشنماہیں اور بڑی بڑی کوٹھیاں اور ہوٹل ہیں اور اس محکمہ میں ایچپون کے

بگے اور فرنگیوں اور آرمینیوں کا تکیوں اور ڈفرنگیوں کے گرج ہیں۔ یہاں کے  
ہوٹل سیاحوں اور ہر شہریوں کے لئے عام ہیں۔ ان سب میں فرسیدان اور انگریزوں کا ہو  
بت مشہور ہے۔ وہاں آدمی کو ہر روز کوٹھری اور فرسش کی اجرت تو یہ پندرہ غروش  
دینی ہوتی ہے اور معہ غذا پچاس غروش سے اتنی ترش تک یعنی جیسے مقام اداوان غذا ہو  
ویسے ہی اجرت ہی زیادہ ہوگی۔ اس حصہ میں کے کئی مقام پر اور کئی گھر میں جہاں بہت  
کوٹھرائیں معہ فرسش و لنگ موجود ہیں وہاں آدمی کو دس غروش سے پندرہ غروش تک  
روزانہ دینا ہوتا ہے اور وہاں کا دستور یہ ہے کہ دروازے پر ایک چھپر لگا دیتی ہیں کہ یہاں معذور  
وغیرہ جو کرنا چاہتا ہے۔ اس محلہ کے دربار غلطہ سرائی ہی واقع ہے۔ یہیں ایک طبی مدرسہ  
جسے مشہور امین اک لگ گئی تھی۔ اسی مدرسے کے روبرو تباہ و کبیر ہے یہ فرنگیوں کی باگیا  
اور تماشگاہ ہے۔ اور اسی محلہ میں ایک کسادہ ٹرک ہے اور یہ ٹرک اس مقام تک چلی گئی ہے  
جبکہ تقسیم کتے ہیں کیونکہ پانی وہیں سے اکثر مقامات کو جاتا ہے۔ اور یہ پانی اون نبودوں سے  
آتا ہے جو پانچ ساعت کی مسافت پر واقع ہیں۔ یہ نبود ایک واوی کو کاٹ کر بنایا گیا ہے  
اس واوی میں بارش کا پانی چاروں طرف سے جمع ہوتا ہے اور پتھر کی نالیوں میں ہو کر اوپر اودھ  
اور پھر سے پونچنا ہے بطرح پچھلے حصہ کی نالیوں کا حال ہے۔ اس پانی کے علاوہ یہاں  
میں اور بھی پانی موجود ہے اس پانی کا مقام شھر کی زمین سے بہت نیچا ہے اس لیے اس پانی

شہر میں نہیں آسکتا۔

اس شہر کے تیسرے حصے کو فرنگی لوگ باسفور کہتے ہیں یہیں آبائی بونغانہ جو یورپ اور  
ایشیا کو جدا کرتی ہوئی جزائروں کو جو بعض سے ملا دیتی ہے اس آبائی کا طول ۲۰ میل ہے اور عرض  
کچھ کم ہے اور کچھ زیادہ ہے۔ اس آبائی میں ہمیشہ پانی کی موجیں کثرت کرتی ہیں اور  
بحر و مرامین جو متصل ہے بعض کے جڑ گرتی ہیں۔ اس آبائی کے دونوں جانب شہر مقامات اور  
محلات واقع ہیں ایک ایک خانہ بیان کا گویا ایک چوڑا شہر ہے۔ یہاں ٹھکانے اور مکانات اور  
بڑے بڑے کٹادہ بازار ہیں اور بازاروں میں ہر طرح کے تاج اور نہروں کو رکھتے ہیں۔  
اس حصے کی دہشت جو یورپ کی جانب ہے غلط ہے جو آسود تک چلی گئی ہے اس حصے کا شہر مقام  
توبخانہ ہے اسی میں شیر توبخانہ کی سکونت ہے اور سلطان محمود کی شہر جامع مسجد بھی یہیں ہے۔ توبخانہ  
کے متصل دو محلے ہیں۔ محلہ رفتندقل اور محلہ قباطاش۔ اور اسکے متصل ایک محل ہے جسکو  
طولہ پنچہ کہتے ہیں یہ بھی بیان کی ایک شہر عمارت ہے۔ یہ عمارت سلطان عبدالمجید خان نے  
بنائی ہے اور اس میں بہت صنعت کی گئی ہے۔ یہ سولہ برس میں تیار ہوئی ہے اور تین لاکھ تیس  
اسکی تعمیر میں صرف ہوئی ہیں۔ اسکے بعد محلہ لشکطاش واقع ہے اور چوگان سرا بھی  
یہیں ہے اور سرایہ ہارون یعنی محل سلطانی یہیں ہے یہ محل نہایت ترسینے والا تھا گیا ہے  
محلہ دوم کوئی دفتر دار بیرونی قوری چشمہ ازبک کوئی اسی حصہ میں ہیں اور چھ

محاشہ شور اور بڑا ہر اور اس محلہ کے قریب بنک ہے اور یہاں فرنگی راہوں کا تجنیری مدرسہ ہے جہاں مختلف نوت اور کچھ ضروری علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ اسکے قریب روم آیاں حصار بوجیس کوئی۔ امریقان مبطہ لیان۔ سنہ رگی کوئی کوئی مانتی طرابسیا بیو کو اور وغیرہ ملے واقع ہیں۔ یہ پچھلے دو محلے ایسے ہیں کہ ایچی لوگ اور فرنگی و نصرانی امراء و عہدہ دار موسم گرما میں یہاں آتے ہیں۔ ان مخلوق کا پانی میٹھا ہے اور یہاں کے بنگے خوشنما ہیں۔ اور ان مخلوق کے قریب سیر تفریح کے کئی مقامات ہیں اور انجملہ فندقلی صوی کستاسوی۔ یل بیو کو اور اصراری پر کئی محلہ روملی قنوق وغیرہ۔ اس آبائی کے کنارے محلات اور مکانات سرکاری عہدہ داروں کے بھی ہیں جہاں وہ موسم گرما میں آ رہے ہیں جب موسم سرما آتا ہے تو شہر کو چلے آتے ہیں۔ یہاں کے مقامات اگر خوشنما ہیں سرسبز ٹیلے اور اپنر شاداب و دخت بکرت ہیں۔ باغات بھی خوشنما اور ترسے سے یہاں بہت سے ہیں۔ اسکے مقابل آبائی کی دوسرے طرف اسکو دار کی جانب دوسرا رہے جبکو قارہ اسٹیا یعنی بڑا شیا کہتے ہیں اسکے اونچے اونچے ٹیلے سرسبز و دختوں کی پوشاک پہنے ہوئے اور وہاں کے مخلوق کی رونق اور بونعازین گرتے ہوئے پانی کی بہار اور جہازوں اور کشتیوں کا اور یہاں سہل و سہل طبع چنا اوس مقام کی ایک عجیب رونق بتلاتا ہے گویا واقعی ایک جنت ہے جسکے پتھر پتھر ہی ہیں ایسا کوئی مقام دنیا بھر میں نہیں۔ دنیا بھر کے سیاح یہاں کا لطف

اور یہاں کی عمدہ آب و ہوا اور یہاں کے لوگوں کا اخلاق اور عروت و بھروسہ ہونیکے لئے دور دور سے آتے ہیں۔

چوتھا حصہ اسکو دار کھلتا ہے یہ قسطنطنیہ کے ڈوسرے طرف برائشیا میں واقع ہے اسکو آبنائی بوزغاز نے قسطنطنیہ سے الگ کر دیا ہے۔ اس حصہ میں کئی جامع مسجد اور محلات اور مکانات نہایت خوش وضع میں آب و ہوا نہایت درست ہے۔ اس حصے کے بیرونی تھانے میں عمدہ انگور کے بہت سے بندھے ہیں۔ یہ شہور انگور ہے اسکو چاؤش ازیلی کہتے ہیں اسکو انگوریت ہی کہہ دوسری جگہ ہونگے علاوہ اسکو اور بہت سی دخت میوہ دار کھڑے ہیں۔ یہاں کے شہر محلہ یہ ہیں۔ محلہ سلطان سلیم دم باب سرسکریہ کی محلہ دریاں نکلتے رہتے ہیں اس حصے کی نہری بہت ہیں انکا لچھری محلہ قاضی کوئی۔ محلہ اسہل سید پاشا واقع ہے۔ اور بجز اسکو کپڑوں مندر کے کناہ کو کناہ یہی بہت سی محلے ہیں۔ یہ سب سدا سکھ و آریں سے ہیں۔ اور بجز اسکو کپڑوں چڑھتے ہوتے بوزغاز کے کنارے محلہ قوت قیام پاشا لیوان اور سلطان کا شہر میل اور محلہ کجا کجا محلہ اشکل کوئی وال کوئی تھانے کی کو کھمہ انضول حصار قاضی کجی انگریزی واقع ہے اور دیا پشہر میں لوتر کے گروہ کاٹنے پر انشنت کا ایک درہہ بھی ہے رہے اور بھی سواونکے ینام ہیں بیکو سس نیشاں طاشی صوبہ بچہ بچہ

بیوراس انافول فنازی - اس جھ کے بلند مقام میں اونچا پہاڑ ہے اس پہاڑ  
 میں ایک محلہ ہے جسکو جالیجا کہتے ہیں یہ محلہ اپنی بلندی اور تازگی اور پانی کی عمدگی  
 اور انگور کے سٹھ ہوسے کی وجہ سے نہایت مشہور ہے۔ یہاں ایک بلند ٹیلے پر عبدالحق  
 افندی طبیب سلطانی نے ایک رواق بنایا ہے جہاں سلطان محمود خان سیر کے لئے  
 بارہا آیا کرتے تھے۔ اس ٹلو کے سوا ایک اور چوٹا سا قلعہ اسے صمد اسکودار کے روبرو واقع  
 ہے جسکو قزاقی کہتے ہیں اور غری جنوبی جہت میں کسی جزیرے ہیں ان میں  
 بڑا جزیرہ جکا نام ہے سبلی افسہ ہے اور اس سے چوٹا ایک اور جزیرہ جسکو قلینہ لی افسہ  
 کہتے ہیں۔ یہ دونوں جزیرے قسطنطنیہ کی سیرکازین ہیں۔ یہاں ختم مکانات اور مہو  
 اور سافر خانے بہت سی ہیں۔ اکثر لوگ سیر کے لئے یہاں آتے ہیں اور بڑے جزیرے  
 میں لشکر می جوی مدرسہ ہے اور روسیوں کا بھی ایک مدرسہ ہے۔ یہیں روسیوں کی  
 ایک زیارت گاہ ہے یہ اونکے یہاں ایک مشہور مقام ہے۔ اس جھ میں آدمی بھاسو کے  
 قریب قریب جقدر چڑھتا جا سکا عارتین کم ہوتی جائیں گی اور زمین کی کیفیت بجا  
 جا لگی اور اونچے اونچے ٹیلے نظر آتے جائینگے جو سمندر کی جانب پست ہوتے گئے  
 ہیں۔ اس جھ میں بوزار کی طرف ایک بلند پہاڑ ہے جسکو جبل یوش کہتے ہیں یہ سمندر  
 سے ۱۸ میٹر بلند ہے جسکی چوٹی سے قسطنطنیہ اور اس کے اطراف کے مقامات اور بحر اسود

اور اوس میں چلتے ہوئے جہاز دکھائی دیتے ہیں۔ اس جہاز کے قریب ایک ویران مقام  
 کہتے ہیں کہ یہاں خلد و دنیا نامی ایک شہر تھا اب اس کا کوئی نشان سوائے ایک پرانے  
 گرجا کے جسکی دیواریں ابھی منہدم ہیں ایک نشان ہی باقی نہیں اس محل کو اب قاضی کوئی  
 کہتے ہیں۔ رہے اس شہر کے مکانات جہاں لوگ سیر کے لئے جاتے ہیں از انجہ ایک  
 مقام ہے جسے کاغذ خانہ کہتے ہیں یہ مقام ترسخانہ کی طرف بندرگاہ کے اخیر میں ہے  
 یہ نہایت شاداب بہار و لعلی کوہی میل کے قریب اسکا طول ہے یہاں کا میٹھا پانی ایک  
 استواری سے آتا ہے۔ اس نالی کے چو طرف سرد اور زیرِ خون کے درخت ہیں۔ یہاں  
 ایک محل سیر کے لئے بنایا ہوا ہے اس کے گرد ایک خوشنما باغ ہے جہاں طرح طرح کے درخت پہلو  
 سے لہہ ہوئے موجود ہیں یہ باغ اور محل سلطان احمد سوم نے ۱۲۲۵ء میں بنایا تھا  
 اور نالی جہاں سے اس مقام پر پانی پہنچتا ہے اسکو ایک بڑے بند نے کاٹ دیا ہے جہاں  
 سے پانی تین نالیوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ان نالیوں میں صدف بچھوئے ہیں  
 ان کا پانی ایک پتیل کی حوض میں پہنچتا ہے جہاں تین مینو بکسل سانپ بنی ہوئے ہیں  
 ان میں سے محل کی دیواروں پر پانی پہنچتا ہے۔ اس بند پر جکا اوپر ذکر ہوا ہے  
 تین رواق ننگ مرد کے بنے ہوئے ہیں اور چپت تانبے کی مٹلا اور تپرون کی ہے  
 وہاں سے وہ مالی خبر دے ہوتی ہے جو سیرگاہ کو پہنچتی ہے اور آگے چلک بہت چوٹی

ہو گئی ہے۔ اور اڈر پانی میں ملکہ ایک مقام پر جہاں نام قرن الذهب ہے گرتی ہے  
اس قرن الذهب میں کشتیان چلتی ہیں اور کشتیوں میں زن و مرد اوی وادی کے  
سیر کرتے ہیں۔ اس سیرگاہ کے سوا اور کئی سیرگاہیں ہیں جو شہر کی جانب غب واقع ہیں  
وہ یہ ہیں محلہ وال افندی باقر کوئی آیا صفانوس سورجی وغیرہ۔ اور جنوباً  
شرق سیرگاہیں اسکودار میں واقع ہیں ان کے دیکھنے سے آنکھوں کو تراوٹ دل کو راحت  
حاصل ہوتی ہے۔

شہر مطنیہ تمام دنیا بھر کے شہروں میں موقع اور مرکز اور قریب کے نظر کرتے  
نہایت خوشنما ہے اور اس شہر کے شمالی ترک نہایت لطیف الزاج نیک رویہ خوش مزاج ہیں۔  
معان نوازی ان کا خاصہ ہے۔ علوم و فنون لطیفہ کوئی حاضر جوابی اخلاق تہذیب  
ان لوگوں کا جوہر ذاتی ہے۔ عمدہ غذا کے عادی۔ خوش پوشاک سے زیادہ رغبت ہے  
دعوتوں وغیرہ میں دل کھول کے اپنا روپیہ صرف کر دیتے ہیں۔

خاص مطنیہ کی آبادی ۱۵۶۵ء میں ۸۷۳۵۶۵۔ آدمیوں کی تھی۔ یہاں کے باشندے  
وٹولت مسلمان اور باقی ایک ثلث یہود و نصاریٰ ہیں۔ نصاریٰ میں سے رومی تقریباً ۱۰۰۰  
اور ارمنی قریب ۱۵۰۰۰۔ اور یہود ۴۰۰۰۰ ہیں۔ اور مسلمان بھی تعداد سب سے زیادہ ہے اور ان کی  
تین قسم ہیں (۱) اعیان دولت اور ملازمین سرکاری۔ (۲) تجار و اہل الماک (۳) ہنرمند



اور پنج کاموں کے۔ نصاریٰ میں درومی لوگ یا تو تجاہل میں یا خوفِ گر۔ آرمینیوں کی توجہ اند  
ترکی سے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے محلوں کے قریب رہتے ہیں۔ اہل نصاریٰ بوجہ تجارت  
کے زیادہ مالدار ہیں۔ ان میں سے کئی دراف۔ جوہری۔ گھڑی ساز۔ پارچہ بافی وغیرہ  
کا پیشہ کرتے ہیں اور اکثر ضربِ خانہ سرکاری میں ہی ملازم ہیں۔ انہیں آرمینیوں میں  
بعض پوپ کو مانتے ہیں جنہیں کیتھولک کہتے ہیں۔ ان میں اکثر لوگ غلط  
اور بک اوغلی میں رہتے ہیں۔ ان کے عادات و اطوار ان کے خلاف بلکہ انگریزی  
طریقہ کے عادی ہیں۔

اعیانِ دولت اور ملازمین کی بھی تین قسم ہیں اہل علم اہل شرف اہل ملک  
اہل علم میں کمرتبہ مدرسین کا ہے۔ مدرسین کی دو قسم ہیں۔ مدرسینِ استناد (قططنیہ)  
مدرسینِ ہر و خباہت۔ ان میں مدرسینِ استناد زیادہ فائق سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے  
ستبے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں میں اکثر خلیفہ رجبہ طلبِ شام وغیرہ کے  
قاضی اور عمدہ دارامور رکھے جاتے ہیں۔ آخر ان کو یہاں تک رتبہ ملتا ہے کہ مکمل  
مدینہ منورہ کے شریف ہر جاتے ہیں۔ انہیں میں سے قاضی دارالخلافہ مقرر کیا جاتا ہے  
آخر پنج الاسلام انہیں میں سے منتخب ہوتے ہیں۔ اور یہ انتخاب برفہ حضور سلطان  
دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو جہاں تک ترقی دیا جائے ممکن ہے۔ رہے مدرسینِ بزرگ

ان کی ترقی صرف تائیک ہوتی ہے۔ جیسے تائیک بیروت یا تائیک سین تائب وغیرہ  
ان ان میں بعض خوجہ کے رتبے تک ہی ترقی کر جاتے ہیں۔

اس سرکار میں لشکری آدمی کی زیادہ عزت ہے۔ یہ لوگ بتدریج اپنے عہدہ سے  
عہدہ پر ترقی کرتے ہیں۔ ان میں کم تر رتبہ اون ہاش کا ہوتا ہے۔ ان بعد چاوش  
پھر ہاش چاوش پھر یوزباش۔ ملازم ثانی اور ملازم اول اور قول اغاسی اور کیلیاشا  
اور قیقاق اور امیر الائی اور امیر لوار اسکے بعد رتبہ فریق تک اسکی ترقی ہوتی ہے  
اور شیر عکر یہ ضرور ہے کہ لشکری ہی ہے اس درجے کو پھر نیچے۔ یہ شیر بھی مغول اور بھی  
مامور ہو کر تا ہے اور بھی فوجی سلسلے کی مکمل سلسلے میں ہی آجاتا ہے۔ لشکری مراتب بڑھتی  
کے بعد نصیب ہوتے ہیں۔ ان میں کا کوئی عہدہ دارا حیات عہدہ کی برطرف نہیں کیا جاتا  
البتہ کوئی جرم جو اس سے ایسا ضرور ہو کہ سفر اسکی عہدہ کے ہی کو برطرف کر دیا جاتا ہے  
ملکی عہدوں کی دو قسم ہیں۔ پہلی قسم میں اونے سوائے تک سلسل مراتب ہیں چنانچہ  
رتبہ خواجگان اسکو رتبہ خامسہ کہتے ہیں اسکے بعد رتبہ رابعہ پھر ثالثہ پھر ثانیہ۔ رتبہ  
تائیہ کی دو قسم ہیں۔ صنف ثانی۔ صنف اول۔ صنف اول کو امتیازی رتبہ ثانیہ کہتے  
ہیں۔ اسکے بعد ایک رتبہ اول ہی اسکی دو قسم ہیں۔ صنف ثانی اور صنف اول  
اسکے بعد رتبہ بالابے اور اسکے بعد صرف وزارت اور شیرت کا رتبہ ہے۔

ملکی عہدوں کی دو قسم ہیں۔ ان میں ہی ادنیٰ اور اعلیٰ مسلسل مراتب ہیں۔ پہلا رتبہ  
قبوچی باشتی یعنی صدر عرض بلگی ہے۔ دوسرا اصطبل خاص کا رتبہ ہے جسے امیر آخر کہتے ہیں  
تیسرا رتبہ امیر الامرائی۔ چوتھا میر میران۔ پانچواں ردلی بکربک۔ چٹا وزارت  
ہے۔ ان عہدوں میں عمدہ قبوچی باشتی صنف ثانی کے رتبہ نمائندہ کے برابر ہے۔  
اور اصطبل خاص و امیر الامرائی کا عمدہ صنف ثانی کے رتبہ ثانیہ کے مساوی ہے اور رتبہ میران  
صنف ثانی کے پہلے رتبہ کے مقابل ہے اور رتبہ ردلی بکربک صنف اول کے اعلیٰ رتبہ کا چشم  
ہے۔ ان عہدوں کے سوا اور عمدہ داروں کے لئے سرکار سے ادنیٰ حسن کار گزار کے  
نظر کرتے عجیدی نشان عنایت ہوتا ہے۔ اس نشان کے پانچ مرتبے ہیں۔ پانچواں رتبہ  
بہت نیچا ہے۔ پھر راجہ۔ پھر ثالثہ پھر ثانیہ۔ اور رتبہ اول اس میں اعلیٰ ہے۔ ان نشانوں  
یعنی معون کے سوا اور کئی نمونے ہی سرکاری عنایت ہوتے ہیں۔ یہ الماس سے مرصع ہوتے  
ہیں۔ اور یہ خاص خاص اعیان دولت کو دئے جاتے ہیں۔ چونکہ اکثر تحریریں نظمیں نقاب  
بکثرت لکھے جاتے ہیں اس لئے سرکار نے اس عادت کو باطل کر کے چند نقاب ہر ایک عمدہ  
کے لئے اور اسکی خدمت و مقام کے نظر کرتے مقرر کردئے ہیں جنکی یہ فہرست ہے

اساکی رتبہ	ان مراتب کو لکھنے کا نقاب	اساکی رتبہ	ان مراتب کو لکھنے کا نقاب
مشیر و وزیر	دو تلو افندم حضرت لری	قاضی عسکر	ساختلو افندم حضرت لری



اس وقت کہ قوانین و آئین بالکل داؤ گستری و مہر پروری کے لحاظ سے اجرا ہوتے ہیں اور عرف و شرع کے نظر کرتے جہاں بنائی کے چھنے مہات ہیں اور ان سب مہات کے پوری سرنگام پر وہ احکام شامل ہیں بیان کوئی شرعی حکم بغیر منظوری شیخ الاسلام کے اور کوئی ملکی و انتظامی حکم بغیر صوابدیدہ وزیر اعظم اور مجلس کے ہونے ہی نہیں پاتا جب مقدمہ سنگین میں فیصلہ کا خلاصہ کیا جاتا ہے تو وزیر و حضرت سلطان کی پیشی میں پیش کیا جاتا ہے اور آپ کی مرضی کے موافق اسکی تعمیل ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی خونی کے قصاص کیلئے فیصلہ دیا جاوے تو یہ فیصلہ قبل از تعمیل حضور سلطانی میں پیش ہوتا ہے۔ اگر وہ چاہیں اسے بخشدین یا قصاص یا کسی دوسری نرا سے بدلہ دینے کا حکم فرماویں۔ مجلسوں کے نام یہ ہیں۔ مجلس خاص (اس مجلس میں صرف و کلا رسلطنت جمع ہوتے ہیں) مجلس تنظیمات۔ مجلس احکام العہدہ مجلس المعارف العمومیہ مجلس عسکریہ مجلس توجانۃ العامہ۔ مجلس الاعمال الخومیہ مجلس البحر مجلس المالیہ۔ مجلس عموم نافقہ۔ مجلس العبطیہ۔ مجلس انتخاب حکام شہرہ۔ سوائے انکے اور مجلسین ہیں۔ ان تمام مجلسوں میں لایق لایق لوگ شامل ہیں۔

اس وقت علیہ کے بلاتین قسموں میں منقسم ہیں انہیں سے ایک قسم کی پرانی دنیا کہتے ہیں جو براعظم یورپ میں واقع ہے اور دوسری قسم براعظم ایشیا میں اور تیسری قسم براعظم افریقہ میں اور ان میں سے ہر ایک قسم میں زمین سرسبز اور میدان کشادہ اعدور یا کھیر

دہنرین بکثرت اور پہاڑ بلند اور عمارات عالیشان ہیں اور اکثر اقلیم میں ہوا معتدل  
 اور نباتات کی روئیدگی باقراط اور حیوانات و معدنیات بکثرت ہوتے ہیں اور ان میں  
 بے شمار لوگ مختلف مذاہب کے آباد ہیں جسکی وجہ سے وہ بے نظیر سمجھے جاتے ہیں  
 اور جغرافیہ دانوں نے اسکی پیمائش اسطرح کی ہے کہ ۶۵۲۲ ۶۵۲۶ میل مربع ہے  
 اور چونکہ فرانس ۹۷۴۸ میل مربع ہے اسلئے یہ نسبت اسکر ۱۴۱۰ رجب زیادہ ہے اور نسبت  
 ممالک کے اور جب وسیع ہے کیونکہ وہ (۱۲۱۲۱) میل مربع ہے اور اکثر کی یہ رائی ہے  
 کہ اس میں ۶۳۲۶۴۳۶۱ باشندہ آباد ہیں اور یہ حساب ہی وہیں تک ہے جہاں تک  
 جغرافیہ دانوں کی رسائی ہو سکی۔ رہے بنگلہ بیا بان اور خشک برادر اور فتاد و سنہین  
 موبیا مکے باشندوں کی تحقیق جغرافیہ دانوں سے نہ ہو سکی اسلئے ان کا عدد انہوں نے  
 اوس مہد میں نہیں ملایا۔ یہ لوگ اون صحرائیوں کے عدد کا پتہ کیونکر لگا سکیں گے  
 جب انکو خود شہر کے باشندوں کا ٹھیک حساب ملنا دشوار ہے فقط

رات  
 حن



## ہندوؤں کی اصل اور تہذیب

ہندوستان بہت قدیم زمانہ سے ایک کرشمہ اور طلسم کا ملک سمجھا جاتا ہے اور مثل اور ممالک کے آباد ہونیکے علاوہ دولت اور عجیب و غریب دانائی اور علوم و فنون سے معمور خیال کیا جاتا تھا۔ اس شہور و معروف ملک پر بہت سی جلیل القدر اور عالمگیر بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے حملہ کئے منجملہ انکے دارا۔ اور گشتاسپ اور۔ مسکندر ذوالقمرین۔ سلطان محمود غزنوی۔ چنگیز خان۔ تیمور۔ نادر شاہ۔ لارڈ کلایو اور مسٹر آر تھروپلی سب کے لشکروں نے اسکو مفتوح اور مغلوب کیا گو شاہ ایران سولیکر بولش ایٹ انڈیا کمپنی تک ہندوستان پر حملے اور لوٹ کھسوٹ برابر ممتی رہی تاہم ہندوستان کی اصلی حالت میں کوئی تغیر نہ واقع نہیں ہوا اور آج بھی وہ ایسا ہی ملک ہے جیسا کہ مسکندر کے ہماہیوں نے اسکو بیان کیا تھا یعنی اس وقت بھی یہاں وہی پہاڑ موجود ہیں جبکہ بطور غار و نکلے کہو د کر بڑے بڑے عالیشان بت خانہ بنائے گئے ہیں۔ اور منہور یہاں نہایت قدیم بت پرستوں کا مذہبوں سے علی ہذا ہے



قومی امتیاز باقی ہے جو مسکنوں کے وقت میں تھا۔ غرض یہ کہ دریائے گنگا کی قدیمیت۔ جگننا تھ کے بت اور اونکی پرچوش پرستش۔ شیرون اور ہاتھین کے جنگل۔ چانوتون کے کہیت اور سندی کے درخت۔ سونے کے خزانے اور موتیوں کے ڈھیر۔ میرون کی افواہ۔ اور خوشبودار چیزوں کی کثرت سے ہنوز ہندوستان بھور ہے۔

ہندوؤں کی مقدس کتابیں بہت قدیم ہیں اور اونکا علم مثل اور علوم کے دو تین ہزار برس پہلے ہی کامل اور بے نظیر تھا مگر انوس ہے کہ باوجود ان تمام لیاقتیں ہندوؤں نے کسی زمانہ کی تاریخ نہیں لکھی اور نہ ہندوؤں میں سالیانہ یا موجودہ زمانہ کی تاریخ کا علم رہا۔ قدیم زمانہ میں مصر کے باشندے واقعات کو اس قدر مزوری سمجھتے تھے کہ وہ پتھروں پر۔ قبروں پر۔ میناروں پر اور پائدار چیزوں پر اپنے ہر روز واقعات تک کندہ کر لیتے تھے۔ مگر ہندوؤں نے اس زندگی کے بعد انیوالی اور نامحدود زمانہ کے واسطے انسان کے کارناموں کو اس قدر لاعامل اور غیر مفید سمجھا کہ انہوں نے بہت ضروری واقعات ہی قلمبند نہ کئے۔ اسلئے دنیا میں یہ قوم سب سے زیادہ بے تاریخ رہ گئے انہوں نے صرف دھوکے باریک ماسک اور علم الہیات کی چوٹی چوٹی باتوں پر زیادہ خیال رکھا مگر تاریخ کے سے ضروری علم کو

خیال نہیں کیا اسوقت جو کچھ ہے وہ صرف ایک ہی تاریخی واقعہ راجہ چندر گپت کا ہے جو سنسکرت و ذوالقرنین کے ہزمانہ تھا اور جسکو یونانی مورخ سنسکرت لکھتے ہیں باقی ہے اس واقعہ سے ہندوؤں کے سنہ کے بارے میں پتا نہ چلا سکتا اور اردو حساب کے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ چندر گپت قبل از مسیح ۳۱۵ء میں تخت نشین ہوا۔ طے ہذا ہندوؤں کے اس بیان کے بموجب جو وہ لکھتے ہیں کہ بدھا کی وفات کو اس راجہ کی تخت نشینی کے وقت ۱۶۰ برس کا زمانہ ہوا تھا تو اس سے یہ بھی معلوم کہ بدھا نے مسیح قبل از مسیح رملت کی ہوگی۔ صرف یہ ایک سنہ جو جو قدیم زمانہ کے ہندوؤں کی کتابوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ غرض جیکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کی تاریخ نہ ہندوؤں کے علوم سے مل سکتی ہے اور نہ کسی نقش سے یا کتبوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو کچھ اسوقت کے معلوم ہو سکتا ہے وہ صرف علم ہندوؤں سے معلوم ہوتا ہے۔ لغتوں کی بلے ثبات آواز جو زبان سے نکلتی ہے باوجود اس قدر تغیر و تبدل کے اور اصل محتاج سے بہت دور چلے جانے کو یہی پتہ اور کاشی اور پتھر کے کتبوں اور کندوؤں سے زیادہ پائدار کتبہ ہے۔ سنسکرت کی مقدس اور قدیم زبان غور کرنے سے جو ہندوؤں کی اصل اور نسل اور ہندوؤں کا اپنے قدیمی وطن سے نکل کر دریاے سندھ اور گنگا کے اطراف حکومت اختیار کرنے والے

تیا مل سکتا ہے۔ سنسکرت زبان ہین یہی خبر دیتی ہے کہ آریہ اور ہندو اور یورپ  
کا خاندان مندرجہ ذیل سات قوموں پر مبنی ہے۔

ہندو۔ ویدو۔ پوزین۔ گریک۔ اور رومن۔ ان خاندانوں کے لوگوں

نے اپنے آبائی ملک وسط ہندوستان سے کوچ کر کے یورپ اور ایشیا کے جنوب میں

سکونت اختیار کی اور گیلیٹ ٹیوٹن اور سلاو قدیم جو یورپ میں

داخل ہو کر وہاں کا لٹیش اور بحر کا سپین کے اطراف پہلے گئے مندرجہ بالا سات

قوموں کی زبانوں کا مقابلہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب قومیں

اصل میں ایک تھیں۔ انہوں نے بحر کا سپین کے مشرقی اور ہندوستان کے

شمالی وغربی ملک سے قتل کی۔ پہلے وہ گڈریہ تھیں گڈجب موجودہ ترکستان سے

کوچ کر کے دریائے سندھ اور گنگا کے وادی میں آئیں اور وقت آہستہ آہستہ

زراعت کی طرف راغب ہوئے اور پھر ایران کا بنگلہ گویا ادھر آئے داسطے بچا ہوا

ان سات زبانوں کے خاندان کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زبانوں میں

بہت عموماً غلطی کی ہل ایک ہی ہے اور صرف ونحو کی ترتیب ہی قریب قریب

ایک ہی ہے۔ عموماً کلمات کی تصدیق بڑے علماء کر چکے ہیں کہ یہ سات زبانیں

ایک ہی سے نکلی ہوئی ہیں

زبانوں کے اثبات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندو اور یورپین قوموں کا وسط  
ہندوستان سے اخراج کر نیکے پیشتر انکے اصلی خاندان کو آدین کہتے تھے اس نام کی  
تصدیق متن کی تحریروں سے ہی مل سکتی ہے وہ کہتا ہے کہ ”شرقی اور غربی بحیرون  
کی وسعت کے برابر پہاڑوں کے دریاں میں زمین کا ایک قطعہ ہے جسکو داناون  
نے آری ویٹ کے نام سے ماقب کیا ہے جیکے معنی بزرگوں سے آباد کیے گئے ہیں“  
کتاب ژند و ستا میں ایران کے باشندوں کو ہی اوس لفظ کے ساتھ موسوم کیا ہے  
جیکے معنی سوز کے ہیں ہرودیس (Herodotus) کہتا ہے کہ  
ہیڈ لوگون کو اسل میں آدین کہتے تھے۔ سٹو الو کا قول ہے کہ مسکنڈ  
ذوالقرنین کے وقت میں دریا سے سندھ کے اطراف تمام ممالک کو آدین کہتے  
تھے۔ زمانہ حال میں ایوان اور اڈن (آرلیٹڈ) ہی شاید اوس اصل خاندان  
کی زبان کے الفاظ ہیں۔

دین اور ژند و ستا (epoch) کے زمانہ سے

پیشتر آدین لوگ موجودہ ترکستان میں بحیرہ کیپین کے شرقی میدانوں میں  
چرواہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ وسط ایشیا میں اون بکری ہوی آری قوم کا  
کسی نامہ میں تہنق ابھرنا اس لیل سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک افغان نام اس زبان کا

کوئی ہی دو یا زیادہ زبانوں میں ایک ہی پایا جاتا ہو چنانچہ جیسے ژند اور پُرانی  
خادھی زبان میں ہی ویسا ہی پایا ہو۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ لفظ باب اور  
گھر اور کشتی کے واسطے ان سات زبانوں میں قریب قریب ایک ہی لفظ استعمال ہے  
جبکہ گھر اور کشتی کا لفظ ساتوں زبانوں میں بطور واحد کے استعمال ہے اور اس سے  
یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ تاریخی زمانہ کے پیشتر آریہ قوم کے لوگ گھروں میں رہتے تھے  
اور جہاز رانی ہی کرتے تھے اور کشتیوں میں بیٹھ کر دریائے اکسس اور جگستراؤش  
میں پھرتے تھے۔

آریہ قوم پہلے گڈیریہی وہ خود لفظ پائسلوڈل جسکی اصل سنسکرت میں  
لفظ پائا یعنی چوکی بھرنا اور محافظت کرنا (جیسا کہ انان چوپانوں کی محافظت کرتا  
ہے) کہے جاتا تھا۔

پیکلیٹ کتاب کہ تاریخی زمانہ سے پہلے آریہ لوگ جو مہنت اقوام مذکورہ بالا  
کے آباد تھے ان حضرات سے تخمیناً تین ہزار برس پیشتر وسط ایشیا کے ملک  
بالکٹیا میں رہتے تھے۔ کیونکہ وہاں کی زبان گویا تمام ہندو اور یورپین  
زبانوں کی مصدر ہے۔ وہ چرواہے تھے مگر اوارہ نہ تھے۔ کیونکہ انکی سکونت ایک جگہ  
پر مقرر تھی۔ ان کے پاس۔ بیل۔ گھوڑے۔ مینڈھے۔ بکرے۔ سور۔

اور پہلے ہوئے حیوانات تو۔ گایون کی ٹولی جنگلون میں چرتی تھی۔ ہر ایک ٹولی کی خاص قوم مختار تھی۔ اور ہر ایک چراگاہ کے وسط میں ایک گاؤ خانہ رہتا تھا۔ گھر میں لڑکیاں۔ مسک۔ دہی۔ وغیرہ بناتی تھیں۔ چرپایوں کا گوشت اور دودھ دہی اور انکی خوراک تھی۔ گائے بہت مقدس سمجھی جاتی تھی۔ یہ لوگ کاشتکاری بھی کرتے تھے اور انکے کھیتوں میں علاوہ دوسرے غلہ کے جگہی پیدا ہوتے تھے اور انکے پاس بل تھا۔ چکی تھی۔ کھارڑی تھی۔ تھوڑے تھے۔ اور جانوروں کی اواز پر سے آنے والے حادثے اور واقعات کہنے کا علم ہی تھا۔ وہ سونا۔ چاندی اور تفلے سے بنے ہتھیار تھے۔ اونکو کاشنے اور بننے کا ہنر یاد تھا اور گل کی طرف سناڑی بھی کر سکتے تھے۔ اونکے گھر و سکے دروازے تھو۔ زیریچ تھے۔ اور دودھ دہان تھیں۔ وہ چرنے اور جتے پہنتے تھے۔ ابا لاہوا اور تھلاہوا گوشت کھاتے اور شوربا بھی پیتے تھے۔ اونکے پاس بھاسہ تھے۔ تلواریں تھیں۔ تیر تھے۔ کمان تھیں اور ڈھالیں بھی رکھتے تھے۔ اونہیں انتظام خانہ داری تھا۔ چند آسان قرابین تھے۔ کہیل تھے۔ نچ تھے۔ اور ہوائی باجی تھے۔ وہ محاسب جانتے تھے اور کھانا سال ۳۶ دن کا تھا۔ وہ آسمان زمین۔ آفتاب۔ چاند۔ ستارے۔ آگ۔ پانی اور ہوا اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلاب سے

یہ آریا قوم تین حصوں پر تقسیم ہو گئی ان میں سے ایک نے ہندوستان میں دوسری نے  
 میڈیا اور ایران میں تیسری نے یورپ میں سکونت اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ حضرت یح سے  
 تین ہزار برس پیشتر آریہ لوگوں کے ایک گروہ نے دریائے سندھ سے گذر کر ہندوستان کے  
 قدیمی سیاہ فام باشندوں کو شکست دی۔ پھر اسکے ساتھ مل گئی اور آہستہ آہستہ تمام ملک میں آباد  
 ہونے لگی۔ آریہ قوموں نے پنجاب اور دریائے گنگا کے درمیانی ممالک میں سکونت اختیار کر نیکی  
 بعد اپنی جمگی گڈریانہ لائف کو عمارتوں کی تعمیر اور کشکاری میں تبدیل کیا۔ ہندوستان اب  
 قدیمی تہذیب یافتہ شہروں کے زمرہ میں شمار کیا گیا۔ ہندوؤں نے فلسفی اور عظیم فنون میں  
 اعلیٰ یافتہ حاصل کی۔ مگر انکی تہذیب بے تحریک اور محدود ہو گئی اور زیادہ ترقی نہ کر سکی  
 زمانہ قدیم میں ہندوؤں کا علم نامحدود تھا انکی تمام کتابیں مقدس شکریت زبان میں لکھی  
 گئی تھیں۔ اور انہیں سے اکثر کتابیں چار ہزار برس کی پُرانی ہیں۔ ہندوؤں کے لٹریچر میں  
 سب سے زیادہ پُرانی کتابیں وید ہیں جہدیمی اور مقدس نوشتجات ہیں۔

ایم مسنٹ مارٹن لکھا ہے کہ جب ہندوؤں کا یہ سہو گنگا کو آئے اور جس مقام پر رہا  
 گنگا سے ملتی ہو اور ہر اپنا نہایت قدیمی شہر آباد کر رہے تھے۔ اس ع سے میں دیکھا پچھلا بھاگ لکھا گیا  
 تھا اسوقت اس کے پھر ان کا رنگ صاف تھا اسلئے اپنی متوجہ قوم کو کالے لوگ کہا کرتے  
 تھے آج کا یہ کالے لوگ مسند کے نام سے موسوم ہو گئے اور انکا شمار ہندوستان کی

قوم میں ہونے لگا۔ ہندوستان کے سیاہ فام باشندوں کو مغلوب کر کے بعد آریہ قوم نے  
 ذات پات کے نہایت سخت رسومات جاری کئے۔ لوگوں کو چار ذاتوں پر تقسیم کیا۔ اور یہ قانون  
 نکالا کہ ایک قوم دوسری قوم کے ساتھ شادی کرے اور کھیلے گا یا نہیں یہی سب جمل ہی نہ رکھے۔ غرض  
 کہ انہیں ایک ہی ہندو برابر کر رہی ہیں۔ پہلے ذات دھرم گرد یعنی برہمنوں کی تھی جنہوں اور  
 مہتر اور خنہ پرست سمجھی جاتی تھی اور ملکی اور مہتری اموات میں مل جاتا تھی۔ اور انکی تعلیم و تکریم نہ دینے  
 راجہ سمجھی زیادہ ہوتی تھی۔ وہ مقدس اور بے گناہ سمجھے جاتی تھی کسی جہم کے سب سزا کے  
 متوجہ نہ ہوتے۔ انکیس سے آزاد تھے۔ بادشاہوں کے خاص معذوب اور صلاح کار تھے بلکہ تمام  
 محکومین وہ ہی وہ تھے۔ دوسری ذات چھتری یعنی پانیوں کی تھی جو ملک کی حفاظت کرتے  
 تھے اور جبکہ معاوضے میں انکو چند حقوق ملے ہوئے تھے۔ مگر لوگ مطمئن تھے۔ اور طاقتور و آبرور  
 تھے ہندوستان دور تھا اسلئے انکے جنگی فرائض کی ادائی بہت کم ہوتی تھی اور یہی سب تھا  
 کہ پانی بہت ست اور کمال ہو گئے اسلئے برہمنوں کو پولیس معاملات میں متقی کرنا بہت آسان  
 ہو گیا۔ تیسری ذات ویش یعنی پیادوں۔ کاشتکاروں اور اہل نہر کی تھی جنکے کسب کا  
 اور جو زمین کہ وہ استعمال میں لاتے تھے صرف کام کرنے تک انکو مہر کا حصہ دیا جاتی تھی پر کسی  
 اسکے مالک اور خود مختار نہ کیے جاتے تھے۔ چوتھی ذات مشہور یعنی ملازمین اور مزدور  
 کی تھی جو ان سیاہ فام قوموں سے تھی جنکو آریہ لوگوں نے شکست دی تھی۔ انہیں اپنا



آجانی پشیم اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور جو لوگ اس پابندی کو توڑتے غورینوں سے بھی زیادہ  
مجموع قرار دیکر طاعت سے خارج کر دیے جاتے اور ہندو انکو انسان کا فضلہ سمجھ کر نہایت عقارت اور  
طعن کے ساتھ دیکھتے۔ وہ نہ شہر وں میں رہ سکتے ہیں نہ دیہاتوں میں۔ کیونکہ وہ جس چیز کو  
چھوٹے ہیں ناپاک ہر جاتی ہے بلکہ خداوندان لوگوں کو دیکھنے سے بھی اجابت آجاتی ہے۔  
ہندوؤں نے خدا کا حکم سمجھ کر ذات پات میں سخت امتیاز ڈال دیا تھا۔ اس امتیاز نے ہندو  
کی ترقی کو جو ایک درجہ تک بلند ہوئی تھی بند کر دیا اور آرام اور عدم حرکتی میں ڈال دیا۔ ہندوؤں کی  
عقلی و دماغی اور افسانے گھڑنے کی قدرت اور ان کے وسیع لٹریچر میں پائی جاتی ہے اور یہ افسانے ان کے  
مذہب اور الوہیت کے ساتھ کثرتاً تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے علوم میں وید کی چار کتابیں نہایت  
نامور اور مفید ہیں۔ ان کتابوں کو تمام ہندو اپنے مذہب کا دار و مدار سمجھ کر نہایت عزت کے ساتھ  
ہیں۔ ہندو ہی گیت اور دعائیں۔ قربانیوں کے طریقہ۔ اخلاقی ضرب الامثال اور عقولے کتابوں  
میں سندھ ہیں۔ وید کے بعد مگر سفید کم سنو کے قوانین کی تعلیم و تکریم ہوتی ہے۔ ہندوؤں  
میں بہت سے شعور و سخن کی بھی کتابیں ہیں جو اپنے بے انتہا استعارات اور کنایات۔ اسی قریب  
اور بھی اثر کے سبب مشہور ہیں۔ انگریز ہندوستان فتح کر کے بعد ان کتابوں میں سے  
انگریز کتابیں ولایت لے گئے۔ اور موجودہ یورپین زبانوں میں ان کے ترجمے کئے  
حضرت مسیح کی پہلی صدی میں آریہ مٹ نے جو ایک ہندو تھا یہ تعلیم دی کہ زمین ایک کرہ ہے

جو اپنے غور پر پھرتی ہے۔

سردولیم جونس نے جو انگریزی میں بڑے عالم اور ایشیائی زبانوں میں ماہر تھے ایک صدی  
سنسکرت کے وسیع علوم کو یورپ میں داخل کیا اس سے پہلے یورپ کے باشندے اس طریق پر سے  
بالکل نا بلد تھے۔ سردولیم جونس نے ہندو۔ پارسی۔ اور چلیسیوں کی دانائی  
کو یورپ میں تازہ کیا۔ اوسوقت وہاں کے باشندوں کو مشرقی علوم و فنون ایسے  
اور حسی معلوم ہوئے جیسا کہ لمبیس نے امریکہ کو کشف کیا اور نیا معلوم ہوا۔ وہ ہزار ہا برس دولت جمع  
کر رہے تھے اور اسی نظاری میں تھے کہ صاحب قسمت آئیں اور سہاگہ نام مذہب متویں اور بے انتہا  
مشرق سے سونے کو یعنی حقیقی دولت کو زمانہ میں تازہ کریں۔ سردولیم جونس نے وید اور  
اوس سنسکرت کتابوں سے تنو کے قوانین کا انتخاب کر کے انکا انگریز میں ترجمہ کیا اوسوقت سے اور حسی  
گذشتہ آدھی صدی کے جیکہ شلیگل کے باشندوں نے اس علم کی طبع کی سنسکرت کے مطالعہ میں  
عمدہ اور حیرت انگیز ترقی ہوئی ہر اب تو سنسکرت کے پروفیسر بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں  
پائے جاتے ہیں اور یورپ نے ہی سنسکرت کا ایک بڑا عالم پیدا کیا ہے جکا نام پروفیسر ولیم ڈی وی  
ہے اور جو میل کالج کے طالب علم تھے۔ سنسکرت کو یورپ میں عالموں میں بہت بڑی عالم پروفیسر میکس  
ہین جو جرمنی کے باشندے ہیں اور جنہوں نے آکسفورڈ کی یونیورسٹی میں تعلیم پائی تھی۔ ہنریکا  
نوبس جو نمونک باشندے مگر متحدہ زمانہ میں معلوم ہوا، صرف کھل بروک۔ ولکنس۔ ولین اور چند



# زرجنده رسالہ حسن

۱۵

سالانہ

عمر

ماہوار

عمر

کلم آمدنی والوں سے سالانہ

۱۲

ماہوار

## آشہار عطریات

عطر خانی تودہ صم	عطر سوتیا فی تودہ	عطر کپورہ فی تودہ	عطر گلاب فی تودہ	عطر اگر فیتولہ
عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵
عطر مٹی فی تودہ	عطر مدین مان موکرا	عطر جہی فی تودہ	عطر نیلی فیتولہ	عطر سوگ فیتولہ
عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵
عطر ضیلی سنج فیتولہ	عطر محبوبہ فی تودہ	عطر عید فیتولہ	عطر عروس فیتولہ	عطر شہناز فی تودہ
عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵
عطر حیا فی تودہ	عطر مری فیتولہ	عطر سوتیا اکبر آباد	عطر قند فیتولہ	عطر رخسار اصل
عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵	عمر ۱۲ - ۱۵

المشتہر

الہی بخش و امام الدین - لکھنؤ - منورنگ



## دکن کا نامی و عواضانہ

کچ بابر امین عیسے کے دوستی ہو صاف وہ صاف گواہینہ نمالقی ہو  
دل چیتا ہے دو اور کی لطافت کا اثر دیکھنے ہی سے رعبہ کو ترش نمالقی ہو

محدثنا اوس شافی مطلق کو نہ اور ہے کہ جسے اپنی قدرت کاملہ سے انسان ضعیف النیان کو سچائی عطا کی اور وہ دوسلام اور سکے  
 حکمت یا جسے دریاں و ممالک شربت اسلام ہلاکت بخشی۔ البعد۔ ہر خاص علم پر روشن ہو کہ ہار یہ دو ہفتہ فی زمانہ  
 سعد و غم و ادویہ مفردہ و مرکبہ ہر عرصہ گیر رسالہ ۱۲۹۹ء سے اس شہر میں جاری، دنیا کی ہر قسم کی ادویہ تیار موجود ہے ہر بات  
 و تجربہ کامل ملک پر پھر کفایت و احتیاط و صفائی میں لانا چاہیے ہمارے دوا کو ہر سند ہا و سارے غفلت شدہ قدر دانوں کی دلیل و اگرچہ  
 اب یہ دو ہفتہ ایسا شہور کہ شہر کی کہ چاہے نہ ہو کہ ہر قسم کی ادویہ مرکبہ کی تیاری اس دو ہفتہ میں نہ نظر ہو تو بشرط رعیت کی بخوبی دھمکی کی تیار  
 ملکتی ہو گویا جان بر ریخت کو کوئی آشیاء اس خانہ سے طلب ہو تو مقرر خانہ کے نام بذریعہ کتابت طلب فرماوین و بسین ان  
 پیچیدہ سبکی پر لیکن نام و تمام سکونت ملے و دفعہ لکھنا **اطلاع خاص** ہمارے یہاں کے خریدار و کو دوا خانہ کی علامت و نمونہ غلط  
 مسلمان کر لیا چاہے کہ دیکھ کر نہ ہو کہ بعد صرف ادویہ علامت دو خانہ قبول نہ ہو کر دیا جاتا ہے ایسا سے ضروری۔ اس خانہ سے ہر  
 علاج معلوم بخوبی ہو سکتا ہو اگر کوئی صاحبان اخذ و ویران کو ضرورت ہو تو حکیم فرما خان صاحب دیکھو خود رجوع ہوئیں یا مکانہ  
 طلب فرماوین لیکن موانع و تفریق فیہ نہ ہوگی **المستحضر** محمد میرزا خان، دیکھو ہم دوا خانہ کو مختلف حکیم میرزا خان صاحب۔ امیدوار  
 باز اچھی سیان متصل کوئی رزٹینے۔ **محب و از مودہ شرطیہ و دوا این**  
 امراض ذیل کی ادویہ شفا خانہ ذیہ الحکما و اکثر علم ہی اذیر سار مانعیت لاہور میں چوتھے ۱۷۰۰ سے جاری ہوتی ہیں مفصل  
 فہرست ملے آدھ آنہ سر ملکتی و۔ **طلا۔** امور استعمال بچہ پن کشفہا گر کوئی طبوت و گوار کو دوا کر کے دواغ ناموری وقت نمی  
 جریان سرعت انزال و خفلام۔ (اکیوہ سور) مصر ب و امی تبغ صوف انصا ریدہ معدہ تاریک نیم دود سر و فرج و کثرت  
 و اقسام خمس کو کئی شہاضف جگر ستی حق ہو دور ترابو۔ (توبل لحد) مسوداک و قرحہ۔ نیامو یا ریا علی العموم ہفتہ  
 اپنا اثر سراں ریم کو نائل ترابو (توہ صحر) حبس اہل تمل خوشبوداد۔ بانو کوساہ رکتا جو نرہ زکام ریش و درد صنف دواغ  
 و ضعف بھر کو شتا جو ریشی سے (حب لکشک بلانہ) کو تو دسک مرض دور ہوا و پر ہو (دو ہفتہ) لوجل الحواس  
 سر و تقری بعضا غلبانیہ دافع زہل دہندہ بالاعشارش بانی جانہ ۱۲۹۸ء سے عجیب الاوصاف و دات کمالیہ لکھنا و دوا  
 سر دین فراموش (لکوہ صحر) حب لکھنا ۱۲۹۸ء سے

حرف ماہیہ الم منع وروان مصفی دواعی نصف جگہ دول دواعی و معدہ دور و ستراب ملی حصہ حاصل لغز می نہیں ہر فکہ  
 بیجا عدگ تا چھن عہدہ فیل عشتہ (فی قول کا تین قول سے کم نہیں) روغن اعجاز - ناسو بکند تا کوکس وراغ خازیر  
 بکیر نے فخر کے کالی کہانی قی ایام کل خیر و جیک کہ جلد منع کرتا ہے - (۲۰ ورق کا)

رسالہ اوقاشک سوزک - رسالہ ہندیہ - رسالہ بولاسیر - منوات و سکران رسالہ حافظا - موت سالانہ  
 ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

### المشتہ

زبدۃ الحکماء ذکر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

## اشتہار اردو انشا پر داری کی تحصیل

حاکم مغربی و پنجاب و اوہ بین روز بروز انگریزی علم ادب کی تقلید پر اردو زبان کی انشا پر داری کی رواج ہوتا جا  
 ہے اور آئندہ اور زیادہ ہوگا جسے اسکے واسطے استاد کے موافق اسباب و مصالح تیار کرنے کا ارادہ کیا ہو ابتدا اوسکی  
 اس طرح کہ علم انشا پر داری کے قواعد بالترتیب مجاوا آسان شکل بجا آمدہ و سوسند ہو نیکی چار صنفین لکھے ہیں جن میں سے  
 دو چھپے اسکا نام سادی الافاضل و دوم اکمل کیفیت آستہا بذیل سے معلوم ہوگی - اور آریار ہند اہل اسلام اہل مذہب  
 سیر و نکتہ ہر کا مطالعہ کر کے انہیں سے نو سو قسم کے مضامین ڈھائی تین ہزار کے قریب انتخاب کئے انہیں سے مضامین  
 اخلاق اول سلسلے چھاپے ہیں کہ اہل مدرسون میں علم اخلاق کی تعلیم کا ٹیراچ جاپور ہا ہو انہیں سے دوسرے چھپ گئے  
 اور تیسرا حصہ چھپ رہا ہے - باقی اور قسم کے مضامین ہی اسی ترتیب سے چھاپے جائینگے اب جو کتابیں چھپ کر تیار  
 ہو گئی ہیں انکا اشتہار جدا جدا چھاپا جاتا ہے - محمد ذکار اللہ

## قیمت ۱۲ مکارم الاخلاق

نہایت مستند و مقبول علم اخلاق کی میں عربی فارسی کتابوں سے انتخاب کر کے ۲۳۶ مضامین اخلاق گیارہ  
 زبانوں میں لکھے ہیں اور ایک باب میں دس مضامین متفرق لکھے ہیں - باب اول سے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ  
 "یکتہ یازدہ اور اسکا فضل و کرم جو انسان پر ہے معلوم ہوتا ہے - باب دوم سے تہذیب اخلاق کے اصول  
 "یکتہ یازدہ اور اسکا فضل و کرم جو انسان پر ہے معلوم ہوتا ہے - باب دوم سے تہذیب اخلاق کے اصول  
 "یکتہ یازدہ اور اسکا فضل و کرم جو انسان پر ہے معلوم ہوتا ہے - باب دوم سے تہذیب اخلاق کے اصول

گناہ و مذہب کمال باب ہفتم سے دنیا اور محبت دنیا کی کیفیات باب ہشتم سے معاملات دنیا کے حالات باب نہم سے دنیا کی  
و فضائل اخلاق۔ باب دہم سے وقت۔ عمر۔ موت کا حال۔ باب دہم سے حکایات۔ شکل اس کتاب کے ۱۲۲ صفحہ ہیں قیمت ۱۲  
محمد عطار اللہ دہلی چیلون کا کوچہ۔

## تہذیب الاخلاق

قیمت ۶

محصل

زمانہ و راز گذر اگر شہنشاہ چین کو جب یہ معلوم ہوا کہ ملک ثبت میں لاکھوں کے ہندوؤں میں ایک مذہب تھا جس  
جس میں نہایت مقدس قدیمی کتابیں سنسکرت کی سوجہ دہن۔ اس کو ان کتابوں کا اشتقاق یہاں ہوا اس لئے  
را اگر و کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ میں حکیم کے جو کویتھا ہوں آپ عنایت فرما کہ اس کو یہ تہذیب خاصہ کی  
اجازت دینگے فو کی عمر پچاس سال کی تھی۔ وہ نہایت وجہ اور فصیح اور صاحب علم تھا وہ یہاں نہایت تہذیب  
و اعتدال سے آیا اور ہندوؤں میں بہت کچھ پڑھایا۔ اور کتب خانہ کی کتابوں کو چھ مہینے تک مطالعہ کیا اس مطالعہ میں  
اسکی بڑی امداد ایک فاضل نے ہی لاکھوں کی طرف کی اس نے بہت سے مضامین انتخاب کر کے نقل کئے اور پھر ان کو چین  
لیجا کر اپنی زبان میں ترجمہ کئے۔ اس ترجمہ کو اہل چین بڑے ذوق شوق سے پڑھتے تھے۔ ان کا ترجمہ انگریزی  
زبان میں ہوا ہے۔ یہ ابتدائیں زیادہ تر مضامین اسی کتاب سے لکھے ہیں۔ پھر فیہ دہان کو پڑھا اور جو  
حصہ اس کا اخلاق کے مضمون سے مشفق تھا اس کو انتخاب کیا۔ جناب سر جان میور صاحب نے کتاب ہما بھارت  
اور اور سندھ کتابوں سے اخلاق کے مضامین انتخاب کر کے انگریزی زبان میں نظم و نثر میں ترجمہ کئے ہیں۔ یہ  
ادب میں سے ہی بہت سے مضامین انتخاب کئے۔ راجہ برتری کے لکھے کے مضامین ہی انگریزی میں ترجمہ  
کئے ہیں غرض اس طرح یہ مجموعہ ۱۱۶ مضامین اخلاق اور ۲۱۰ مضامین شوق سے لکھا ہے۔

## مبادی الانشا حصہ اول

قیمت ۸

محصل

(۱) کاغذات امتحان لکھنے کے قواعد جنکے پابند ہونے سالانہ طالب علم کی نمبر کم ہونے میں یا نیل سر جان میور صاحب نے  
کی توفیق و موضوع۔ انشا پر ازیکے کو فہم حاصل اور اسباب لازمی و ضروری ہیں اور انہیں سے ان مدارس کے معلمین  
متعلقہ کئے گئے کہان تک موجود ہیں اور کہا تک وہ انکے لئے مہیا ہونے چاہئیں کن کن باتوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے  
کے لئے انکی استعداد اور لیاقت کا اظہار بھی طرح طرح اور انکے قواعد ضام نہ ہوا ہے اس میں صرف و نحو کی تہذیب  
اعاز ہوا۔ انکے قواعد کی مشق کی طرح کیا اختیار کیا۔ انکے لئے یہ انکے اخلاق کے اشتقاق کے طریقے اور عبارتوں کی



تکبرین معلوم ہر جائز اور غیر ذکی عبارت میں عیب و صواب جاننے کی مباحث پیدا ہو جائے۔ علم بیان میں عبارات  
تفسیلات وغیرہ کا بیان لکھا گیا ہے کہ جس سے طالب علم کو معلوم ہو کہ انکو کیونکر استعمال کرتے ہیں (۱) پیرایہ  
(۲) ترجمہ کرنا کہتے ہیں) قواعد جن سے طالب علم کو اور ذکی نظم و شعر کا بیان کرنا اپنی عبارت میں اس طرح آجائے  
کہ عبارت بد جائے اور عون میں فرق نہ آئے (۵) خطوط انویسے کے آئین و قوانین و طرز و روش عبارت  
(۶) مضامین :۔ کے قواعد کہ جن سے طالب علم کو ایسے مضامین لکھنے آئین کہ جن میں کسی شے کے حالات  
بیان ہوں (۷) مضامین تاریخیہ کے قواعد کہ جن سے طالب علم کو تاریخی واقعات اور ان کے اسباب نتائج  
کا بیان کرنا آئے (۸) مضامین استدلالیہ کے قواعد جن سے وہ مضامین لکھنے آئین کہ جن میں دلائل  
منطقی اور براہین حکمیہ سے کام لیا جاتا ہے اور کسی امر کی ثبوت دلائل منطقی و عقلی کے کچھ کچھ کے نتائج کچھ کچھ کے  
نتیجے

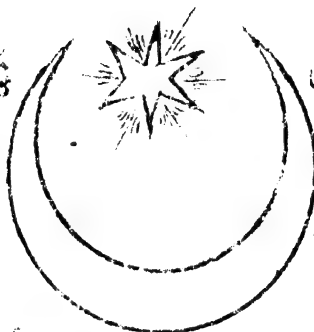
**بہت** **مبادی الانشاء حصہ دوم** **موصول**  
(۱) تمہید میں انشاء پر دایکی تعریف و طرز اسے سخن کا بیان (۲) علم معانی کا بیان جو متعدد اردو زبان سے  
متعلق ہے (۳) علم بدیع کا بیان ایک نئے طرز سے لکھا ہے کہ مناسبت و بدایع کو کیونکر کام میں لانا  
چاہئے۔ مناسبت جو مشہور رہن وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنے چاہئیں۔ اور بعض مناسبت جدید لکھے ہیں۔  
(۴) قوت بیانہ و قوت فہم سخن کیونکر بڑھتی ہے (۵) مذاق سخن و اتہنا از سخن کا بیان اور کتنا چنگ  
پڑھنے کے لئے ہدایتیں کہ کیونکر پڑھنا چاہئے اور ان کے بڑے چلے پر لکھنے کے طریقے مضامین تاریخیہ  
و بیانہ و استدلالیہ کی مشابہتیں لکھی ہیں (۶) اوضاع و اطوار لکھنے کے مظاہر قدرت و نیو کے عمل و آثار  
و پیداوار کے بیان کرنے کے مضامین و اخلاق بیان کرنے کے قواعد لکھے ہیں اور ان کی توضیح مضامین  
لکھنے کی ہے (۷) آدمی کی یاد دہانہ لکھنے کے اپنے حال لکھنے کے دوست و اعلا مقرر اور کسی پیشہ  
دہر کے حال لکھنے کے قواعد (۸) ہجو و طرائف کے مضامین لکھنے کے طریقے ہر ایک قاعدے کے  
ساتھ لکھی گئی مثالیں لکھی ہیں غرض ان دونوں حصوں کے پڑھنے سے اصول و ہنر پر داز سے نڈل  
اسٹو ان کے طالب علم کو ایسی توفیق حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ جواب مضامین آسان آسان بھیجے سکے  
استاذان میں آتے ہیں باقاعدہ لکھ سکیں گے۔

محمد عطاء اللہ دہلی چلیون کا کوچہ





تَسْمَانَ اللَّهُ يَبْقَى  
سَعْوَةَ الْأَرْضِ سَكْرًا



اعْلَمُونِي إِذَا احْسَنْتُمْ  
وَأَرَاكُمْ شَأْنًا فَاَوْفِي حَقَّهُ

بابت ماہِ الْکَثْرِ بِسْمِ اللَّهِ

مضامین

ہندوستان میں قیصری انتظام ..... از عالی جناب نواب محمد رفیع خان (۱)

ریلوی کی دھانی گارٹین ..... ایضاً (۱۴)

اخبار کی کیفیت ..... از جناب مولوی محمد ذکرا احمد صاحب (۲۷)

زمین کے حالات ..... از جناب سید آہ حیدر سیدی طالب علم  
اس مضمون کے مصنفین ایک اشرفی نذر دے گی  
تشریف رکھنا سن سنہ الفلم علیک (۵)  
بلکہ جدیدہ آباد دکن

مطبع حسن مین



## ہندوستان میں قیصری انتظام

ہندوستان میں قیصری انتظام  
۱۸۵۸ء کا ایکٹ جس نے ہندوستان کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی ماتحتی سے منتقل کر کے بادشاہ انگلستان کے زیر حکومت کیا اسی نے سلطنت کی شکل بنیاد بھی ہندوستان میں قائم کی۔

ماتحت کمپنی  
کمپنی کے عہد میں گورنر جنرل مطلق العنان تھے اور اگر ذمہ دار اور جوابدہ تھے تو صرف انگلینڈ میں کورٹ آف ڈائریکٹرز کے تھے۔ کورٹ آف ڈائریکٹرز ایک طرف شریک دار یا کورٹ آف پریزیڈنٹز کے جوابدہ تھے اور دوسری طرف کورٹ آف کنٹرول اور ذریعہ بادشاہ اور پارلیمنٹ کی۔

ماتحت بادشاہ  
۱۸۵۸ء کے ایکٹ نے گورنر جنرل اور برٹش نمبرنری کے درمیان ان مجالس متوسطہ کو منسوخ کیا۔ اور کورٹ آف ڈائریکٹرز کورٹ آف پریزیڈنٹز اور کورٹ آف کنٹرول کی بجائی سکریٹری آف اسٹیٹ (وزیر اعظم) کو مقرر کیا۔ وزیر اعظم اوس کونسل (مجلس) کی مدد سے کام کرتے تھے جسکو بادشاہ نے

وزیر کے مشورے دینے کے لئے قائم کیا تھا۔

سکرٹری ہند اور اصل ایک کینیٹ منسٹر (وزیر معہ مجلس) سے جو مع دیگر ممبران مجلس کے مقرر یا خارج کیا جاتا ہے۔ یعنی وزیر مہذب موقوف ہوتا ہے تو انکی مجلس کے اہل ممبر ہی انہی کے ساتھ درخواست ہو جاتے ہیں۔ انکی کونسل کے ممبر ابتدا میں اس شرط انکلنڈ میں اسکی کونسل سے مقرر کئے گئے تھے کہ اگر کچھ خارجی اسباب نہ ہوں

تو یہ لوگ تازیت اسی مجلس میں رہیں۔ مگر رفتہ رفتہ اسمین یہ ترمیم ہوئی کہ اب دس برس تک مجلس میں رہتے ہیں اور بعد دس برس کے بالآخر وزیر درخواست کر دئے جاتے ہیں مگر خاص وجوہات کے باعث اور پانچ برس تک بھی کسی ممبر کو اس مجلس میں رہنے کی اجازت مل سکتی ہے۔ سکرٹری آف اسٹیٹ معمولی کام تو اپنی کونسل کی کثرت پر ای پر کرتا ہے مگر فہمات ضروری اور امور صغیر راز (بشمول پولیٹیکل معاملہ) بدون شرکت رائی کونسل کے وہ خود اپنی ذمہ داری سر کرتا ہے۔

وائسرائے یا گورنر جنرل وائسرائے یا گورنر جنرل ہند کا تقرر خود بادشاہ انکلنڈ کے حکم سے ہوتا ہے اس اعلیٰ حاکم کا دار الحکومت ہندوستان میں شہر کلکتہ ہو گا اسکی سیما و مہارت صرف پانچ سال کی ہوتی ہے۔ اس حاکم کی صلاح و مشورے کی غرض سے ایک کونسل بھی مقرر ہے جسکا ہر ایک ممبر رموز سلطنت سے خوب واقفیت رکھتا ہے ہندوستان میں انتظام مل و عقد تمام ہندوستان کا کل اختیار گورنر جنرل مع کونسل کو حاصل ہے گورنر جنرل سکرٹری ہند کے

ماہیت ہوتا ہے اور پارلیمنٹ کے ایک کے مطابق ہندوستان میں حکومت کرتا ہے۔

گورنر جنرل مع کونسل [افصای ہندوستان میں کل احکامات اور قوانین گورنر جنرل مع کونسل کے نام سے نفاذ پاتے ہیں مگر خاص خاص حالتوں میں وائسرائے کو بدولت شرکت راجی کونسل کے لئے دائرہ کام کرنا بھی اختیار دیا گیا ہے۔ گورنر جنرل کی کونسل دو علیحدہ اقسام پر تقسیم کی گئی ہے۔

ایگزیکٹو کونسل (مجلس تعین) پہلی۔ آرڈینیٹری (معمولی) یا ایگزیکٹو کونسل (مجلس تعین) میں علاوہ وائسرائے کے عموماً چھ آفیشیل (ملازم سرکاری) ممبر ہوتے ہیں۔ اس کونسل کو مجلس کانسٹیوٹنٹل کنٹری (مجلس سلطنت نوعی) کا نمونہ کہیں تو جاسے۔

یہ مجلس عموماً ہفتہ میں ایک دفعہ منعقد ہوتی ہے۔ اس مجلس میں انتظام داخلی و خارجی کے متعلق مباحثہ اور فیصلہ ہوتا ہے۔ اور نیز ایجنس لٹو کونسل (مجلس واضع قانون) کے لئے بل (مسودہ قانون) تیار کئے جاتے ہیں علاوہ اسکے اس مجلس کے ہر ایک ممبر کو اسکے ذاتی تجربہ اور معلومات کے لحاظ سے سلطنت کے خاص صیغہ جات کا کام بھی تفویض کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک ممبر کے حوالہ معاملات خارجیہ۔ دوسرے کے حوالہ انتظام صیغہ مالدارانہ۔ تیسرے کے حوالہ صیغہ جنگ چھتے کے تعمیرات وغیرہ۔



جس کا نام حسن

والسرا می بطور نیابت بادشاہ اور وزیر اعظم دونوں کے فرائض ادا کرتا ہے۔ اور صیغہ خارجہ کا بذات خود ذمہ دار ہی رہتا ہے یعنی سلطنت خارجہ و سلطنت ہائے تحتانیہ کے معاملات ماتحت کے مقدمات کی ابتدا با انکی وائسرائے کے متعلق ہوتی ہے اور جن الواب کا کونسل میں پیش کرنا وائسرائے کی رائے میں مناسب معلوم ہو وہ انکو اپنی کونسل میں صلاح اور مشورت کی غرض سے پیش کرتا ہے

ایجنس لیو کونسل

ادان ممبروں کے علاوہ جنکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہر صوبہ کا گورنر (جس صوبہ کا گورنر ہو ادھر ہی میننگ عموماً منعقد ہوتی ہے) اور بنگالہ مدراس۔ بمبئی و دیگر صوبہ جات سے بلائے ہوئے چند ملازم سرکاری جو گورنر جنرل نے انتخاب کئے ہوں۔ اور غیر ملازم جو دیسی اور یورپین قوموں کی طرف سے نایب کئے گئے ہوں یہ سب ممبر جس کونسل میں جمع ہوں اُسے ایجنس لیو کونسل کہتے ہیں۔ ایجنس لیو کونسل میں ملازم ممبروں کی تعداد غیر ملازم ممبروں سے زائد نہیں ہوتی۔ ایجنس لیو کونسل کا انعقاد عموماً ہفتہ میں ایک مرتبہ ہوتا ہے جہاں خاص و عام بلا فراحت کے جاسکتے ہیں اس مجلس جو کچھ کارروائی ہوتی اسکو شہ کرنے کے لئے اخبار اور گزٹ سرکاری موجود ہیں مقررہ تعداد تک ڈرافٹ بل (سودہ قانون) گزٹ اور اخبارات میں طبع ہوتا ہے۔ اور نیز یہ مسودات قانون پہلے صوبہ جات کے حاکموں

جلد چارم میں جسے جاتی ہیں جو انکو مقامی اغراض کے لحاظ سے دیکھ بہال کر اپنی  
 قیمتیں رابے اور ذاتی تجربہ ظاہر کرتے ہیں۔ سو اسی گورنر جنرل کے لیجس لیٹو کونسل کے  
 گورنر صوبجات مدراس اور بمبئی اور نیز نفٹ گورنر بنگالہ کے لئے بھی لیجس لیٹو  
 کونسل مقرر ہے۔ مدراس اور بمبئی کے کونسل (مقامی) لیجس لیٹو ممبروں کا تقرر  
 انہی علاقوں (یعنی مدراس اور بمبئی) کے گورنروں کے حکم سے ہوتا ہے بنگالہ میں نفٹ  
 گورنر کی رائے اور گورنر جنرل کی منظوری سے مقرر ہوتے ہیں لیجس لیٹو کونسل متعلق  
 صوبجات کے ایکٹ (جو صرف انہی صوبجات کے متعلق کام دیکھتے ہیں) کی منظوری  
 صرف گورنر جنرل کے پاس سے دیکھتی ہے۔

ہائی کورٹ صوبجات مدراس اور بمبئی میں اور نفٹ گورنری بنگالہ اور  
 مجلس عالیہ صوبجات شمال و غربی میں ایک ایک ہائی کورٹ ہے جو دونوں  
 اور فوجداری مقدمات کے حد تک محکمہ صدر سچے جاتے ہیں مگر ان محکموں کی فیصلوں کی آخری

اپیل جوڈیشیل کمیٹی پرائوی کونسل انڈیا میں ہوتی ہے۔  
 چوتھے صوبجات میں صرف ایک صدر عدالت متعین ہون کے ہے۔ مالک متوسطہ  
 اودھ میں ایک ہیک جوڈیشیل کمنشنر ہے جو بالکل آزاد من و عنان کا فیصلہ کرتا ہے  
 مگر اب صوبہ اودھ مالک مغربی و شمالی میں شریک ہو گیا ہے۔

مالک برہما مضافات ہند میں ایک جوڈیشیل کمنشنر اور ایک رکا ہے۔  
 اس صوبہ میں جوڈیشیل کمنشنر علاقہ جات بیرون رنگونی میں بھی اقتدار رکھتا ہے

اور مزید تقاربات کی پروا میں برٹش رعایا کے کل مفذون کے انفصال میں برکارڈر  
ہی کورٹ کا اختیار کو تاسا ہے۔ برکارڈر کے حدود اختیار شہر رنگون اور  
برہما کے سرحد پر پھیلا ہوا ہے۔ برٹش رعایا پر فوجداری مقدمات عاید ہو رہے ہیں۔  
رنگون کمار سمارڈر اور جوائنٹیل کشر خاص موقعوں پر ساتھ  
ملکر اس پیشین کورٹ کے کام کرتے ہیں۔ رنگون کمارڈر (۱۲۰۰۰) سے  
۱۰۰۰ روپیہ تک کے مقدمات کی دیوانی اپیل ہی کورٹ کلکتہ کو کرتا ہے۔  
رنگون کی اسپیشل کورٹ کے مقدمات پر جب طرفین کی رائیں برابر نہ ہوتی ہیں  
اوسوقت ان مقدمات کا تصفیہ کلکتہ ہی کورٹ ہی کرتی ہے۔ تین سپاری اضلاع  
یعنی سمارڈر، کھانسی اور جٹیا اور ناگ کے علاوہ تمام ملک آسام کے انفصال  
مقدمات کے لئے کلکتہ ہی کورٹ کو اختیار حاصل ہے۔

ان اضلاع میں بلاپیل فوجداری و دیوانی مقدمات کے چیف کسٹنر آسام جج کے عہدہ پر فائز ہیں اور دوار واقع سرحد بہمان کے لئے خاص قوانین میں۔

قوانین انگریزی مہندستان  
جن قوانین پر مہندستان کی عدالتوں میں عملدرآمد ہے  
وہ خصوصاً ذیل کے حصوں میں منقسم ہیں۔

(۱) انڈین لیجسلیشن کونسل (جسکا مجھے اوپر ذکر کیا) اور ان ممبروں کی  
جو ان کے پہلے گذرے۔

(۲) قوانین ریس پالیسٹ جو ہندوستان کے متعلق ہیں۔

(۳۳) ہندو اور مسلمانوں کے لئے قوانین بابت درجہ رسومات اور معاشرت وغیرہ جو ہندو اور مسلمانوں کے لئے مخصوص ہوں

(۳۴) خاص ہومن و ریاض فرعون وغیرہ کے لئے رواجی قانون ہندوستان کے قوانین کو خاص البوابین جمع کرنے کے لئے بہت کچھ کوششیں کی گئی ہیں۔ اور ہندوستان کا دیوانی و فوجداری قاعدہ اور کریمنیل پروسچور این

اس الحاق کی باہکا رشتا لین میں  
صوبہ واری انتظام  
گوکہ گورنر جنرل مع کونسل تمام ہندوستان کے اصول و تدبیریں  
تاہم انکی عملی حکومت تمام ہندوستان میں براہ راست نہیں ہے ہر صوبہ میں ایک ایک  
گورنر رہتا ہے اور چند ویسی ریاستیں ہیں ان صوبہ جات کے ساتھ متعلق رہتے ہیں جو خیر  
کے لئے اس صوبہ کے قریب واقع ہیں علاوہ بریں یہ صوبہ جات کسی باتوئیں آزادی کے حقوق  
کا فائدہ ہی ادا نہ پائے ہیں

مدد اس  
بے  
احاطہ مدد اس اور یہی شمول سندھ اب بھی چذایہ علامات رکھتے ہیں جسے  
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے وہ کلکتہ کے مہسر تھے۔ ان دونوں صوبوں کے  
پاس علیحدہ شکر اور سول غروس سے اور ان دونوں صوبوں پر انگلستان کا تسلط  
گورنر حکمرانی کرتا ہے۔ ان دونوں صوبوں میں ایک ریویوٹو اور جس لیو کونسلین ہی میں اگرچہ  
کہ وہ گورنر جنرل کی کانسلون کے ماتحت ہیں تاہم انکی کلام گورنر جنرل کے برابر ہیں  
جو کیا انکی اس مقامی مجلس میں ہے ان صوبوں کے امور و تدبیر انتظامی میں ہی گورنر جنرل

مع کوئل بہت کم ملازمت کرتے ہیں۔

**بنگالہ** دوسرے صوبہ جات میں بنگالہ یا زیادہ تصحیح کے سات کہیں تو تیشی بنگالہ ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔ اگرچہ مالک شمالی و مغربی اور پنجاب میں ایک ایک لفٹ گورنر مقرر ہے مگر بنگالہ میں لفٹ گورنر کے سات ایک لیجن لیسٹو کونسل بھی شامل ہے جو اپنی قدیمی حکومت کے علامات بتاتی ہے۔

**چوٹے صوبہ جات** دیگر شمالی صوبہ جات آسام برہما اور وسط ہندوستان کی حکومت ایک ایک چیف کمشنر کے تفویض ہے مگر تاریخی نظر سے حقیقت یہ تمام صوبہ جات صوبہ بنگال کے حصہ میں چیف کمشنر کو بنگال کے لفٹ گورنر سے کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ یہ حاکم گورنر جنرل کے ماتحت ہے۔ غرض یہ ہے کہ صوبہ بنگال بشمول صوبہ جات متذکرہ بالا اور صوبہ مدراس و صوبہ بمبئی برٹش انڈیا سمجھا جاتا ہے جو گورنمنٹ قیصری کے زیر حکومت ہے یا یوں سمجھا جاتے ہیں کہ ہندوستان انہی تین احاطوں پر مشتمل ہے۔

اگرچہ مدراس اور بمبئی کی متعین فوج قدیمی بنگالہ کے حدود میں تعینات ہو سکتی ہے مگر ان لوگوں کے سول افسر اہل قلم بنگالہ میں نہیں رہ سکتے۔ تمام ہندوستان میں لفٹ گورنر اور چیف کمشنر متعین افسران سول سروس سے انتخاب کئے جاتے ہیں۔

یہ تمام اعلیٰ افسر امور ات انتظام کی حد تک اپنی حکومت کے سکتے ہیں۔ لفٹ گورنر بنگالہ کے کسی دوسرے لفٹ گورنر یا دیگر کمشنر کو قانون بنانے کا اشتیاق نہیں ہے لیکن حال میں مالک شمالی و مغربی کے لفٹ گورنر کے پاس بھی لیجن لیسٹو کونسل مقرر ہوئی

جو قدیمی بنگالہ صوبہ کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے ساتھ بھی

چھوٹے انتظامات حسن  
 انتظام انگریزی کے ماتحت ہندوستان کے کل رقبوں کا بیان  
 کرنے کے لئے بنگالہ ممالک شمالی و مغربی و اوہ پنجاب اور برہما اور آسام کے علاوہ اول  
 علاقہ جات کا بیان کرنا بہت ضروری ہے جو شمال چھوٹے صوبہ جات کے ہیں اور جو ہوا سے  
 غرض سے والہ اس کے ماتحت ہیں ان کے نام یہ ہیں ممالک توسط یعنی ناگپور جو ۱۸۵۳ء  
 میں اور اجیر جو راجپوتانہ سے منقل ہوا۔ برار یا وہ السطی جنگی انتظام حیدر آباد نے فوج کتبخت  
 کے تنخواہ کے معاوضہ میں بلورامانی سے کا قیصری سپہ رکھا اور ملک ٹھیکہ اور دکن میں میو کے قریب  
 ایک چھوٹا سا کرگ کا ضلع میو کا ملک ۱۸۳۵ء سے ۱۸۵۸ء تک انگریزی سلطنت کے ماتحت  
 رہا مگر اس کے راجہ کو باغ بنونیکے بعد واپس حوالہ کیا گیا۔

ممالک غیر منتظمہ ممالک غیر منتظمہ  
 ممالک غیر منتظمہ میں سے کبھی عہدہ داروں کو محصول کے وصول کرنے  
 اور دیوانی اور فوجداری کے تقدمات کے فیصلہ کرنے میں بہت کچھ اختیار دیا جاتا ہے  
 قواعد کے پابندی بہت کچھ رسم و رواج کے لحاظ سے ہوتی ہے جو ابتدا میں بسبب نئی  
 چیز ہونے کے سختی پر معمول کی جاتی ہے۔

قوت انتظامیہ کے لئے ممبروں کی انتخاب کرنے میں بھی بہت کچھ اختیار دیا گیا ہے اور اس  
 قسم کے اقتدارات نہ صرف متعدد سول سروس عاکموں میں ہی محدود ہے بلکہ سب  
 کے فوجی افسر اور غیر متعدد سولین ہی اس میں شامل ہیں۔  
 ڈپٹی کمشنر صوبہ جات منتظمہ میں ضلع کے منتظم اعلیٰ کو کلکٹر فکٹر کہتے ہیں اور  
 صوبہ جات غیر منتظمہ میں اسی درجہ کے حاکم کو ڈپٹی کمشنر کہتے ہیں اور بجز پنجاب کے

جہاں لغت گورنر ہے ممالک غیر منظمہ میں حاکم صوبہ کو حثیت کشنر کے ہیں۔

**اضلاع**

ممالک منظمہ اور غیر منظمہ میں ہر ایک ضلع انتظام کام کرتا ہے۔ ضلع کا حاکم خواہ کلکٹر مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کے نام سے مشہور ہو برے ذمہ داری کے اقتدارات رکھتا ہے۔ سلطنت ہندوستان کی اچھائی برائی حاکم ضلع کی بیعت اور کوششوں پر منحصر ہے اسکے فرائض مخصوصہ اس قدر متعدد ہیں کہ اگر ان پر غور کیا جائے تو ایک اجنبی آدمی کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ اس کے ماتحت یورپین اور دیہاتی اہلکار ہوتے ہیں جن کے کاموں کا دار و مدار بہت کچھ حاکم ضلع کی مرضی پر منحصر ہے۔ کلکٹر مجسٹریٹ کے فرائض

کلکٹر مجسٹریٹ کے متعلق دو بری کام ہیں۔ پہلے تو وہ محصول وصول کرنے کا افسر ہے اس لحاظ سے زمین اور اور صیغہ جات کی زیر تحصیل کے جمع کرینیکا اہم ہے دوسرا مقدمات متعلق بمحصول اور نیز جرائم فوجداری کے دیار عدالت ہونے کے وقت سے اپیل تک کا جج ہے۔ پولس محبس صیغہ تعلیم۔ محکمہ صفائی۔ راستہ حفظ صحت۔ شفا خانے۔ مقامی محصول اور ضلع کاشاہی محصول (تحصیل اراضی) وغیرہ اس کے روزمرہ اور معمولی کام ہیں۔ کلکٹر مجسٹریٹ کو دیسی لوگوں کے سوشیل (تمدنی) حالات اور زمین کے زرخیز یا شور قطعات سے واقف ہونا چاہئے۔ وکیل۔ محاسب۔ مساح۔ اور سرکاری کاغذات میں زبردلوئیس ہونا اس کا فرض ہے اور علم زراعت علم انتظام مدن اور علم تعمیرات سے بخوبی واقف ہونا اس کے لئے ضروری ہے۔

انگریزی ہندوستان میں اضلاع کی تعداد (۲۲۵)  
 ہے مگر انکی وسعت اور اونکے باشندوں کی تعداد میں

بہت کچھ فرق رہتا ہے ہر ایک ضلع کا اوسط (۳۸۸) مربع میل ہے سب سے بڑا اضلاع  
 کا رقبہ سندھ (کراچی) ہے جو (۱۲۱۱۵) مربع میل ہے۔ اوسکے بعد بنگالہ (الہیہ)  
 جو (۱۲۰۳۵) مربع میل ہے۔ اوسکے بعد مالک متوسط جو (۱۱۸۸۵) مربع میل  
 ہیں اور چوتھے رقبات میں مالک شمالی و غربی (ترانی) ۹۳۷۶ مربع میل

مدراس (نیلگیری) ۹۵۷۶ مربع میل اور اودھ (لکھنؤ) ۹۸۹ مربع میل ہے  
 لوگوں کی اوسط تعداد فی ضلع ۸۰۰۶۲۷ ہے اور وہ بھی مثل بالا کے اضلاع کے  
 بنگالہ (سین سنگھ) میں ۹۱۶۱۵۰۳۰ - مالک شمالی و غربی (گورکھ پور)  
 میں ۲۶۱۷۱۲۰ - اور مدراس (مبار) میں ۲۳۶۵۰۳۳۷ ہے

اونکی مختلف وسعت چوتھے اضلاع کی نسبت کہا جائے تو مدراس (نیلگیری)

میں ۹۱۰۳۳۷۱۰ مالک شمال و غربی (دہرہ) میں ۲۰۶۰۲۰۱۰ اور مالک  
 متوسط (نمر) میں ۲۳۱۳۳۱۰ ہے۔ شملہ کا چوٹا پھاری ضلع شمالی  
 آراکان کے پشت کا بہت تھوڑا آباد ضلع۔ اور مہورہ کے اضلاع نوبج کلکتہ  
 وغیرہ بالکل چھوٹی ہونے اور آواز موجہات کے سبب بالائی اضلاع میں  
 داخل نہیں کئے گئے۔ اضلاع مدراس کی اوسط وسعت میں بہت وسیع  
 اور آبادی میں بہت آباد ہے علاوہ مدراس کے اضلاع بڑے بڑے



رقبات میں شامل کر دئے گئے ہیں جبکہ قسمت کہتے ہیں اور جو لٹن کے ماتحت ہیں

### شکمی اضلاع

اضلاع کی پھر ذیلی تقسیم کی گئی ہے پنچال میں اونکو شکمی اضلاع

کہتے ہیں۔ مدراس اور بمبئی میں تعلقات اور شمالی ہندوستان میں تعصبات

کہتے ہیں۔ مالی انتظام کا دار و مدار دراصل شکمی اضلاع پر ہے اور تمام قیصرے

ہندوستان میں انتظام کا مرکز یہی ہے۔

### عہدہ سکرٹری

انگریزی انتظام سلطنت کے نسبت جو کچھ مختصر الکما ہے

اوس میں اگر عہدہ سکرٹری کا حال نہ لکھا جائے تو یہ بیان بالکل نامکمل رہتا ہے

انتظام سلطنت کے لئے گورنر اور چیف کمشنرؤں کے سب احکام سکرٹری کے

ذریعہ سے اجرا ہوتے ہیں اور مقامی حکام متہذبتہ کے رپورٹیں سکرٹری ہی

کے ذریعہ سے حکام اعلیٰ کے پاس پیش کرتے ہیں۔ سلطنت ہندوستان کا عہدہ

سکرٹری بہ ماتحتی نواب گورنر جنرل کشور ہند کے ساتھ شاخون پر مشتمل ہے اور ہر شاخ

کے سکرٹری کو انتظام سلطنت کے لئے خاص کام تفویض کیا گیا ہے۔

### ہندوستان کے گورنمنٹ

اور وہ حسب ذیل ہے۔ فارین سکرٹری -

ہوم سکرٹری - سکرٹری معمول اراضی - فنانشیل سکرٹری سکرٹری جنگ

سکرٹری تعمیرات اور سکرٹری لیجسلیٹیو پارٹمنٹ (مجلس و اضیع قانون)

دوسرے گورنرون خصوصی افنت گورنر اور چیف کمشنر کے سکرٹریوں کے بھی

لوکار گورنمنٹ یہی کام ہوتے ہیں۔

جلد چہارم حسن غنبلہ  
 سرکاریوں کی تعداد تین یا چار تک رہتی ہے۔ اور بوجہ اسکے کہ موبوں  
 کا کام ہے اس لئے ہر ایک سرکاری کے ماتحت دو دو تین تین سیٹے ہوا  
 کرتے ہیں۔

باقی  
 حسن

## ریلوے کی دھانی گاڑیاں

سب سے پہلے ۱۷۶۹ء عیسوی میں مسمی لگ ٹو باشندہ فرانس نے دھانی گاڑی بنائی جس میں چار اشخاص کی نشست تھی اور جسکی رفتار فی گنٹہ دو تین میل تھی اوسنے دوسرے دفعہ سعی کی مگر گاڑی کی رفتار فی گنٹہ تین میل ہونے سے وہ کرگئی اسلئے وہ خوفناک سمجھی جاتی تھی۔

اس قسم کی گاڑیوں کی نسبت بہت کچھ کوششیں کی گئیں اور عین سے ایک فحتمہ کوشش وہ تھی جو ۱۸۳۱-۳۵ء میں کی تھی کرنی کے نقشہ کے بموجب بنائی ہوئی گاڑیاں لندن کے اطراف چلی تھیں۔ سے بل کی گاڑی جو ۱۸۳۲ء میں بنائی گئی معمولی گاڑیوں کی رفتار سے دو چند زیادہ تھی۔

سرامونے گاڑی ایک زمانہ سے اضلاع معدنیات میں موجود تھی۔ اور اگرچہ پانی اوٹھانی کی کل میں دھان کا استعمال کیا گیا تھا تاہم حیرت کی بات ہے کہ گاڑیوں میں اس قوت کو کوئی استعمال نہ کر سکا۔

ٹراموے یا لکڑی کی ریل سے بوئٹ کے سب سے پہلے شہر نیو کیسل کے قریب جو کوئیوٹکا مخزن ہے چلائی اور سن ۱۸۶۵ء تک اس کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ سن ۱۸۶۷ء میں لکڑی کے ڈنڈ پر لوہا چڑھایا گیا اور سن ۱۸۶۷ء میں ڈنڈ ڈھالے ہوئے لوہے کے بنائے گئے اور سن ۱۸۶۷ء عیسوی تک انگریزی حروف تہجی کے ایل (A) کی شکل کے ڈھالے ہوئے لوہے کی ریل کو سے کار نے انجن میں مستند کیا۔

سے آٹ رامن نے سن ۱۸۶۳ء سے سن ۱۸۶۷ء تک اس میں ترقی کی اور اس کی حفاظت پتھر و سے کی حکومت حال میں سلیپر کہتے ہیں۔ اخبار لندن پیری ویکل باتہ یکم ماہ اگست میں اس طرح لکھا ہے کہ قطع سرے میں لوہے کی ریلوے شہر وڈس وڈتھ میں ہو کر اب پوری ہو گئی ہے۔ ۸ جون چار شنبہ کو چند کاریاں اس ریل کی سڑک پر چلائی گئیں۔ اور کسی طرح کی فراحت و ریش نہ آئی۔

ان کاریوں میں شہر پورٹس میٹھ کی گاڑی جٹاٹھ گھوڑوں سے چلائی گئی تھی اور جسمیں آٹھ سو دس ٹن تک وزن تھا ریل کی سڑک پر

ایسی چلی کہ سڑک کو اس سے کچھ نقصان نہ پہنچا۔ سن ۱۸۶۷ء عیسوی میں سے برکٹا تقیم بلیکنن واقع انجنڈ نے آہنی سڑک پر چلانے کی گاڑی کو مستند کیا۔ سڑک اپنی کتاب ”کلونکی لغات“

میں کہتا ہے کہ تخمیناً ۱۲۰۰ امین سٹر فریڈرک نے مقام ہانڈوین  
چاندیکی کانوں کے لئے گاڑی بنائی اس گاڑی میں اصول کیا تھے وہ ہیں  
معلوم نہیں میں ۱۲۰۰ امین مسیان ٹری وئے تھک اور ڈوین نے  
بھی ایک قسم کی گاڑی بنائی جو لوہے کی سٹرکوں پر چلتی تھی۔

میسے ٹری وئے تھک نے دخال کا ذخیرہ چینی میں لیجانے کے لئے  
ایک ببا بنایا۔ اس تدبیر سے گاڑی کی رفتار میں تیزی ہوئی۔  
یہ گاڑی مسے ویشن کی ٹریبونے کی سٹرک پر چلائی گئی جہاں وہ علما  
لپٹے وزن کے دس تین بوجہ اٹھا کر فی گنٹہ پانچ میل چلی۔

۱۲۰۰ امین مسے ویشن کن سیپ نے زیادہ مکمل کل ایجاد کر کے  
مقام ہانڈوین کے کویلون کی کان کے لئے استعمال کی۔ اور عموماً خیال  
کیا گیا کہ انجن دار گاڑیوں کے لئے بلین کن سیپ کی کل عملی طور سے  
بہت مفید پرکھی۔ کیونکہ اس کل نے ارتیشٹن وزن کی گاڑیوں کو فی  
گنٹہ تین یا پونے تین میل تک کہنچا۔ بائیں ہیمہ ۱۲۰۰ امین مسے  
بلکٹ نے یہ ثابت کر دیا کہ دندانہ دار پیہ اور ریک جو ریل پر رکنے  
جاتے ہیں برفاندہ ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ کسیتھ لٹیب دار سٹرک  
کے ہموار ڈنڈوں پر پھیون دار انجن بہاری بوجہ کے ساتھ بھی آسانی سے  
چل سکتے ہیں۔ اس ایجاد میں اگر رفتار کی تیزی بڑھائی جائے تو پورا پورا

ریلوے انجن بن جانتے سے ٹیکٹ کی قیمت میں سیان پینشن  
 برٹن گورڈن گرنی ہینڈلی اور اور سوجدوں نے زیادہ تریم کی  
 جو انجن کہ ہم سیان لوش اور اسٹیفنس نے بنا تھے وہ سلسلہ  
 میں مقام کلنگانہ ور تھو ریلوے پر تھل کے گئے سلسلہ میں برٹن  
 پارلیمنٹ نے اسٹاکٹن اور ڈارلنگٹن ریلوے کو مستند کیا اور اس آٹمی  
 سٹرک پر سلسلہ ۱۸۶۵ء میں لوگوں کے پیشے کی گاریاں دو خانی انجن کے ساتھ  
 نکال کر چلائی گئیں ہر اس کام کے لئے سے اسٹیفنس کی صنعت استعمال  
 میں لائی گئی۔ اس کل میں دو سینیٹرین اور تھوک ڈنڈے اور نوے  
 نوے ڈگری کے فاصلہ پر کرینگ (کچ) دھڑے کی کچی جس سے حرکت عمودی  
 سے حرکت افقی پیدا ہو یا خلاف اسکے تھے اور پھٹوں میں دسریاں جوڑ  
 کے لئے بہت سی رنجیریں لگائی گئی تھیں ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان  
 انھل میں لوگوں کو اس بات کا جوش ہوا کہ مال اور سافروں کے  
 آمد و رفت کے لئے یہ گاریاں عام طور سے استعمال میں لائی جائیں۔

یہ خیال آہستہ آہستہ خبر پڑتا چلا کہ جو لوگ نہرو زمین کشتیاں چلانے کا کام  
 کرتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ریل جاری ہو گئی تو ہمارا کام بالکل  
 بند ہو جائیگا۔ اسے نامس گرے ساکن ناٹنگ بام پہلا ہی شخص تھا جس نے  
 ریل کے عام طریقہ کی نسبت نہایت غور و تامل کے بعد ایک کتاب لکھی اور

18

۶۹۔ رکنی و شریعتی است و چون سینه اهل سکن در اول غنای اول و  
تجربہ و سبب است که هر دو در اول سبب است که اجداد و نسب  
در اول سبب است که هر دو در اول سبب است که اجداد و نسب

میں نے کہا کہ میں نے کدو، دھنیا، دھان کا خرچ خود کے ذریعہ کیا  
اور (۵۰۰) روپیوں سے زائد ہونا چاہئے اور

اور یہ کہ اس طرح کے کاموں سے زیادہ ہونا چاہیے اور ریل کے  
اور یہ کہ اس طرح کے کاموں سے زیادہ ہونا چاہیے اور ریل کے

کئی اداکار نے کہ جب یہ فیضی نے فی گنتہ ریل کو بارہ میل تک

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ مگر چونکہ یہ آگ عکازی ہمیشہ کے لئے قائم  
رہے گی۔ اس لئے اس کی آمد و رفت میں سہولت کرنے کے لئے اور

میں نے اسے دیکھا تھا اور جو

انجنینڈی نے ایجاد کیا تھا اس کے اصولوں سے ہی شاید وہ واقف ہوگا۔ جبکہ سب سے پہلے سے ٹریوٹ تک نے دخانی انجن کو استعمال کیا۔ اسی بنیاد پر اسٹیفنسن نے سٹیم مین اسے کارآمد کیا۔

کوتے میں کہ انگلستان میں نلی دار جوشدان ۱۷۹۰ء عیسوی میں ہی استعمال سے گزریا اور پھر ملین بنے ہوئے انجنوں کے ساتھ مقابہ کر کے انعام حاصل کرنے کے لئے اسے اسٹیفنسن نے اپنے انجن میں نلی قسم کا جوشدان (بلندر) بنایا۔ اسے ہنری بوٹھ سکرٹری کو کمپنی کی تحریک سے یہ انجن جیمین تانبہ کی پچسٹل دو دوش نلیاں تھیں ہنری کا نظریہ اچھا تھا اور ہنری ایک طرف جھنے کے لئے اور دوسرے طرف آتشکدہ کے لئے کھلی ہوئی تھی ذیل کے چار انجنوں کے مقابلہ میں رکھا گیا۔ اسے اسٹیفنسن کا بنا ہوا ایک نام کا انجن۔ اسے تینتھی کا ہینک ورتھ انجن۔ مسیوان بریجفٹ ویت اور ایپریسن کا اولٹی انجن۔ اور سے پرسنال کا پرسن ورتھس انجن ان انجنوں میں صرف ناہنسی انجن میں خود کے کوپے اور پانی تباہ کر تفاق سے کلون میں نقصان آ جانے کے سبب ناکامیاب ہوا۔ پرسن ورتھس انجن بھی ناکامیاب۔

ان انجنوں کے امتحان میں اسٹیفنسن کا انجن جیمین جوشدان کی بڑی دہائی اور دخان کا موثر استعمال دونوں عملی طور سے موجود تھے پورے پورے



مختل ہوا۔ یہ انجن ۱/۹ ٹن وزن کے ساتھ ایک گھنٹہ میں چوبیس میل چلا۔ جس روز سے اسٹیفسن کی آگ گاڑی چلائی گئی وہ ۱۴ ستمبر کا روز تھا۔ سٹیفسن ہوم سکریٹری برٹش کمپ ریلوے کی ٹرک پر کھڑا تھا کہ انجن آن پہنچا اور وہ اس کے نیچے پس کر فرکيا۔ دوسری آگ گاڑی جس پر اسکی لاش رکھی گئی تھی پچیس منٹ میں پندرہ میل چلی یا یوں کہنے کہ فی گھنٹہ میں پچیس میل کے حساب سے چلی۔

اس طرح آگ گاڑی کے انجن نکلے۔ اوہیں صرف اونکے تکمیل کرنے اور خشکی پر چلانے کے لئے موجودہ حالت میں لائیوکی کسہ باقی تھی سے ٹیکنیکی اپنی تاریخ ”اوفیسوین“ ص ۵۱ میں لکھتا ہے کہ جو انجن سے اسٹیفسن نے لورپول اور ماچسٹر کے مقابلہ میں بنایا تھا اس نے تمام شک دور کئے۔ تمام اخراجات بند کر دیئے اور تجارت میں بڑی ترقی کا ذریعہ بنا۔ اس وقت کی گاڑیوں کے چار پہیے تھے مگر اوہیں کمان اور چھت نہیں تھی۔ سٹیفسن نے اپنی مقیم انجمنڈ نے ۱۸۳۱ء میں کمانوں کی زیادتی کرنے کی تجویز بتلائی

انجمنڈ کے باہر ریل کی سڑکوں پر جو انجن استعمال میں لیا جاتا تھا اس سے اسٹیفسن نے بنایا تھا اور ۱۸۲۹ء ایمیوی اگست میں مقام ڈلاور اور ہرسن کی نہر اور ریلوے کمپنی کے لئے امریکہ بھیجا گیا۔

امریکہ میں ریل کی سواری کی پھلی گاڑی تمام اوپنور اور یالٹی سٹور میں ۱۸۴۲ء جولائی ۱۸۲۸ء عیسوی میں شروع ہوئی اور ۱۸۳۳ء عیسوی میں پندرہ میل تک چلی اسکے پہلے تین چار میل تک آگ گاڑی کی کچی سڑک ۱۸۳۶ء عیسوی میں کنسکرے جانے کے لئے مقام کو سی اور اس میں بنائی گئی تھی شہر یالٹی بور اور آونیو میں ایک کھرا جوشدان اور مقام یوزک پائین ایک بیلن تیار کیا گیا۔ اور ۱۸۲۱ء عیسوی میں متعلق اس وقت تک ان دونوں سڑکوں پر گھوڑوں کی طاقت سے کام لیا جاتا تھا۔

امریکہ میں ڈی وٹ کلنٹن نام کا ریلوے انجن جو شہر ہسن اور موہک کی سڑک کے لئے (جو مقام البنی سے شینگڈی تک بنایا گیا تھا) شہر وٹ پائینٹ کے لوہار خانہ میں تیار کر دیا۔ اس سڑک پر پہلے گھوڑوں کی طاقت سے کام لیا جاتا تھا۔

۱۸۳۹ء عیسوی میں پہلے درجہ کی گاڑیوں میں گدی وار نشست تھی اور اس وقت سے بہت کچھ ترسیم ہوتی چلی۔ پائر (ملاقات کا کمرہ) ہوٹل۔ سونے کے لئے گاڑیاں وغیرہ عمدہ عمدہ بننے لگیں۔ یہ پائر لڑ جہان جہان ریلوے سے وہاں تمام دنیا میں پائے جاتے ہیں۔

ریلوے اپنی ترقی میں دہی تھی۔ مائیکسٹر اور بورل پول میں ریل جاری ہونے

کے بعد پندرہ برس کے عرصہ میں ممالک متحدہ امریکہ میں صرف  
۲۴۰ میل تک ریل چلائی گئی مگر انگلند زمین ایک جوش  
پیدا ہونے کے سبب ریلوے جلد ترقی کرتی چلی۔ ریل کی تاریخ کے  
شروع زمانہ میں چھوٹی چھوٹی بلندیوں پر ریل کا چلانا ناممکن سمجھا جاتا تھا  
جب بالٹی مور اور اوہائیو کی سرکسین باندھی گئیں اوقت ۱۱۶ فٹ  
بلندی پر ریل کا چلانا ایک عجائبات سے دیکھا جاتا تھا باین ہمہ موجود  
زمانہ میں بلند مقامات پر اور بالکل نامسطح راستوں پر ریل گاڑ  
کا چلانا زیادہ مشکل نہیں سمجھا جاتا۔

جو چیزیں ریل کی راہ میں حائل ہوں انکا توڑنا یہ ہی شاید ریلوے  
کے متعلق سب سے زیادہ ضروری ایجاد ہے۔ قدیم زمانہ میں حائل  
چیزوں پر قوت بازو سے کامیاب ہوتے تھے۔ پہیوں پر حائل اشیا  
کی قوت کا اثر اتنا ہی پڑتا تھا جیسا معمولی گاڑیوں پر پڑتا ہے صرف  
فرق اتنا تھا کہ ریل گاڑی میں پہیوں سے کام لیا جاتا تھا اور معمولی  
گاڑیوں میں ڈنڈے سے جو قوت سے متحرک ہوتے تھے۔ زور و قوت  
اور زیادہ وزن کے سبب اعلیٰ قسم کے حائل شکن کی ضرورت تھی  
اب ان حائل چیزوں کو توڑنے کے لئے انجن کی قوت دھان ہی کافی ہے  
یہ ایک عمدہ ایجاد ہے کہ پہلے وہ خود محرک ہے اور متعدد قسم کے کام

ایک ہی وقت میں کرتے تھے۔ اس قسم کی سب عمدہ اور مکمل مکمل مقام  
 وِٹنگ ہوس کی ہوا شکن ہے جو ۱۸۶۹ء عیسوی سے ایجاد ہونے کے  
 ساتھ ہی عام متعل ہو گئی ہے۔ دہائی ہوتی ہوا جو آلہ ہوا بند سے آبن  
 میں بند کی جاتی ہے اور عمدہ فلیٹ کو ذریعہ سے واپس نکالی جاتی ہے۔ اس قسم کی حامل تیز روں کو  
 بٹانے یا توڑ دینے کے لئے عمدہ قوت ہے۔ یہ سب کام اور حامل شکن کلین انجینئر کے زیرِ اہتمام  
 رہتی ہیں حامل شکن کلین ساتھ ہی ایک بے بد دیگرے کام میں لاسکتے ہیں اسلئے ان  
 اسی ایجاد کے سبب دوہ انگلن کل کے ذریعہ حامل شکن بیلن سے  
 ہوا کو زور سے نکالنے کی تدبیر نکالی گئی اس تدبیر سے ریل گاڑی جو فی گنٹہ  
 ۴۵ میل چلتی ہو آلہ وِسٹ ہوس سِلنڈر کے ذریعہ ۲۵۰ فٹ میں  
 روک سکتے ہیں۔ ہوا کی نمایاں اور سوراخ ایسی تدبیر سے رکے ہو  
 ہیں کہ اگر راستہ میں خوف کے خیال سے بریک لگائی جاتی ہو تو  
 گاڑیوں کی قطار میں سے ایک گاڑی علیحدہ ہو جائے تو اس علیحدہ شدہ  
 گاڑیے بریکس کی رفتار از خود بند ہو جائیگی۔ روانہ ہوتے یا ٹہرتے وقت  
 دھکا نہ لگنے کی تدبیریں بھی ایجاد کی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے تمام انگلستان  
 کی گاڑیاں ساتھ جوڑ دی جاتی ہیں کیونکہ گاڑی کے پیچھے ایک کھانڈار کل  
 ہونے بہت چلتے یا ٹہر جاتے وقت سب کچھ صدمہ اس کل کو پہنچتا ہے  
 اور گاڑیوں کو بہت کم بلکہ بالکل دھکا نہیں لگتا۔ ورنی گاڑیاں جو امریکہ

میں چلائی جاتی تھیں پہلے رنجین یا پن نام کے ڈنڈوں سے جوڑ دی جاتی تھیں اب عموماً ملر پلیٹ فارم اور بفر نام کے ڈنڈوں سے سس کی جاتی ہیں یہ عمدہ تدبیر ٹیلز کو پنک، کور و کتی ہے۔ اور گاڑیاں منظر کے ساتھ جوڑ دی جاتی ہیں گاڑیوں کا دھکا جو ٹیک پلیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے پر پہنچتا ہے اور گاڑی کے پیچھے کا کمانڈر ڈنڈا اُسکو اس طرح اٹھاتا جاتا ہے کہ تمام گاڑیوں میں اُسکا اثر پہنچتا ہو اور ساتھ ہی ضروری لچک رکھی جاتی ہے پلیٹ فارم سے نکلا ہوا ڈنڈا گاڑیوں کو از خود جوڑ دیتا ہے مگر اس تدبیر سے گاڑیوں کے روانہ ہوتے یا ٹھرتے وقت دھکا لگتا ہے انگریزی تدبیر سے جوڑی ہوئی گاڑیوں میں دھکا نہیں لگتا۔

تاریقی اور سنگنل کے ایجاد ہونے سے راستوں کا نقصان یا درستگی یا شکستگی کا حال وغیرہ فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ ہر ایک قسم کے نقصان سے محفوظ رہنے کے لئے سہولت ہوتی ہے ریلوے کے تمام راستوں پر صدر آفس میں ایک ہی شخص تمام گاڑیوں کا انتظام کر سکتا ہے کیونکہ اُس کے سامنے ٹائم ٹیبل رہتا ہے اسلئے گاڑیوں کی قطار کی حالت سے واقف رہتا ہے اور ضرورت کے وقت جلد اطلاع کر دیتا ہے بجلی کی فحک سنگنل ہی کی قدر استعمال میں لاتی جاتی ہے بجلی کی توجہ کہلنے اور بند ہونے سے ریل یا ڈبہ کا گر جانا یا پہلے سے گاڑیوں کے چلنے کی

اطلاع دینا یا پٹے بدلتے وقت گھنٹہ بجان وغیرہ اکثر کام تار برقی کے ذریعے سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اس قسم کی ایجادوں میں سب سے پہلے مشر ٹامسن ہال کا برقی سگنل ہے جو ششہ اے میں ایجاد ہوا۔

شہر کے اندر چلنے والی گاڑیاں بطور ٹراموے کے سب سے پہلے ملک متحدہ امریکہ میں ششہ امین اور انگلنڈ میں ششہ امین نکلیں۔ اگرچہ کہ دنیا کی یا پہلی موت کے ذریعے شہر فرانسیکو، چکاگو، اور فلادیل فیا میں کامیابی کے ساتھ نامحدود رستوں کے ذریعے سے گاڑیاں چلائی جاتی ہیں تاہم اکثر شہروں میں عموماً ٹراموے کو گھڑے باندھتے ہیں۔ اب رستوں کی مدد سے گاڑیوں کے چلانے کی ایجاد یورپ میں شہروں میں قائم ہوئی جاتی ہے۔ اس طریقہ سے گاڑیاں چلانے کی تعبیر بالکل سادہ ہے۔ ان رستوں کو راستوں میں زمین کے اندر مقامی انجنوں سے جو اسی ٹرک پر خاص مقام پر ہوتے ہیں چلاتے ہیں یعنی ٹریک کے وسط میں ایک تنگ سوراخ رہتا ہے۔ اس سوراخ میں ہو کر گاڑی سے لگی ہوئی رسی نیچے اترتی جاتی ہے اور ایک کل کو لپٹی جاتی ہے۔ گاڑی کو چلانے والا ڈنڈہ سے یہ کارروائی کی جاتی ہے۔ اس طرح جب وہ گاڑی چلانا چاہتا ہے رستوں کے بند سے بند کر دیتا ہے۔ رستوں میں تحریک میں اسلئے اپنے ساتھ ساتھ گاڑیوں کو بھی لپٹتی جاتی ہیں اگر گاڑی ٹھیک جاتی ہو تو رستوں پر سے بند اور ٹھیک پہیوں کے حامل ڈنڈے جاتے ہیں۔ ریل سے لے کر بلند راستے اسلئے بنائے جاتے ہیں کہ لوگوں کو چلنے

پھر نے میں تکلیف نہ ہو۔ یہ راستے معمولی۔ استون اسے بالکل علیحدہ اور نرالی دیتے ہیں  
 ان اصولوں پر کارڈیاں چلانے کے لئے سب سے پہلے شہر نیویارک  
 میں اسٹریٹ میں ٹرک بنائی گئی۔ چند سالین اور معمولی شکایت کے بعد شہر نیویارک  
 میں بلند راستوں کا بننا اب تمام ہو گیا۔ یہ ٹرک میں سٹریٹن یا زمین پر گڑے ہوئے  
 لوہے کے ونڈونی پر رہتی ہیں اور حقیقت میں دیکھا جائے تو وہ لوہے کے لمبے  
 لمبے پل ہیں۔ اس طرح بلند کیا ہوا راستہ جو زیر تجربہ ہے شہر بوسٹن اور کیمبرج کے  
 درمیان علی طور سے عمل درآمد کیا جائے گا۔ اس وقت اگر کامیابی حاصل ہوگی تو اوسط  
 بلند کیے ہوئے راستوں میں یہ راستہ بہت قیمتی بن جائے گا۔ اس راستے کو کرنل جھ  
 ونی۔ ریگ۔ یقیناً یورپوں اس نے ایجاد کیا۔

راقم  
 حسن

## اخبار

(۱) اخبار جمع خبری ہے جسکے معنی عربی زبان میں آگاہی کے ہیں۔ ہماری زبان میں اسکے معنی اس بات کے ہیں جو کہیں کی یا کسی کی سنتے ہیں اُسے۔ مگر جس انگریزی لفظ کا ترجمہ خبر کیا جاتا ہے اسکے حقیقی معنی ترمذیہ کے ہیں مگر مجازاً معنی اسکے آگاہی کے ہیں جو تازہ تازہ و نو نمو ہو۔ جس کا غرض یہ کہ وہ لکھی جاتی ہے اور سکا ترجمہ ہم اخبار کرتے ہیں۔ وہ اہل فرانس کا ایجاد ہے۔ سلسلہ میں اول پیرس گزٹ نکلا ہے۔ ہندوستان میں اول اخبار انگریزے نے نکلا۔ اور دوسری زبان میں سلسلہ میں اول سیرام پور کی مشنریوں نے نکالا ہے۔

(۲) انسان کو بالطبع خبر پسند ہے۔ جب وہ دوستوں سے ملتا ہے تو فراموشی پر سی کے بعد کوئی ضرور خبر پوچھتا ہے۔ مہمانوں کو بلاتا ہے تو ان سے بھی خبریں سن کر نہایت دل خوش ہوتا ہے۔ خود سارے دن میں جتنے جملہ خبر یہ بولتا ہے اوتنے جملہ انسان یہ نہیں کہتا۔ گانا سننے سے تمک جائے۔ شعرون پر کان لگانے سے نیرا ہو جاسے مگر خبر سننے سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ بعض آدمی تو خبروں کے ایسے ہو گئے ہیں کہ رات دن اپنا پیٹ خبروں کے سننے اور سنانے سے بھر کر رہتے ہیں۔ وہ خبروں کے سوداگر ہوتے ہیں جیسی سستی مول لیتے ہیں ایسی سستی بیٹا لیتے ہیں۔ ان کو کچھ طلب خبر کے جوٹے پتے ہونے سے نہیں ہوتا بلکہ فقار کی مانند تازہ اور نئے ہونے سے غرض ہوتی ہے



پرانی سچی خبر کو وہ نہی جوئی خبر سے زیادہ بے لطف سمجھتے ہیں۔ وہ جب تک جوئی خبروں کے اڑانے میں فرے اڑا رہے ہیں کہ سچی خبریں آئیں۔ جہاں انھوں نے بازار میں خبر سنی کہ کچھ ہو رہا ہے وہیں دوڑے جاتے ہیں اور پھر حالات دریافت کر کے گھر گھر کھتے پھرتے ہیں۔ غرض سارے شہر کی خبر رکھنے میں اونکو مزہ آتا ہے۔ اگر کوئی خبر ایسی سنتے ہیں کہ جس سے کوئی مصیبت عوام پر آئے اور اوسمیں وہ خود بھی شریک ہوں تو اوسکو بڑے لطف سے سنتے ہیں۔ اور جہاں تک ہو سکتا ہے اوسکو پھیلاتے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ خبروں کا اسباب ہمارے پاس ایسا ہے کہ اگر کھوٹے دنوں وہ ہمارے پاس پڑا رہا اور خریداروں کے پاس نہ گیا تو پھر اوس سے ہمارے کوئی نفع نہ ہوگا اسلئے وہ خبر کو اپنے پاس پڑا نہیں رہنے دیتے جلد جلد ان کو خریداروں کے پاس پھونچا دیتے ہیں۔ اور اسکی تعریف کرتے ہیں کہ وہ بڑی معتبر جگہ سے آئی ہے۔ غرض خبروں کے ایسے بھوکے ہوتے ہیں کہ اسکے شوق میں اپنا کھانا پسینا بھول جاتے ہیں۔ ناچ دکھنا گانا سننا چھوڑ دیتے ہیں۔ گوشتیاں مین بھی خبروں کا یہ شوق ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ آریا قوموں کی سلطنت میں بھیدی اور جاسوس وغیرہ دور دور سے خبریں لاتے تھے۔ مسلمانوں کے پاس تھا وقایع نگار۔ خفیہ نویس وغیرہ مقرر ہوتے تھے۔ مگر جو مافیل تو اخباروں کی صورت دیکھتے ہو وہ انگریزوں کی عمارت سے پہلے بیان نہ تھی۔ یہ فرنگستانی درخت اہل کلمت نے بیان لگایا ہے اور انہیں کی آبیاری اور باغبانی سے سرسبز و شاداب ہو سکتا ہے۔

وہ غیر زمین کا وخت یہاں کی سرزمین میں لگایا گیا ہے اس میں قانون میں و بڑھ کر کیا  
 بہت سی محنت و تردد کے بعد جو سب سے پہلے گا۔ اب اخباروں میں۔ یہ نقطہ اول  
 اخباروں کا ذکر ہوتا ہے جو اس زبان میں نکلتے ہیں جن میں یہ مضمون لکھتا ہوں  
 اول میں بیان کرتا ہوں کہ مہذب تو ہوں میں اخباروں سے کیا کیا فائدے حاصل  
 ہوئے ہیں اور وہ کس کس کام کے واسطے موضوع ہیں۔ پھر یہ بیان کروں گا کہ  
 ہندوستان میں ان سے کیا فائدے حاصل ہوئے اور آئندہ ان سے ملک کی اصلاح  
 و فلاح کی کیا کیا ہے۔

(مسلّم) مہذب قوموں میں اخبار کا موضوع کیا ہے۔

اخبار کی جان آزادی ہے۔ بغیر اسکے وہ ٹٹل قافیہ ہے۔ پس مہذب قوموں میں  
 گورنمنٹ اخباروں کو سچی اور مستحکم آزادی اسلئے دیتی ہے کہ رعایا کا مافی الضمیر اس پر  
 روشن ہو۔ اس آزادی نے اخباروں پر یہ کام فرض کئے۔ اول پادشاہ جن  
 اراکین سلطنت و عمدہ داران و اہلکاران و کارکنوں کو انتظام و کاروبار سلطنت عطا کرے  
 ان کے ارادوں اور کاموں کی تفتیش کرے۔ دوم جب اسکو تفتیش سے وہ  
 باتیں تحقیق و صحیح معلوم ہو جائیں تو اسکو اختیار ہے کہ خواہ انکی توفیق کرے یا  
 اعتراض بڑے۔ اگر ضرورت ہو تو وہ خود پارلیمنٹ کے کاموں پر متعرض ہو اور  
 کارکنان سلطنت کے ارادوں پر اعتراض کرے سوئم وہ مجاز ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو خبر دے  
 ہوں انکا اعلان کرے۔ چہارم ججوں اور جیوری کے فیصلوں پر صحیح و صحیح

کرے اور اونکے نقص بتائے۔ پتہ گورنمنٹ کی علیحدگیوں کی اصلاح بتائے۔  
 ششم۔ وہ مجاز ہے کہ ملکی فلاح اور صلاح کے لئے اپنی طرف سے تدابیر گورنمنٹ کی  
 آگاہی کے لئے پیش کرے۔ گورنمنٹ نے گو خود اپنی نسبت اخبارات کو اپنی ذیابنی  
 سے یہ سارے اختیارات دئے ہیں مگر ساتھ ہی اخبار پر یہ لائحہ کیا ہے کہ وہ آسا  
 فیہنی کے احسان مندی میں ہمیشہ اس طرز حکومت کا ادب و توفیق کرے جس میں  
 مسکن ہے۔ وہ مجاز نہیں ہے کہ مداخلت یا کنایت ایسے مباحث سے اپنے اہل کو  
 سیاہ کرے کہ جہن گورنمنٹ کے دور کرنے کی کوشش کی جائے جس سے سارے ملک  
 میں رعایا کے دلوں میں ناراضی گورنمنٹ کی طرف سے پیدا ہو۔ وہ کبھی مجاز نہیں کہ  
 قانونی انتظام کی اہانت ایسی کرے کہ جس سے رعایا کے دلوں میں ناراضی پیدا ہو۔  
 نہ وہ خود کو کی قاعدہ اور دستور بنانا چاہے کہ جس سے رعایا کا دل پادشاہ سے چھڑ جائے  
 سوائے ان باتوں کے وہ زمانہ حال کی خبروں کو جمع کر کے شائع کرے جو آئندہ علم  
 تاریخ کا مصباح ہو جائے۔ مذہب۔ اخلاق۔ معاشرت۔ رسم و عادات میں جو  
 عجمانیان پھیل رہی ہوں اونکو اس طرح بتلائے کہ وہ رگ جابین اور انکے برے  
 اثر جاتے رہیں۔ علوم و فنون۔ زراعت۔ تجارت وغیرہ میں جو ایجادات ہوں  
 اونکو مشہور کرے۔ اور میں جو خطائیں ہوں اونکو بتلائے۔ اشتیاء تجارت کے  
 اشتیاءات شائع کرے۔ غرض مذہب قوموں میں اخبارات ایک محکمہ ہے جس سے  
 ساری باتوں کی اصلاح اور اہل ملک کی فلاح کے احکامات جاری ہوتے

ہیں اور لوگوں پر اپنا عمل دائر کرتے ہیں۔ اگر یہ منظمہ بند ہو جائے تو گورنمنٹ کے  
 اور سارے محکموں پر صدمہ پونے۔ غرض وہ مذہب گورنمنٹ کے انتظام کا ایک حصہ  
 وہی سب سے زیادہ روشن بنیں ہمارے اوپر تاج سلطنت کا ہے۔ سب قسم کی برائیوں  
 کی وہ اصلاح کرتا ہے۔ اخلاق۔ مذہب۔ معاشرت ملک داری میں کوئی  
 ترستی ایسی نہیں ہوئی کہ جب معاون اخبار نہ ہو۔ تب اس ملک میں وہ  
 صلاح کار۔ عوام کی رائے مستحکم کا ذمہ دار۔ اہلکاران گورنمنٹ کا جاسے۔ سب سے  
 شہر پر ہدایا لوں کا نسخہ۔ تجارت کے بازار گرم کرنے کا اوزار۔ تمام دنیا کی خبروں کا  
 لانے کا ذمہ دار۔ صلاح ملک و فلاح قومی کا مدار۔ ارباب عقل و دانش کی آواز  
 رائے کے اظہار کا آلہ۔ رعایا کے حال دل کا وقتاً فوقتاً بتلانے والا۔ وہی حکم  
 و محکوم کے درمیان ترجمان۔ اسکے ذمہ یہ کام ہے کہ ایمان داری اور راست فطرتی  
 سے ایک کا حال دوسرے کو بتلائے۔ چوٹے اور بڑے۔ زیر دست و زبردست  
 کے درمیان صلح کرانے۔ پس جو اخبار ان فرائض کو ادا کرتے ہیں وہ نہایت ادا  
 تنظیم کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ جو ایسے پاجی شہر پر اخبار ہوتے ہیں کہ وہ  
 گورنمنٹ کے کاموں اور انتظاموں کو چھوٹے رنگوں میں رعایا کو دکھاتے ہیں۔  
 اور رعایا کے حالات گورنمنٹ کو غلط بتلاتے ہیں۔ ان کا حال ایسا ہوتا ہے  
 جیسے کہ شکر میں خدا میوں اور کوٹلیوں کا کہ وہ ان سے باہر نکال دئے جاتے ہیں  
 ایسے اخباروں کو کوئی اشراف آدمی نہیں لیتا۔ انہیں شہر پر اور بد معاشر

ہی پڑتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مذہب ملکوں میں اس بار گورنمنٹ کی کل چلانے کا ایک  
انجن ہے۔ کبھی کبھی ایسے زور و زبر آتا ہے کہ سارے اور زور اسکے آگے پست  
ہو جاتے ہیں اور خود گورنمنٹ اسکے زور تلے دب جاتی ہے۔

(۴) اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ہندوستان میں اخباروں کا اثر کیا ہوا جسکو آزادی  
اپنی برکت و کمیت سے برٹش گورنمنٹ نے اس نظر سے دی کہ جیسے انگلستان میں اہل  
انگلستان فائدے حاصل کرتے ہیں ایسے ہی ہندوستان میں اہل ہند ان سے  
فائدے اٹھائیں۔ اگر یہاں کے کل اخباروں کی برائیوں اور بہلایوں کو  
سیران عدالت میں تولید تو بہلایوں ہی کا پلہ بھاری رہے گا اور نقصانوں  
سے زیادہ فائدے ہی اس سے حاصل ہوئے ہونگے۔ ابتدائیں کوئی کام اچھا نہیں  
ہوتا۔ ایہی ہندوستان میں اخباروں کا زمانہ طفلی ہے اسلئے بی خردی کی حرکتیں  
بہت کرتے ہیں۔ اخباروں کے اڈیٹروں کی لیاقتوں میں یہاں زمین و آسمان  
کا فرق ہے۔ بعض اڈیٹر نہایت عمدہ تعلیم یافتہ مذہب اور اخبار نویس کے تمام  
انور سے آگاہ ہیں۔ مگر اکثر اڈیٹر جاہل کم علم البتہ بہ کار۔ کسے علم سے آگاہ نہیں  
یہاں تک کہ وہ آزادی کے معنی یہ نہیں جانتے کہ امور نفس الامری و واقعی کو  
راستی اور سچائی سے بیان کریں اور پھر اس میں نیک نیتی سے اپنی رائے اوجھاتا  
ظاہر کریں بلکہ وہ آزادی کو بے نوکرا دمی کی آزادی جانتے ہیں کہ جو منہ میں آیا بکھریا  
جسکو جی میں آیا برا لکھ مارا۔ بعض ان میں خبیثت کو باطن ایسے ہی ہیں کہ وہ گورنمنٹ

کے سارے کاموں پر نام لکھتے ہیں۔ اس کے نزدیک اخبار نویسی اسی کا نام ہے  
 کہ گورنمنٹ کی خدمت عالی میں گستاخی بلکہ ادبی شوخی کی جائے۔ مرقاٹوں  
 ہر حکم پر رزلٹ و ریسولوشن پر کار کے وہ زبان اور آواز جابجین اس کی عزت میں  
 عیوب لگا کر جابجین۔ اور ہر طرح سے اوپر نا انصافی۔ اور خود غرضی۔ جو وطن  
 و الزام لگا دیا۔ کہ کوئی معاملہ ملکی ہو اور ہمیں وہ اپنی رائے کے خلاف ظاہر کرتے  
 ہیں۔ وہ اپنی ناظرہ بکاری و کم علمی کی بجائے اس کے سبب ایسی تحریریں کرتے ہیں  
 جو مفیدہ اکثر معلوم ہوتی ہیں۔ مگر انکی نیت میں یہ نہیں ہوتا کہ رعایا کو  
 گورنمنٹ سے غرض کروں۔ اور انکی طرف سے برے خیالات عوام کے  
 دل میں بادیں۔ ایک فرقہ آزار فیرون کا ہے۔ ان کے منہ میں جو آواز  
 وہ کہہ بیٹھتے ہیں اور بے برے افسروں پر آواز سے کہتے ہیں۔ مگر اس  
 ان امیروں کی ذلت انکو نظر نہیں ہوتی بلکہ اپنی آزادی اور بے باکی دکھانا  
 منظور ہوتی ہے۔ ایسے ہی ان اوٹھروں کا حال ہوتا ہے کہ وہ جو کہنے لگے  
 اور حکام اور مغز الہکار و زمینوں و امیروں کو آڑ سے ہاتھوں لیتے ہیں  
 اور بے نقطہ سناتے ہیں۔ تو ان سے انکا مطلب کچھ اہانت نہیں ہوتا  
 بلکہ نقطہ اپنی آزادی کا حال ایسا ہے کہ جیسے وہ کون کے ہاتھ میں تیز تھپان  
 کا کہہ رہا ہے۔ تھے ہیں اور ذرا خوف نہیں کہ ہم ان سے زخمی ہو جائیں گے۔ وہ  
 شہر لوگوں کی طرح۔ پل پر پتھر رکھتے ہیں کہ ٹرین اس سے اوارت جائے

مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ اسکی نرا کھوئیگی۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اخباروں کا کہنا سننا کچھ چلتا نہیں۔ کوئی ان کی ماننے کا نہیں۔ مجلسوں اور محفلوں میں کوئی ان کی عزت اس خیال سے نہیں کرتا کہ وہ اخبار کے اڈیٹر ہیں۔ مہذب نشاۃ تعلیم یافتہ لوگوں کی تحریروں سے نفرت کہاتے ہیں کبھی اپنے پاس ہی نہیں آنے دیتے۔ غرض ان کا حال قابلِ رحم ہے۔ غصہ کے قابل نہیں۔ جہل مرکب کے مرض میں وہ مبتلا ہوئے۔ جسکا کچھ علاج نہیں۔

(۵) غرض ان اڈیٹروں کی یاقوت نے اخباروں کی تین حالتیں کر رکھی ہیں جسکا بیان نیچی کی سطروں میں ہوتا ہے۔

اؤں۔ اعلیٰ درجہ کے اخبار۔ ان اخباروں میں انگریز اخباروں کے عمدہ عمدہ مضامین اور خبریں ترجمہ ہوتی ہیں۔ جس تدابیر ملکی اور واقعات ملکی کا زمانہ حال میں چرچا ہوتا ہے اور پرمبران ملکی اہل علم و فضل جو اپنے رائے میں ظاہر کرتے ہیں ان کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ سستا کرایا جاتا ہے اسلئے ارزان قیمت پر ان کی حکمت پسند صاف آتا ہے۔ مگر پھر بھی ان خبروں اور مضامین کے طفیل سے ہمارے دلوں و دماغ میں وہ مخزن معلومات جمع ہو جاتا ہے کہ حکومت سیدار متحر اور دانش منش وہ بنا رہے اور جن حالات سے حکومت سیدار متحر اور دانش منش نے اپنے دل سے وہ دس پندرہ روپے ماہوار ان اخباروں کی قیمت میں صرف کرنے سے ہوتی ہے۔ ان میں اڈیٹر اپنی رائے میں ہی ظاہر کرتے ہیں

مگر اکثر وہ دینی ہوتی ہیں جو تو مین جیسے پیشتر انگریزی اخباروں میں چھپ چکی ہیں یا کوئی عاقل مدبر ملے کچھ چکے ہوں۔ مگر بعض دفعہ ان کی اصلی رائے ہی ایسی ہوتی ہیں کہ وہ گورنمنٹ اور علما و دولوں کے حق میں مفید ہوتی ہیں اور گورنمنٹ اور ان سے استفادہ کرتی ہے اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتی ہے اور ان کے احسان کو نمانی ہے۔ ان کے اب دوسرے درجہ کے اخبار وہ ہیں کہ ان کے درجے کے اخباروں سے مضامین اوڈیٹر شاپ سے ملتی ہے انتخاب کرتے ہیں اکثر وہ انگریز زبان سے نا آشنا ہوتے ہیں مگر اپنی زبان کے نظم و شعر کہنے میں قدرت رکھتے ہیں۔ اسلئے ان اخباروں میں زبان کی ثقالت جو ترجموں میں اکثر ہوتی ہے دور ہو جاتی ہے۔ اور عبارت ایسی سستہ و صاف ہوتی ہے کہ جبکہ پڑھنے میں دل لگتا ہے اور بڑا لطف حاصل ہوتا ہے۔ زیادہ تر یہی اخبار یہاں کے لوگ پسند کرتے ہیں اور زیادہ تر پڑھتے ہیں۔ ان اوڈیٹروں کا ٹانگ پر بڑا احسان یہ ہے کہ اردو زبان کا ادب ان کے سبب سے روز بروز ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ بعض مضامین اس لطافت سے لکھتے ہیں کہ ان میں وہی لطف آتا ہے جسے کہ وہ اس زبان میں نقل کئے گئے ہیں۔ تیسرے درجے کے اخبار۔ ان کی کثرت ایسی ہے جیسی کہ ریگناری میں تیسرے درجہ کے سافروں کی ان کے اوڈیٹر بعض تو ایسے کم علم ہوتے ہیں کہ وہ سوائے اسکے کہ اور اخباروں سے نقل کر دیں کچھ اور نہیں جانتے۔ نقل راہ عقل۔ بعض ان میں شریر پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ ان کی زبان۔ ان کے بیان



انکے مضامین انکے خیالات میں ذرا اخباریں نہیں پایا جاتا، بلکہ شرارت اور شہین  
 جز ہے تو غلط۔ مضامین میں استدلال ہے تو بے سرو پا۔ سارا اخبار شیخی اور  
 غمو اور قریف اور شخصی الزامیوں اور اعتراضات سے بیاہ ہوتا ہے۔ اور اخبارین  
 پر چٹین ہوتی ہیں۔ اوٹیر دن کے علم پست مدن کی اجلیت نظام ملکی پر  
 بیہودہ اور لغو الزام لگواتی ہے۔ ان کی شرارت نفس کلام پر انداز اور بیتان بند ہوتا  
 ہے انکے طبع و حرص سے رمیوں اور امیروں کو بدنامی کی تحریف دلاتی ہے۔ غرض  
 جو کام وہ کرتے ہیں وہ شرارت اور عنایت سے خالی نہیں ہوتا۔ اسے عالی  
 و نعلین مارنے کا نام خیر خواہی خلافت رکھا ہے۔ ملک کی خیر خواہی اور اہل  
 ملک کی خدمت گزاری اسی میں سمجھو میں کہ حاکم کے عجیب چہانما کرین۔ اور  
 اون کی نسبت وہ جھوٹی اور ہونڈی تحریریں کیا کرین کہ اگر انکے دل میں سرتا پا  
 ہماری رعایت اور شفقت ہی ہو تو جاتی رہے۔ ان کی تحریروں نے بت سے  
 حکام کو جو ہندوستانیوں کے ساتھ بڑی ہمدردی اور محبت ظاہر کرتے تھے بے  
 کر دیا۔ ان کے نا اہل نمندی نے ان کے دل سے ہم پر احسان کرنا فراموش  
 کر دیا۔ غرض ان کی سرکتوں سے ملک اور اہل ملک کو ان کو جو اور سب کو  
 سوا سے بے رخ اور تکلیف کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ وہ بڑے بدخواہ بدگال ملک کے  
 ہتھکے ہیں۔ اپنی بڑی اور جھوٹی تحریروں سے حکام سے الٹی ماندہ لینے میں  
 ان کے اخباروں میں یہ اکثر بحث رہتی ہے (۱) ہندوستانیوں کو اسے علم ہندو

انگریزوں کے برابر کیوں نہیں بنے (۲) ہندوستانیوں اور انگریزوں میں  
ارتداد اور اختلاف کیوں نہیں ہوا۔ (۳) انگریز بڑی بداخلاقی خشونت سے  
ہندوستانیوں سے پیش کرتے ہیں، کیا علاج کیوں نہیں کیا جاتا۔ (۴) ہندو مسلم دونوں  
کے باہم فساد میں تو حسبِ ہر ایک طرفہ راولوں کی ہر بار ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کے قانون  
پر چونکہ پابندی نہیں ہے وہ ابھی حالتِ طفلی میں ہے۔

اول نکتہ چینیوں کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ جو امور واقعی ہم جمع کر کے عوام میں شہر کرتے  
ہیں اور ان کی جذبِ چہان بین کر کے یہ تو دیکھ لیں کہ وہ سچ ہی ہیں یا نہیں۔ راہِ حق جو  
اعلان کرتے ہیں متعصبانہ یک طرفہ تو نہیں ہیں۔ تحریر شریفانہ اختیار کرنی چاہئے  
کہ جب کچھ ازبوند یہ کہ شہدہ کا لٹہ۔ حکام پر بدعتی کے ازام لگانے سے احتراز چاہئے۔  
(۶) اخباروں کے خریدار اور پڑھنے والے۔ ان اخباروں کے اجرا کو قیام نہیں لین  
کی عزتو ایسی توڑی ہوتی ہے جیسے بچے مان کے پیٹ سے نکلتے ہی مر جاتے ہیں ایسے  
ہی وہ پریس کے قاب سے نکلتے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ ہر سال نئے اخبار جاری  
ہوتے ہیں اور پرانے بند۔ بہت سے اشتہار دیکھنے میں آتے ہیں کہ ایک نیا اخبار  
نکلتا ہے اور بہت سی باتیں ایسی بیان ہوتی ہیں کہ جن سے معارف ہوتا ہے کہ وہ نیا  
درحقیقت ہنگامہ گر جب یہ نکلتا ہو تو وہی پرانے اخباروں کی طرز کا۔ کوئی کام وہ نہیں  
کرتا جو پہلے اخباروں نے نہ کیا ہو۔ اسلئے اسکو نیا کہنا تو غلط ہے مگر یہ کہنا سچ ہے  
کہ کوئی مردہ اخبار قبر میں سے کفن پہاڑ کے نکل آیا ہے۔ ہندوستان میں

تیس کروڑ آدمیوں کی آبادی میں کل اجاروں کے پرچے لاکھ ڈیڑھ لاکھ سال بہرین تقسیم ہوتے ہوں گے۔ اوسط ہر اجار کی قیمت وصول ہونے کا پچاس روپے ماہوار زیادہ نہ ہوگا۔ مہذب قوموں کے جتنے اغراض اجاروں سے متعلق ہوتے ہیں وہ ہندوستان میں نہیں ہیں۔ نہ بیان کے لوگ انتظام ملکی میں شرکت رکھتے ہیں کہ اسکے لئے اجار پڑھیں۔ نہ بیان کے لوگوں کی تجارت وغیرہ کو ایسی وسعت ہے کہ اسکے واسطے اجاروں کو دیکھیں۔ ہندوستان کی تجارت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ تو اجار کا پڑھنا ہی نہیں جانتے۔ اور اس قسم کی تجارت کرتے ہیں کہ ان اجاروں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہندوستانیوں کے دوست آشنا غیر ملکوں میں پہلے ہوئے ہیں اور جہازوں میں بیٹھے ہوئے سفر کر رہے ہیں اور ان ملکوں کی خبر سننے کے شایق ہوں۔ عرض جو کچھ بیان کے حالات ہیں ان میں اخباروں سے وہ فائدے حاصل نہیں کر سکتے جو مہذب ملکوں میں لوگ اٹھاتے ہیں۔ نہ بیان کے لوگوں کو اجار کا اعتبار ہے۔ اکثر آدمی ان کو جھوٹا جانتے ہیں۔ یہ سب ہر مہذب ملکوں کا شائق اس ملک میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ بلوایا ایک ہاتھ سے ہل چلاتا ہے دوسرے ہاتھ میں اجار رکھ کر پڑتا ہے۔ کوہنیں اخبار خریدتا ہے اور گاڑی ہانکتا ہے جب سواری کو اوتارتا ہے تو اخبار کو پڑتا ہے۔ ایک مزدور اجار لے لیتا ہے کہ اس سے روح کو علمی غذا پہنچائے اور اپنے بیکار وقت کو اس شغل میں لوٹا کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں

جبنے اخبار نکلتے ہیں وہ ضرورت ملک سے زیادہ مہینا ملتے اونکی مٹی خوار ہے۔ ایسے خرید اور اخبار کے کم ہونگے جو اشتہار کے موافق وقت پر قیمت بچہ دیتے ہونگے۔ بعض رحمہاں فیاض پر نہیں اور اوڈیٹر کو حاجت مند سمجھ کر قیمت ہیچہ دیتے ہیں۔ بعض قیمت وقت موعود پر تو نہیں بھیجتے مگر قاضی پر قاضی کے تو وہ اپنے وعدے کے موافق قیمت ارسال کرتے ہیں۔ بعض خریدار قیمت ایک سال کی پیشگی بھجکر برسوں ہفتہ وار اخبار میں اپنا نوکر چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے نام کے ساتھ بڑے بڑے آداب القاب لگواتے ہیں۔ بعض خریداروں سے اخبار کی قیمت جب طلب کیجئے تو اوہین وہ چون و چرا تو بہت کریں گے مگر کچھ نہیں دینگے۔ بعض خریدار ایک پیسے کے کاڈ پر درخواست اخبار بھجھ دینگے۔ پھر پوٹلی کوڑی نہیں دینگے اور لوگوں میں اپنی تعریف کریں گے کہ ہم ایک پیسے میں سال بھر تک اخبار پڑھتے ہیں۔ عرض جتنے اخبار مفت ضائع جاتے ہیں۔ اونتنے قیمت پر نہیں بکتے۔ اور اچھ اخبار کی قدر نہیں کرتے۔ جو کوئی ان کی ریاست میں اخبار بھجھ دیتا ہے اوکو یہ جانتے ہیں کہ وہ ہم سے دس پندرہ روپے سالانہ مفت مانگتا ہے۔ اخبار کو اس قیمت کا معاوضہ نہیں سمجھتے۔ ان کے یہاں تو اخبار پڑھنے چٹ بھی کوئی نہیں اتارنا۔ ترتیب سے رکھا تو وہ جانتے ہی نہیں۔

(۷) اخباروں کی کار سپانڈنسی اور اوڈیٹروں کی مالی حالت  
اخبار میں جب ساری خوبان پیدا ہوتی ہیں کہ اسکے مختلف کھنڈے والے بڑے۔ اس میں  
وفضل و صاحب تعمیل ہوں۔ ایک لائق آدمی ہے جسے مختلف مضامین کے دو مختلف طبائع

کو پسند نہ ہوں نہیں لکھے جاسکتے۔ یہاں کے اخبار والوں میں اتنا تو مقدور نہیں کہ کار سپانٹ کو روپیہ دیکر مضمون لکھائیں۔ منہ کا کام بدلا ناچاہتے ہیں اسلئے ان کے کار سپانٹ ہی ایسے ہی کم عقل اور کم علم ہوتے ہیں کہ بچھے بچھے ہاتھ میں قلم اٹھایا۔ کانڈ کا روشت سیاہ کیا۔ ڈاک صنادیق میں بزرگ رو نہ کیا۔ اس کے عوض میں اخبار لکھا۔ ان خطوط کے مضامین اکثر یہ ہوتے ہیں کہ کون سا سبب معمولی خبریں۔ کچھ اپنے ذاتی معاملات۔ کچھ اپنے دوستوں کی تریف و تشہیر کی مذمت۔ کچھ سچی اعتراضات۔ اوٹیر اکثر مفلس ہوتے ہیں یا تو وہ خود ہی اخبار کے مالک ہوتے ہیں یا کسی مالک مطبع کے پندرہ بیس اور زیادہ تیس چالیس روپے کے نوکر ہوتے ہیں۔ انگریز پڑھے ہوئے تو ترجمہ کرنے لگے۔ فارسی پڑھے ہوئے تو کچھ نظم و نثر کے مضامین لکھنے لگے۔ جو اوٹیر خود مالک مطبع ہوتے ہیں ان کے حال یہ ہے کہ بہت سے ریمون کے پاس اخبار بے طلب بھیجتے ہیں۔ کوئی رئیس اسکھون کا اندام کا ٹھکانہ کو پورا مل گیا اور اس کو یہ شوق ہوا کہ میں اپنی ستائش و مدح کو اخبار کے ذریعے سے تمام ملک میں پھیلاؤں اور اپنے کاموں کی ترقی کرواؤں تو وہ ان سے سال بھر میں ایسا سلک کر دیتا ہے کہ ان کے کتبے کی روٹیاں جل جاتی ہیں۔ اگر کوئی نہ ملاحظہ و رآمد سے اتنے اخباروں کی قیمت وصول ہو جاتی ہے تو کام چلا جاتا ہے روٹی کا کما ملا جاتا ہے۔ اکثر ریمون کے بیان شاہی سیاہ منڈیشنی اور اور رسوم میں ہی اریں میں بھیکر ایڈیٹر صاحب جا جو

ہوتے ہیں۔ اگر طبیعت موزون ہے تو قصیدہ تہنیت یا تلخ یا کوئی قطع کہہ کر  
یجاتے ہیں۔ جہاں بناٹوں مراٹیوں اور اسی قسم کے اور آدمیوں کو کچھ ملتا ہے اور  
بد سے انکو بھی ملتا ہے بعض اڈیٹر ونگ ہوئے تو شہدوں کی طرح انہوں نے کچھ  
لے لیا۔ ایہ اڈیٹروں کا شیوہ اور رویت ہی ہوتا ہے کہ وہ ضلع اور پولیس کے  
مرٹشی الہکاروں سے اپنا سا بھٹا لے لیتے ہیں۔ جس قدرے میں ان کو معلوم ہوا کہ  
استقرار و پیرشتوں میں لیا گیا ہے اور کو خود زبانی جاکر کہہ دیا یا تحریری لکھ دیا کہ سب  
عنایت ہو لیکن اب کی سہتہ کے اندر اخبار میں یہ تحریر شامل ہوگی۔ کوئی ڈر پوک  
الہکار ہوئے تو کچھ انہوں نے دیدیا ورنہ پھر لڑائی شروع ہوئی۔ غرض اخباروں کی  
اڈیٹری کا پیشہ ایسی حالتوں کے سبب معزز نہیں سمجھا جاتا۔ بد معاشی یا لگائی کا بھٹا  
ہے۔ بعض ضلع ایسے ہیں کہ ان میں کوئی اڈیٹر اخبار ایسا نہیں جسے اخبار کا سٹے  
پہلے یا پیچھے چلنا نہ دیکھا ہو۔ ہر سال سن لو دو چار اخبار کے اڈیٹر قید ہوئے  
یا اونپر جمانہ ہوا۔ انکی آزادی بدیتی کے ساتھ اس قید میں پھنساتی ہے۔ بد تہذیب  
انپر یہ آفت لاتی ہے۔ اکثر حکام ان کی اس غیر مہذب آزادی کے دشمن ہو جاتے ہیں  
اکثر اخبار تو ایسے ہی ہیں جیسے کہ بٹھنے بیان کئے کہ ان میں سوائے بتان اور اقرار  
اور گذب صدق نما کے کچھ اور نہیں ہوتا۔ مگر بعض اخبار مستثنیٰ ہی ہیں ان میں  
وہ ساری خوبیاں پائی جاتی ہیں جو مذہب ملکوں کے اونے درجہ کے اخباروں میں  
ہوتی ہیں۔ اڈیٹری ان کے لائق ہوتے ہیں اور وہ دل سے ملک کو فائدہ پہنچاتا

ہستہ ہیں۔ مگر حکم کثرت پر ہوتا ہے۔

(۸) یہ مرض تو تھوڑا بہت تمام دنیا کے اخباروں کے ایڈیٹروں سے پیچھے لگا ہوا ہے۔ مگر جیسے شاعر کو ضرور ہے کہ روز شو کیا کرے۔ ایسے ہی ان ایڈیٹرز کو لازم ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے واقعات کو واقعات اور حادثات عظیم بتایا کریں اور اسطر محو کر دیا کریں کہ پڑھنے والوں کے دل مشتاق رہا کریں کہ کل اخبار میں دیکھ کر اس کی نسبت کیا خبر ہوتی ہے۔ اسی پر اخبار کے چلنے کا زیادہ دار و مدار ہوتا ہے۔ لکھتے لکھتے ایڈیٹروں کو یہ ملکہ بھج جاتا ہے کہ ذرا اسی باتوں پر وہ تحریروں کے طوا۔ باندھ دیتے ہیں۔ ایک بادشاہ کی سپاہ سرحد کی چماوٹی میں کچھ زیادہ ہوئی بس انہوں نے اس پر خوشی گھانے شروع کئے کہ اسل فزائش سپاہ کے یہ اسباب ہیں اور یہ ہو گیا ہے۔ ایڈیٹر جب کوئی واقعہ واقع ہوتا ہے تو اس کے اسباب اور نتائج بتلانے میں زیادہ توجہ خاصہ فرمائی اور پیشین گوئی کرتے ہیں اور اس کے جتنے پہلو ہوتے ہیں کوئی نہ کوئی ایڈیٹر اس کا اختیار کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے کسی نہ کسی سے واقف خاتمہ ہو گا بس جسکی رائی کے موافق وہ واقعہ ہو گا اسکو اسی رائے پر افتخار ہو گا اور لوگوں کو اخباروں کی تحریروں پر اعتبار ہو گا۔ مثلاً ان دنوں میں صنی پور کا واقعہ پیش ہے۔ ایک اخبار نویس کہتا ہے کہ سنی پور کو بغاوتی کرنا چاہئے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں اس ریاست کو قیام رکھنا چاہئے اور فلان فلان کو رئیس بنانا چاہئے۔ عرض بنی معوذتہ میں اس انتظام کی ہوسکتی ہے

وہ سب بیان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کوئی نہ کوئی صورت انتظام اختیار کرے گی جو کسی ایک اور اثر کی رائے کے موافق ہوگی۔ پس سکوائپی رائے پر ناز ہوگا۔ اور لوگ یہ جانیں گے کہ خزانے گورنمنٹ کو انتظام بتلایا مہذب۔ ملکہن مین بعض مدبران ملکی جو اس علم و وجہ کی عالی دماغ اور روش انصیب ہوتے ہیں وہ ہمیں کی عزت نہیں کرتے فقط

راقم  
ذکار اللہ





## زمین

مشرعوں میں زمین کی کیفیت۔۔۔ پورانے لوگ کہا کرتے ہیں کہ زمین چمکی کے پاٹ کی کیٹھ چھٹی اور بیل کے ٹیلوں پر تانیم ہے۔ یہ خیال جاہلون ہی کا نہیں ہے بلکہ ٹیڑھے لکھن میں پایا جاتا ہے۔ گو اس دہم کی اصل کسی قوم میں ہرگز ایک ہی سلمان تو گول مثل گیند کے مانتے آئے ہیں چنانچہ نظامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

ہاں گوئے رامو اختر شناس بہ شکل زمین سے ہندو دیاس

چو گوئے زمین شاہ مار اسپر

بدین گوئے خواہم ازو گوئے بر

زمین کی اصل بیان کرنے میں یورپین محققین خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک گڑے سے تیار چوٹے چوٹے درہ نکلتے ہیں جو کہ سورج سے علیحدہ ہو کر تبدیلیج حالت گداختگی سے ایجاد پذیر ہوئی۔ یعنی اگلے زمانے میں زمین کی حالت عرق اور

جسم کے بین بین یا غیر منجمد تھی اور یہی بیان جبکہ آئندہ وضاحت سے نوکر کیا جاوے گا زمین کی شکل موجودہ کو ثابت کرے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ زمین بالکل گول نہیں بلکہ نامکمل یا بیضی شکل کی ہے۔

جبکہ ایک ہینا وی کرہ ٹرے محور پر گھومتا ہے تو اسکو انگریزے میں پروٹسٹ ( - سلمہ ۴ ) اور جب وہ کرہ چوٹے محور پر گھومتا ہے تو اسکو اولیٹ ( - سلمہ ۵ ) کہتے ہیں اور چونکہ زمین چوٹے محور پر پھرتی ہے لہذا اسکو ہی اولیٹ کہتے ہیں۔ کرہ زمین خط استوا پر ابھرا ہوا اور قطبین پر چٹیا ہے۔

زمین کے قطرون کا طول اور ستین ذیل میں صج ہیں۔

خط استوا کا قطر ..... ۷۹۲۵۰۶ میل

قطبی قطر ..... ۷۸۹۹۵۲

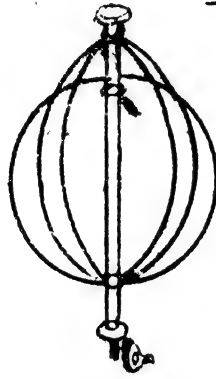
فوق ..... ۲۶۱۲

نسبت قطران میں ..... ۳۰۰ : ۲۹۹

تثیل ذیل سے اگر زمین کی حالت گداختہ پاکی جاوے تو ہینا وی ہونے کا ثبوت آسانی سے ہو سکتا ہے اور نیز نتیجہ ان ثنائوں کا حرکت روزانہ کی سمجھنے میں مدد دے گا۔

(۱) اگر ایک قطرہ تیل کا پانی کے گلاس میں ڈالا جاوے تو وہ قطرہ پانی میں بالکل کر یہ زمین سے عالم کائنات میں مشابہ ہے اگر اس قطرے کو تانستہ عیندی جلدی گھرا دیں تو اس قطرے کی شکل ہینا وی ہو جائے گی

(۲) ایک، لوہے کی شلخ مرکز پر پھرنے والی میز میں قائم کرو اور اس شلخ کے سرہ زیرین میں تین چار تار لوہے کے لگاؤ اور اوپر کے سرے کی طرف ایک چمکے میں جو کہ اوپر نیچے ہو سکتا ہے لگاؤ جبکہ یہ الگھوٹا جاوے تو اوپر کا چمکے نیچے کو اترنے لگے گا اور بغیر سے ہوتا جاوے گا اور جقدر مبلدی پر سرے گا ایک چیز کا بنا ہوا معلوم ہوگا۔



انجام دیا سنگینی زمین۔ سمجھوں نے اندازہ کیا ہے کہ کرہ زمین ہم قامت کرہ ۵۰ گونہ ہماری ہے لیکن اوسط وزن اون اجزا کا جسے زمین کے اوپر کے ہمارے یا ٹیلے مرکب ہیں قریب تین کے ہے اسلئے زمین کی اندرونی دہا تین زیادہ ہماری ہیں۔ یا اندرونی اجزا بہ مقابلہ بیرونی اجزا کے زیادہ ہماری ہیں اور اسکا سبب یہی ہے کہ پٹرون اور ٹیلون کا جسے سطح زمین مرکب ہے یہاں بوجہ پڑتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین کی اندرونی چٹانیں اور زمین دہا کے جو سطح زمین پر پائی جاتی ہیں مرکب ہیں لیکن کثرت وزن سے وہ بکریاں

ہو گئیں۔ اور کچھ محققین کا خیال ہے کہ زمین کی اندرونی دہاتین فی نصف ہماری ہیں۔ اور وہ دہاتین جو کہ زمین سے بذریعہ آتش نشان پہاڑوں کے نکلتی ہیں اور ان دہاتوں سے جسے شہاب ثاقب مرکب ہوتے ہیں منسلبہ ہیں۔

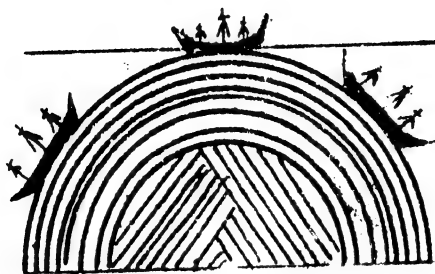
زمین کے اندر کی گرمی۔ اگرچہ اندھ نیچے زمین میں ٹھہرا میٹر  
 زمین کو دیا جائے تو اوسمیں ایسا ہی تبدیلی وقت اور موسم سے ہوتی رہے گی  
 جیسا کہ سطح زمین پر ہو کرتی ہے لیکن زیادہ نیچے ایک خاص قسم کی تبدیلی  
 شروع ہو جاتی ہے۔ انگلستان میں پچاس فیٹ نیچے ہمیشہ گرمی اور  
 سردی کی حالت یکساں رہتی ہے اور یہ تقریباً مساوی اوسط ٹیمپریچر سطح  
 زمین کے ہے۔ زمین کے نیچے ہر ایک ۱۰ فیٹ گھراپے میں ایک درجہ  
 فارن ہیٹ ٹھہرا میٹر کا پارہ اوپر کو چڑھتا ہے یا ہر ایک میل زمین میں  
 نیچے اترنے پر ۸۸ درجہ پارہ اوسے ٹھہرا میٹر میں چڑھتا ہے۔ اس امر کا  
 بارہا تجربہ زمین کے برائے اور مصنوعی کنوین سے ہوتا ہے۔ پیرس  
 میں ایک مصنوعی کنوین جو کہ ۸۰۰ فیٹ گھراپے اوسمیں پانی ۹۴ درجہ پر  
 ہے اور ان گرم تھیمون میں جو انگلستان میں قریب باکھ کے نکلتے ہیں  
 پانی ۱۲۰ درجہ تک پایا گیا ہے۔  
 اگرچہ بیانات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ زمین کے نیچے تبدیلی

گرمی بڑھتی جاتی ہے لیکن اندر سے زمین بالکل گداختہ نہیں۔ کیونکہ اگر ہر ایک  
۶ فیٹ پر ایک درجہ گرمی بڑھے تو لازم آتا ہے کہ چالیس یا پچاس سینٹی میٹر جا  
پر اس قدر گرمی ہو جاوے کہ سخت سے سخت وہات کے گلانے کو کافی ہو۔ مگر اس قدر  
گھرائی پر بے اندازہ بوجہ زمین کا ہوتا ہے اور وہ اتون کو حالت گداختگی میں  
نہیں آنے دیتا۔ کیونکہ گلی ہونی چیز زیادہ جگہ چاہتی ہے اور بوجہ اس کو دباتا ہے  
اس لیے وہ وہات میں اپنی اصلی صورت میں رہتی ہیں اور جہاں کہ زمین کے نیچے  
گدا ہے اور غار ہیں وہاں بالکل گلی ہوئی ہیں جیسا کہ وقتاً فوقتاً آتشی پٹاڑوں  
کے ذریعے سے باہر نکلتی ہیں۔

اگرچہ اصلی شکل زمین کی بیضاوی ہے لیکن روزمرہ کی بول چال  
اور لکھنے پڑھنے میں کرہ زمین یا زمین کی صورت گول کہلاتی ہے لہذا ہم بھی  
زمین کو آئندہ گول ہی کہیں گے۔

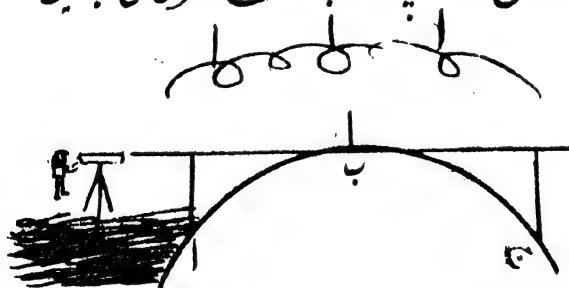
گولائی زمین کی دلائل [جبکہ نجم بذریعہ دوربین کے۔ سورج چاند عطارد زہرہ  
مریخ مشتری۔ وغیرہ کو دیکھتے ہیں تو ان کو کرہ یا کرہ نما پاتے ہیں اس لیے ضرور  
کہ زمین بھی ان کے ہم شکل ہو۔ لیکن مشابہت کو چھوڑ کر اور دلائل  
بھی زمین کے گول ہونے کے واسطے موجود ہیں۔

اول فرض کرو کہ کوئی شخص سمندر کے کنارے پر رہتا ہے جبکہ سمندر میں  
جہاز روانہ ہوتا ہے تو وہ رختہ رختہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے



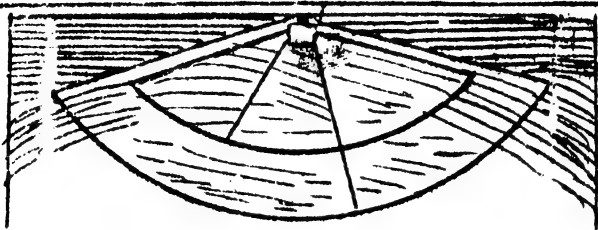
پہلے جہاز کے چمنی پھر اوپر کے چھ آفر کا سب سے بڑا ستون نظردن سے  
چپ جاتا ہے۔ اور جب کبھی جہاز کنارے کی طرف آتا ہے تو سب سے  
پہلے اونچی حصہ اور پھر اوس سے نیچا اور علیٰ ہذا القیاس بعد کو تمام جہاز  
معلوم ہونے لگتا ہے۔

دوم اگر کڑیاں سطح سمندر پر ا۔ ب و ج گھڑی کی جاوین اور پھر



دور بن سے دیکھیں تو ا۔ ج کے سرے غائب ہون گے اور ب کا  
سرہ اوپر نظر آئے گا۔

سوم جب قدر کہ آدمی اپنی گھڑی یا قایم ہونے کی جگہ کو بدلتا رہے گا اوتنا ہی



افقی دائرہ کی شمالی چوٹائی بلندی پر مبنی

دائرہ افقی بدلتا رہتا ہے۔ اگر آدمی کی آنکھ زمین سے ۶ فٹ بلند ہوگی تو وہ اپنے چاروں طرف ۳ میل دیکھ سکتا ہے یعنی ایک دائرہ رقی جس کا قطر ۳ میل ہے اوس دیکھنے والے کی زیر نظر ہے۔ اگر تپتی محض ایک منار پر چڑھ جاوے تو بہت بڑا دائرہ افقی بنے گا۔

چہارم۔ بہت سے جہازوں کے کپتان۔ سیچی لارن۔ ڈریک۔ کوک وغیرہ وغیرہ زمین کے گرد ایک سمت کو جہاز لیکر روانہ ہوئے اور کچھ عرصے کے بعد جہان سے ملے تھے وہیں آگئے۔ کپتان کوک جبکہ جنوبی سمندر میں سفر کر رہا تھا جتنا کہ وہ جنوبی قطب کے نزدیک ہوتا گیا اوس قدر چوٹا دائرہ اوس کے سفر کا ہوا۔

دلائل جو کہ سماوی شکلوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱) اگر آسمان کے نصف کرۂ شمالی کو دیکھا جاوے تو ایک مستطیلہ قطر آوے گا یہ وہ مستطیلہ ہے جو کہ محدب زمین کے مقابل ہونے کے سبب سے قطب شمالی کھلتا ہے جتنا کہ ہم شمالی کرۂ زمین پر ہوں تو وہ مستطیلہ جو کہ ساکن ہو سکے گا سحرک معلوم ہوتے ہیں اور جتنا کہ جنوب کی طرف جاتے ہیں تو شمالی مستطیلہ سے نظر آتا



غائب ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ خط استوا پر پہنچ جادیں۔ پھر خط استوا سے جنوب کی طرف سفر کریں تو جنوبی سمت سے جو کہانی نہیں دیتے تھے معلوم ہوسکتے گئے ہیں اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ شمال سے جنوب تک زمین دوسرا کی طرح واقع ہے۔

(۲) جتنا کہ کوئی شخص نصف النہار سے مغرب کو مٹتا جاوے سورج اوشاہی زمین طلوع کرے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین مشرق کو چٹھی نہیں اسلئے وہ اوسط زمین قوسی شکل میں واقع ہے۔

(۳) جبکہ کسوف یا خسوف ہوتا ہے تو زمین کا عکس ہمیشہ گول ہی ہوتا ہے اور یہ خاصہ کسی شکل میں بجز کرہ کے نہیں ہوسکتا ہر اسلئے زمین گول ہے۔

زمین کی روزانہ حرکت۔ جبکہ ثابت ہو گیا کہ زمین ایک بڑا کرہ ہے تو عہدہ موقع زمین سورج اور نیر و دیگر سیاروں کے تعلقات پر غور کرنے کا مل جاتا ہے۔ جو جو سورج میں تغیرات ہوتے ہیں وہ ایسے عام ہو گئے کہ صبح کو مشرق کی سمت سے طلوع ہو کر بتدریج بلند ہونا اور پھر دوپہر کو چاند پر تیز ترین پڑنا اور پھر مغرب کی طرف کو آہستہ آہستہ چلکر غروب ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں سمجھی جاتی۔ عرف عام میں طلوع اور غروب سورج کے نکلنے اور چھینے کو کہتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ سب کچھ زمین کی گردش کی بدولت ہے۔ جب زمین ۲۴ گھنٹے اور کچھ منٹ میں اپنے محور پر گھومتی ہے تو دن

اور رات پیدا ہوتے ہیں اس طرح چاند اور ستارہ ہی شب کو طلوع اور غروب ہوتے ہیں لیکن اس نکلنے اور چھپنے کی علت یہی سبب اولیٰ ہی ہے۔ تھوری دیر کو یہ خیال کرو کہ ہم ریل گاڑی میں سفر کر رہے ہیں یا رختی جہاز میں بیٹھے ہیں اور وہ پانی میں چل رہا ہے۔ ذرا مسوری سے سر نکال کر دیکھو تو درخت۔ تار کی بلیاں اور تمام بیرونی اجسام جو کہ انہی اپنی جگہ پر قائم ہیں بوجہ تیز رفتاری ٹیکے چلتے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر یہ نظر کی غلطی ہے۔ اور جہاز میں بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جہاز میں ریل گاڑی کی سی نہ حرکت ہوتی ہے نہ دھکے لگتے ہیں اس طرح خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنے زمین جیسے آدمی رہتے ہیں ساکن ہیں۔ اور بیرونی اجسام (چاند سورج وغیرہ) متحرک ہیں لیکن کامل فکر کے بعد دریافت ہوتا ہے کہ معاملہ برعکس ہے اور بیرونی اجسام ساکن اور ہم سمت مخالف میں متحرک ہیں۔ بالفرض اگر یہ کہا جاوے کہ چاند سورج اور بے شمار ستارے روزانہ حرکت کرتے ہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ زمین مرکز عالم ہے اور سب اجسام فلکی برابر رفتار رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بیہودہ ہے۔ کہ سورج مریخ ارنس نیپٹون اور چاند وغیرہ زمین سے نہایت ہی مختلف فاصلوں پر واقع ہیں اور اس سے یہ تباہی ہو سکتا ہے کہ یہ سب اجسام زمین کے گرد مختلف اور متناسب رفتاروں سے گردش کریں۔ اس قدر تنقیدی طور سے یہی خیال نہیں بلکہ یقین کر لینا صحیح ہے کہ زمین رو بہ

گردش کرتی ہے اور تمام اجرام فلکی یکے بعد دیگرے طلوع و غروب کریں اور چونکہ زمین مشرق سے مغرب کو نہایت صفائی سے چلتی ہے لہذا ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ چند وجوہ جو روزانہ حرکت زمین کی تائید کرتے ہیں ذیل میں مریح ہیں۔

(۱) تمام اجرام فلکی جنہیں سولے چند کے اتنے فاصلے پر ہیں کہ جکا اندازہ سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں تو ان اجرام کے لئے اگر وہ زمین کے گرد گویں ضرور ہے کہ خیال میں نہ آنے والی تیزی سے گردش کریں حالانکہ یہ قیاس کرنا کہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے بہت قرین قیاس اور ممکن ہے اور ہم گھٹنے میں لپدی حرکت کر لیتی ہے لہذا یہ اتر تسلیم کر لیا و شوا نہیں ہے کہ اجرام سماوی نہیں بلکہ زمین روزانہ گردش کرتی ہے۔

(۲) تمام اجرام فلکی نظام وقت معینہ (۲۴) گھنٹے ہیں ہمارے گرد پرتی ہیں اگر یہ خیال کیا جاوے کہ وہ فضا کے کائنات میں کس قدر منتشر ہیں اور ہر ایک دوسرے سے اور نیز زمین سے مختلف فاصلوں پر واقع ہیں کبھی خیال میں نہیں آسکتا کہ ایک ہی وقت میں سب اپنی گردشیں پوری کریں مگر یہ آجوسی حالت میں ہو سکتا ہے جبکہ سورج و قمر سیارے اور ثوابت ایک ہی کیلی سے جڑے گئے ہیں لیکن اس جڑ کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا۔ اگر یہ کہا جاوے کہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے تو وہ فضا کے شکل حل ہو جاتی ہے

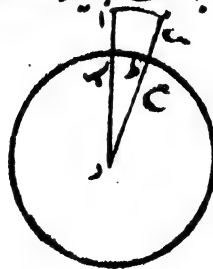
تو تمام اجسام فلکی ساکن اور زمین بہت مختلف میں جلتی نظر آتی ہے اور وہ یکے بعد دیگرے طلوع و غروب کرتے ایک ہی تناسب رفتاروں سے معلوم ہوتے ہیں (ایک دن رات میں)

(۳) بڑی تحقیقات اور پیمائش سے ثابت ہو چکا ہے کہ زمین خط استوا پر بھری ہوئی اور قطب پر چٹھی ہوئی ہے اور دونوں قطبوں میں ۲۶۵ میل کا تفاوت ہے۔ اور عالمان ترکیب دنیا نے بیان کیا کہ کہ ایسی شکل گداختہ کرہوں کے گہونے سے ہوتی ہے (جیسا کہ اوپر بیان کیا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اپنے محور پر حرکت کرتی ہے۔

۴) جبکہ اجسام فلکی کو جو سیارے کہلاتے ہیں بڑی بڑی دور بینوں سے مشاہدہ کرتے ہیں تو وہ اپنے محور پر گہونشی نظر آتی ہیں اسلئے یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ زمین مثل کرہائے دیگر کے اپنے محور پر گہونشی ہے۔ زمین کی روزانہ گردش کے وجہ تو بیان ہو چکے ذیل میں ثبوت

جو تجربوں سے معلوم ہوئے ہیں درج ہیں۔

(۱) چونکہ سار کی چوٹی بہ نسبت بنیاد کے مرکز زمین سے زیادہ دور ہے

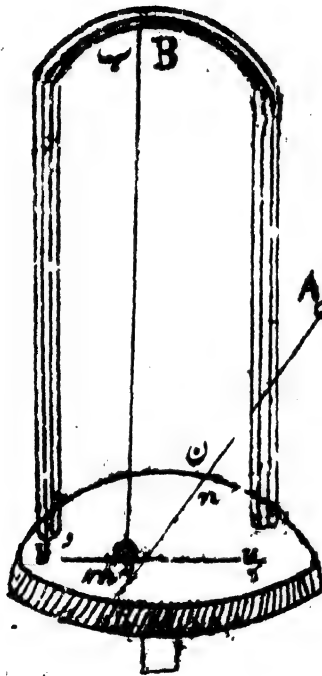


لہذا چوٹی بنیاد سے زیادہ فاصلہ ایک گردش میں طے کرتی ہے فرض کرو کہ ۱۔ ب۔ منار ہی ۱ چوٹی۔ اور ب بنیاد ہے۔ وہ دائرہ جو کہ نصف قطر ۲۔ د بناوے گا بڑا ہوگا۔ اس دائرے سے جو کہ نصف قطر ۳۔ ب سے بنے گا۔ اسلئے ۱ بہ نسبت ب کے زیادہ گردش کرے گا چونکہ چوٹی اور بنیاد ایک وقت میں گردش کرتے ہیں تو چوٹی کی رفتار زیادہ ہے۔ چونکہ زمین مشرق سے مغرب کو چلتی ہے تو منار کی چوٹی نسبت بنیاد کے مغرب کو تیز چلتی ہے۔ اگر ڈھلایا منار کی چوٹی پر سے چوڑا جاوے گا تو وہ منار کی بنیاد سے مغرب مشرق کو کچھ فاصلے پر گرے گا۔ جب چوٹی میں پیر اور بنیاد طے تو ڈھلایا ع پر گرے گا۔ یہ تجربہ ہیمبرگ میں ۵۰ فٹ کی بلندی پر کیا گیا اور ڈھلایا اپنی اصلی جگہ سے ۳۵ انچ مشرق کو گرا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گردش زمین کا نتیجہ ہے۔

(۲) ایک لمبا مار یا دھاگہ لیکر کسی مکان کی چھت یا اور جگہ میں باندھ کر کچھ وزن نیچے لٹکاؤ اور نیڈلم بناؤ اور اسے نیچے نیڑ رکھ کر نیڈلم کو پیچھے اور آگے ہلاؤ۔ اس اور کی احتیاط رکھنی چاہئے کہ نیڈلم دائرے یا بائیں کو نہ سرکے۔ نیڑ پر نیڈلم کی ہر حرکت کے انتہائی لگاتار جانے کچھ گنتوں کے بعد یہ نصف دائرہ تو اس کی شکل میں جس طرف کو گھڑی کی سوئی اپنی چلتی ہیں جتنی ہے اس سے ظاہر ہے کہ نیڑ گھومتی ہے میر

کے گھومنے کی علت غائی اوس جگہ کا گھومنا اور اس کا سبب اول زمین کی گردش ہے۔

شکل مذکور دیکھو



مینر چین و لا اور م ۱ در خط آپسین تقاطع کرتے چھپ گئے مین ایک پنڈم  
ب سے دکایا ہے پنڈم کو خط م ن مین ۱ تک لیجا کر چہرہ دو اور اوس کے  
پچے کے خط م ن مین ہلنے دو کچہرے مین کے بعد پنڈم کی حرکت تیلی

جگہ کو چھوڑ کر د کا کی سمت ہو جا دے گی اور اسی طرح رفتہ رفتہ اگر تمام رات دن ہٹا رہے تو پورا دائرہ بنائے گا۔ پنڈلم کی حرکت کرہ شمالی مین گھڑی کی سوئیوں کی سمت اور کرہ جنوبی مین اوسکی مخالف طرف کو حرکت کرے گا اس نتیجہ سے صاف ظاہر ہے کہ مینس پر دائرے کا بننا حرکت زمین کی وجہ سے ہوا۔

سب سے پہلے فو کالٹ فرانسیسی فلاسفر نے ۱۷۹۱ء میں ایک پنڈلم ۲۱۰ فیٹ لمبا بنا کر پیرسکی ایک قبة مین لٹکایا اسکے نیچے فیبر رکھ کر اس پر ریت پھیلا دیا اور پنڈلم وزن کے سرے مین ایک باریک لوک لگائی۔ اس طرح ہر ایک حرکت کا نشان ریت پر نقش ہوتا گیا اور تجربہ ہوا۔

(۳) اوسی عقلمن فرانسیسی نے ایک آلہ سے جس کو جائے رس کو پ کہتے



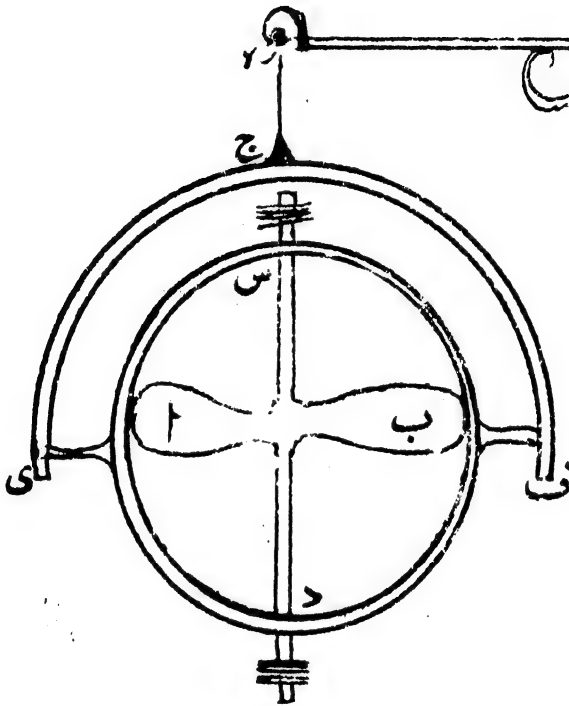
ہیں تجربہ کے بعد زمین کی روزانہ حرکت کو بدیہی طور سے ثابت کر دیا وہاں کا وزنی قوس و جہاز فیضیائے کے موافق اس طرح قائم کرو

اول نم کا جای دس کوپ

کہ وہ تینوں سطحوں پر ایک کے ساتھ زوایہ قائمہ میں صفائی سے  
 چل پھر کے قوس محور کے قطبین میں سے چوں کہ زمین جو کہ گرد  
 میں ہیں بنے ہیں کام کرتے ہیں اور یہ گردہ دوسرے محور پر جو کہ نصف  
 دائرہ ہے اب اس کے جوڑ میں کام کرتا ہے لگاتار حسین سمت اس  
 کے نصف قطر کی پیداوار میں سے دوسرا محور قائمہ کے سوراخ میں کام  
 کرتا ہے وہ قوس میں سے پر ایسے قرینے سے ترتیب دیا جاتا ہے  
 کہ وہ ایک رکت کا محور قائم ہوتا ہے اس لئے میں سے ایک ہی سمت میں  
 رہے گا (مثل ملتے ہوئے پنڈلم کے) جبکہ قوس دگھونٹا ہے۔ تب تک  
 اوپر کوئی طاقت سوائے کشش زمین کے اثر نہ کرے اور کشش زمین کی  
 دور کرنے کے لئے اس کے بناوٹ کی ترکیب کافی ہے۔ قوس کو نہایت  
 تیزی سے گھومنے کے بعد میں میں کو کسی ستارہ کی طرف کر دیا جائے  
 تو یہ میں میں اسی سمت میں رہے گا۔ جب تک کہ قوس گردش میں  
 رہے گا۔ حالانکہ جو چیزیں کہ اس کے قریب ہیں غیر سمت میں ہو جائیں گی  
 لیکن جبکہ وہ ایک مقررہ ستارہ کی طرف رہتا ہے تو محور میں میں  
 کی جگہ کی تبدیلی قریب کے چیزوں کی مسلسل تبدیلی کی وجہ سے  
 ہوتی ہے۔ اور یہ گردش زمین کا نتیجہ ہے۔



دوسری قسم کا جائے رس کو پ



دوسری قسم کا جائے رس کو پ

جائے رس کو پ میں ایک قوس ہوتا ہے اور محور اسکے ساتھ زاویہ قائمہ بنا  
ہو قوس کے مرکز میں گذرتا ہے اور محور آسانی سے ہر ایک سمت میں چل سکتا  
ہے ورنہ قوس ب محور میں دپر گردش کرتا ہے جو کہ ایک وہاتی  
گرد دپر قائم ہے اور یہ گردہ محوری ف پر گھومتا ہے اور یہ محور دوسرے

دوسرے دہائی گروہ پر قائم ہوتا ہے اور وہ حسب صورت میں تاراج  
میں لگتا ہے گردش کرتا ہے اس طرح محور میں ذہنیت میں حرکت  
کر سکتا ہے۔ اور باقی عمل اپنے جیسے ریس کوپ کی مانند کرتا ہے۔  
بیانات مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ زمین کے رات دن میں  
۲۴ گھنٹے کے عرصے میں اپنے محور پر گردش پوری کر لینے کی وجہ سے  
روزانہ طلوع و غروب چاند سورج اور دیگر ستاروں کا ہوتا ہے۔  
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان خیالی محور پر جو کہ زمین کے بیٹھے ہوئے  
محور پر گردش کرتا ہے۔ بادی النظر میں جو کہ آسمان زمین کی چاروں طرف  
واقع ہے اور گھومتا ہے کبھی کبھی کہہ سکتے ہیں کہ آسمانی کہلاتا ہے۔

سالیانہ تغیرات جو صورت شمسی میں واقع ہوتے ہیں۔

زمین کی حرکت سالانہ فرض کر لو کہ سورج زمین کے گرد حرکت کرتا ہے  
اگر بہت راتوں تک ستاروں کو جو کہ غروب شمس کے وقت مغرب کی  
افق میں معلوم ہوتے ہیں شاید کیا جاوے کہ بدلتے ہوئے معلوم ہوتے  
ہیں۔ جو ستارے کہ افق میں غروب شمس کے بعد نکلتے تھے سورج کے  
چھینے سے پہلے غروب ہو جاتے ہیں اور دیگر ستارے جو افق سے کہ  
بلندی پر نکلتے تھے اب ٹھیک افق میں نکلتے گتے ہیں۔ اگر مشرق کی  
سمت کو دیکھا جائے تو وہ ستارے جو کہ افق میں بعد غروب ہوتے

سورج کے نکلنے تھے اب افق سے اوپر آسمان میں نظر آنے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ ستارے بلند ہوتے ہوئے مغرب کی طرف کو سرسٹے ہیں اور اسی طرح وہ ستارے جو کہ پہلے نظروں سے چھپ چکے تھے شرق میں پھر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ نتائج جب ہی حل ہو سکتے ہیں اگر خیال کیا جائے کہ سورج مغرب سے مشرق کو آسمان کے گرد ستاروں میں ہوتا ہوا گزرتا ہے اور اس حرکت کو روزانہ حرکت کہہ تعلق نہیں یہ بہت آہستہ حرکت ہے جو کہ پورے سال میں تمام ہوتی ہے۔ اور یہ شمس کی بدیہی حرکت ہے جو کہ آسمان کے گرد ایک برس میں ہوتی ہے۔ تاہم خیال کرنا چاہیے کہ سورج کی ایک اور بدیہی حرکت زمین کے گرد مشرق سے مغرب کی طرف اور حقیقت وہ زمین کی گردش مغرب سے مشرق کو تھی۔ اور جس سے ہم ظاہری سورج کی حرکت سمت مخالف کو یعنی مشرق سے مغرب کو باریک نظر میں معلوم ہوتی ہے۔ کیا سورج کی گردش اصلی ہے یا زمین کے گھومنے سے سورج کی حرکت کا خیال پیدا ہوتا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے ہمارے سوچنا چاہیے کہ کوئی ممکن حرکت زمین کی ہو سکتی ہے

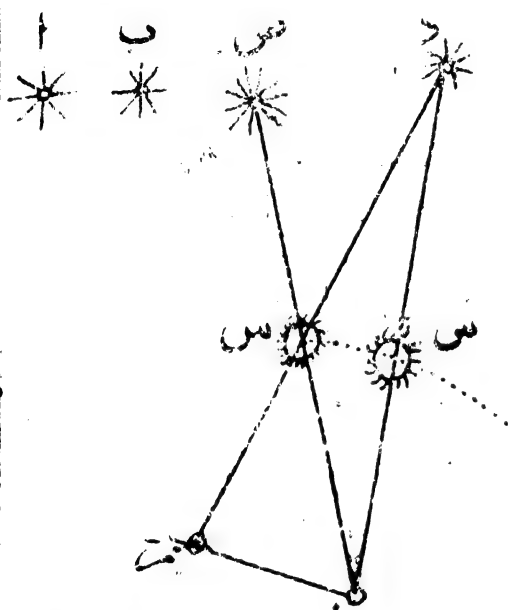
نوٹ: جہاں کہیں اس بیان میں سال یا برس کا ذکر ہو رہے وہاں سال شمسی سے مطلب ہے۔

یا نہیں جس سے کہ سوج کی گردش کا تصور ہوتا ہے۔ زمین اپنے محور پر روزانہ حرکت کرتی ہے جبکہ باعث سے سوج گہو منٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن غور کرنا چاہئے کہ زمین کی یہ حرکت اپنے محور پر نہیں بلکہ سوج کے گرد ایک سال میں گردش کرتی ہے۔ اب زمین کی روزانہ حرکت کا ذکر چھوڑ کر سالانہ حرکت کا بیان کریں گے۔ یہ خیال کرنا چاہئے کہ سوج آسمان میں زمین کے گرد ستاروں میں ہو کر چلتا ہے۔

ذوق کرو کہ جس سورج کی جگہ ذی زمین کی جگہ اور ۲۔ ب۔ ص۔  
 ۱۔ اون سمتاروں کی جگہ ہیں جو کہ سورج کے اوس طرف واقع ہیں (یہ سارے  
 سورج کی روشنی میں نظر نہ آئیں گے لیکن وہ اوس مقام پر ہیں جبکہ سورج ان  
 کے اوس حصہ میں نہیں ہوتا معلوم ہوتے ہیں)  
 جبکہ آفتاب جس پر ہوتا ہے تو وہ ص ستارے کے مقابلہ میں  
 اور کچھ دور کے بعد مشرق کی طرف حرکت کر کے جس پر پہنچ جاتا ہے اور

۱۔ زمین اپنے محور پر ہم ۲۴ گنٹھ میں ایک مرتبہ گھومتی ہے اسکو روزانہ یا دو لابی حرکت کہتے ہیں اور اس  
دائرہ پر آفتاب اگر ایک سال یعنی ۳۶۵ قریب گنٹھ میں ایک مرتبہ گردش کرتا ہے اس حرکت کو  
سالانہ یا بڑی حرکت کہتے ہیں یہی حرکت سمون اور رات اور حرکت ثانی سے تبدیل موسم اید سال شمسی پیدا ہوتا  
ہے۔ اور چونکہ اسکی حرکت سے آفتاب کی گردش مثل بیضیوی پیدا ہوتی ہے اسلئے کبھی کبھی اس حرکت کو حرکت بیضیوی  
بھی کہتے ہیں ۵۔ چونکہ علم سید کرتجین میں مام لوگ آفتاب سے مقابلہ افتاد اور سیاروں کی احتمال کرتے  
اندرو زمرہ کی ٹوٹن جانی میں سورج کہتے ہیں لہذا وہ قون غفص میں مھنوں میں بطور رادف واقع ہو سکے ہیں +

ستارے کے مقابل ہوتا ہے اور اس طرح مشرق کو حرکت کرتا رہتا ہے یہاں تک



کہ سال بہرین گردش کر چکر مقام من پر آجاتا ہے۔ لیکن سورج کی بھی حرکت مساوی طور پر بیان ہو سکتی ہے۔ اگر آفتاب کو مقام من پر قائم اور من سے زمین کو سمت مخالف میں (مغرب کو) متحرک مانا جاوے جبکہ زمین مقام من پر ہے سورج مقام من پر تار ہے من کے مقابل میں اور جبکہ زمین من پر ہے اور سورج من پر ہے تو دیکھ کے مقابل میں ہوتا ہے جبکہ زمین مغرب کی طرف کو من سے من کو حرکت کرتی ہے تو سورج مشرق کی سمت کو چلتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور ستارہ من کے مقابل ہوتا ہے ستارہ

۵ کے مقابل میں عموماً رہتا ہے اس طرح زمین کی اصلی حرکت مغرب کی سمت  
سوج کی حرکت مشرق کی جانب کو پیدا کرتی ہے اگر زمین اپنی حرکت ایک سال  
میں ختم کرے تو سوج آسمان کے گرد ایک سال میں گردش کرتا معلوم ہوتا ہے  
رہیل گاڑی اور اون نتائج سے جو کہ زمین کی روزانہ حرکت کے متعلق ہیں بیان  
کئے گئے مجموعی واضح ہے کہ زمین معنہ اون تمام چیزوں کے جو اوپر واقع ہیں  
حرکت کرتی ہے اور ہم اس کو دریافت نہیں کر سکتے۔ ایسا ہی زمین نسائانہ  
سوج کے گرد پھر ختم کرتی ہے اور ہم محسوس نہیں کر سکتے۔ اس حرکت کے واسطے  
بھی مثل سابق کے وجوہات اور ثبوت ذیل میں بیان کرینگے۔

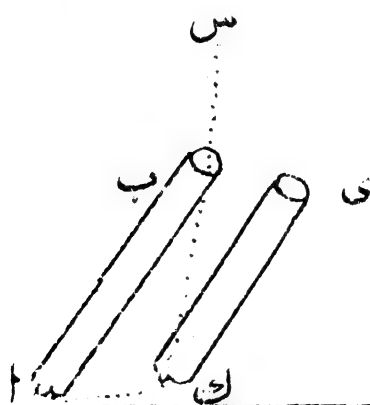
وجوہات جن سے سالانہ گردش زمین کا یقین ہوتا ہے

(۱) چونکہ آفتاب دس لاکھ گونہ سے زیادہ بہ نسبت زمین کے بڑا ہے تو  
یہ زیادہ ترین قیاس ہے کہ چوٹی زمین بہت بڑے سوج کے گرد گھومنی نسبت  
اس کے کہ زمین کے گرد آفتاب گردش کرے۔

(۲) پہلے سیارات کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اجسام مثل ستاروں کے نظر  
آتے ہیں لیکن عرصے تک بغور دیکھنے کے بعد دریافت ہوا کہ بے شمار ستاروں  
کے درمیان خاص ستاروں میں بے قاعدہ ہوتے ہیں لیکن کبھی آگے بڑھ جاتے  
ہیں کبھی پیچھے ہٹتے ہیں اور کبھی کسی خاص جگہ قائم ہوتے ہیں اس قسم کے پانچ  
سیارے آٹکوں سے بلا امداد دوربین کے نظر آتے ہیں اور بہت سے دوربین

کی دوسری دیکھائی دیتے ہیں۔ منجھ او ان باغ کے دو بزرگ دور بین کے خاکسار  
دیکھنے کے قابل ہیں کیونکہ ان کی ہیت چاند کے مشابہ ہے اور کچھ عرصے کے بعد  
مثل کالے داغوں کے سورج کے سامنے ہو کر گذرتے ہیں۔ یہ تمام خصوصیات  
گردش اور ہیت کی آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ اگر ان لیا جاوے کہ یہ سیارے  
سورج کے گرد پھرتے ہیں۔ چونکہ زمین بھی ایک سیارہ ہے یہ بھی مثل دیگر  
سیاروں کے اپنے خاص فاصلے پر اور خاص وقت میں سفر کرتی ہے کسی اور  
تیسرے سیاروں کی صورت میں بیان نہیں کیا سکتیں لہذا درست معلوم ہوتا ہے  
کہ زمین آفتاب کے گرد حرکت کرے اور یہی تیسرا صحیح ہے۔

کرہ زمین کی سالانہ حرکت کے لئے مثل روزانہ گردش کے کوئی ثبوت  
مل نہیں سکتا لہذا بیرونی اجسام پر نظر کرنی چاہئے ذیل کے ایک ثبوت میں فوڑکی  
رفتار کی بابت سوال ہو سکتا ہے لیکن یہ رفتار آلات کی ذریعہ سے دریافت  
ہو جاتی ہے اور ایک سکندھ میں ۱۸۶۰۰۰ میل فوڑکی رفتار ہے۔



(۱) ثبوت اول - روشنی کا عام راستے سے علیحدہ ہو جانا زمین کر کے ایک قطرہ پانی کا نلی یا نل کے درمیان سے اس طرح نیچے گرنا چاہتے ہیں کہ وہ نلی اندر سے تر نہ ہو۔ اگر وہ نلی بلا حرکت ہو تو اس کو کھسکی کی طرح قائم کر دو اگر تحریک ہو تو ترچی۔ اس طرح کہ قطرہ اس کے اوپر کے سرے میں گرتا ہو جبکہ وہ مقام اب پر ہے اور نیچے کے سرے پر قطرہ جب پہنچتا ہے جبکہ نلی مقام کھسکی پر پہنچ چکی ہو جب قدرتی جلدی چلتی ہے اس وقت اس کو ترچی یا ٹیڑھی کرنا چاہتے تھے تاکہ قطرے کے نیچے گرنے میں نلی تر نہ ہو اور یہی حالت ستاروں کی روشنی کے بارے میں ہے اگر زمین ساکن ہوتی تو دو زمینیں سیدھی قائم کجائیں۔ لیکن چونکہ زمین متحرک ہے اس واسطے اس کو ٹیڑھا ستاروں کے دیکھنے کے لئے کر دیتے ہیں۔ بخیر سے معلوم ہوا ہے کہ رمال ہر کے مختلف اوقات میں دو مہینوں کا ٹیڑھا بن بھی کم یا زیادہ ہوتا ہے اور وہ ستارے اپنے خاص دائرے میں گھومتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور ان مستحیارات کی بلندی حرکت زمین کی سالانہ گردش سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ دو مہینے کے ٹیڑھے بننے سے نور کی رفتار کو زمین کی رفتار سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

۱۔ ابراہیم ہامی کا ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ نور کی رفتار خود ہی کی روشنی کے برابر ہے۔ ۲۔ زمینوں (جو کہ خود متحرک ہیں) کے معلوم ہوتا ہے کہ روشنی کا عام راستہ علیحدہ ہو جانا کھلتا ہے۔ ۳۔ انگریزی زبان میں اس کو - *deflection of light* کہتے ہیں۔



چونکہ کھونہ کی رفتار معلوم ہے تو اس سے زمین کی بھی رفتار اخذ کر لیتے ہیں۔

(۲) ثبوت دوم۔ سالانہ گردش زمین کی سمت لکشل سے جبکہ فیوٹن نے دریافت کیا ثابت ہوتی ہے اور وہ اس طرح ہے۔

”کہ ہر ایک ذرہ مادی اجسام کا ہر ایک دوسرے ذرہ“  
 ”کو خاص طاقت سے کھینچتا ہے اور جسم کے ذراتوں کے“  
 ”محاصل ضرب کے موافق طاقت میں تبادل مستقیم ہوتا ہے“  
 ”اور تبادل معکوس اس کے بیچ کے فصل کے مربع کے“  
 ”موافق ہوتا ہے“

اس مسئلہ کی مدد سے یہی ثابت نہیں ہوا کہ زمین سوچ کے گرد پرتی ہے بلکہ بے انتہا فائدہ اور امداد نظام شمسی کے مسائل حل کرنے میں ملی ہے زمین کا فاصلہ آفتاب سے آگے بیان کر چکے۔ مگر نور کی رفتار ثبوت اول میں ذکر ہوئی۔ ایک سال شمسی کے عرصے میں زمین آفتاب کے گرد دورہ ختم کر لیتی ہے۔ تب اسکو ایک اور ثبوت سمجھنا چاہئے جبکہ یہ مسئلہ اس کے ساتھ پورے طور سے مطابق ہو

مدار زمین یا کسی سیارہ کا وہ دائرہ ہے جس میں کہ وہ اپنی گردش گرد اپنے آفتاب کے خاص وقت میں یوری کرے اور انگریز سائنس دان

آرٹ ( - عملہ ) کہتے ہیں ۔

یہ ایک راستہ جو زمین سالانہ گردش کرتی ہے مدار زمین

اور ایک سطح مین واقع ہے اور تقریباً یہ شکل بیضوی ہے ۔

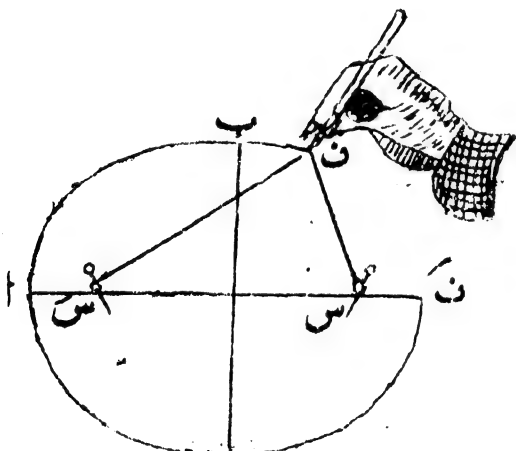
بیضوی شکل بنانے کی تدبیر - کاغذ کے ٹکڑے مین دو ٹیچن لگاؤ اور اوپر

ایک ڈورا باندھو اور مین ایک نیل باندھو اور پچھ نیل کو گھوماؤ تو اس

سے شکل بیضوی آئے ۔ ب ف ف پر بنے گی م م مرکز

شکل بیضوی کے ہیں ۔ اگر اس شکل کو زمین کا مدار مانا جاوے تو

م م مین سے کسی ایک جگہ سورج کا مقام ہوگا ۔ اس سے ظاہر ہے



کہ ہمیشہ زمین سورج سے برابر فصل پر نہیں رہتی جبکہ زمین سورج کے قریب

ہوتی ہے تو اس کو انگریزی مین پری ہیلیٹن ( perihelion )

اور جب زمین سورج سے دور ہوتی ہے تو اسکو انگریز سے مین اپیلین (Minkha) کہتے ہیں اور یہ صورتیں آفتاب اور زمین کی یک جہتی اور یک جہ لائی کو ہوتی ہے۔  
مذازیں کی بابت تین چیزوں کا خیال کرنا چاہئے۔  
(۱) وہ ایک سطح مین واقع ہے۔

(۲) وہ شکل بھٹیوی ہے اور سورج اس کے کسی ایک مرکز کی جگہ مین ہوتا ہے۔

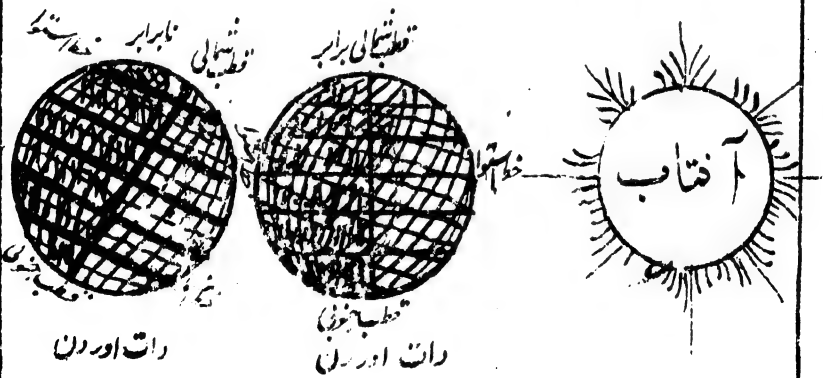
(۳) زمین رفتار اس کے مدار پر پیشہ یکساں نہیں ہوتی۔

جبکہ زمین سورج سے دور ہوتی ہے تو اسکا فصل ۹۶۰۰۰۰۰ میل ہوتا ہے اور جب آفتاب کے قریب ہوتی ہے تو اسکی دوری ۹۱۰۰۰۰۰ میل ہوتی ہے اور اوسط فصل ۹۲۵۰۰۰۰ میل ہے۔

زمین کے روزانہ اور سالانہ حرکت کے نتائج ان حرکات سے بیان  
اور ستاروں کے طلوع اور غروب پر بڑا اثر ہوتا ہے چونکہ یہ بیان  
انظام شمسی سے زیادہ متعلق ہے اور بکواسرٹ زمین کی بابت ذکر کرنا  
ابتدا طولی حل سے درگزر کے اصلی مطلب کی طرف رجوع کر کر مختصر ذکر  
رات دن اور تبدیلی موسم کا بیان کرتے ہیں۔

**رات دن** چنانکہ زمین اپنے محور پر ۲۴ گھنٹہ میں ایک مرتبہ گھومتی ہے اور سکو روزانہ اور دو لابی حرکت کرتے ہیں۔ اس کے رات اور دن پیدا ہوتے ہیں۔ جو حصہ زمین کا سورج کے سامنے ہوتا ہے وہ روشن اور دوسری طرف ہوتا ہے۔ وہ حصہ تاریک ہوتا ہے۔ اس کے مثال یہ ہے کہ ایک گیند چراغ کے سامنے دکا کر پھرانے سے ظاہر ہوتی ہے اور ذیل کی ایک شکل میں کرہ کا نصف حصہ تاریک اور دوسرا نصف روشن ہے جو حصہ زمین کا آفتاب کے سامنے سے ہٹا جاوے گا تاریک ہوتا جائے گا اور جو آفتاب کے روبرو آتا ہے روشن ہوتا جاتا ہے اور یہی باعث ہے کہ کہیں صبح ہے اور کہیں شام کہیں دوپہر ہے اور کہیں آدھی رات۔

یہ ظاہر ہے کہ اگر زمین ایسی جگہ میں ہو جہاں کہ محور زمین کا شمالی کرہ سورج کی سمت میں جھکا ہو تو شمالی نصف کرہ میں دن بہ نسبت رات کے



پڑنے ہوں گے جیکہ راتین جنوبی نصف کرہ میں نسبت دنوں کے بڑی ہوگی  
جیکہ زمین کا جنوبی قطب سورج کی طرف جھکا ہے تو نتیجہ برعکس ہوتا ہے۔

موسموں کی تبدیلی اور کمی بیشی رات اور دن کا سبب ہے

محور زمین بصورت عمود نہیں بلکہ آفتاب کی طرف  $۲۳\frac{1}{2}^\circ$  درجہ جھکا ہوا

ہے۔ ۲۱ جون کو جو وقت کا نام علم بہت میں حدائش ہے قطب شمالی

آفتاب کے محاذی ہوتا ہے لہذا نصف کرہ شمالی میں روشنی آفتاب کی

پہونچتی ہے اور تمام منطقہ مبرودہ شمالی روشن ہو جاتا ہے اور باوجود زمین

کی حرکت روزانہ کے اس تمام حصہ میں روشنی ہر وقت موجود رہتی ہے

تھاومتیکہ یہ شکل بدل نہ جائے اور واضح رہے کہ جب منطقہ مبرودہ

شمالی میں یہ کیفیت ہوتی ہے تو منطقہ مبرودہ جنوبی بالکل تاریک اور

سب سے لود ہو جاتا ہے اسلئے کہ وہ آفتاب سے مطلقاً آئین ہو جاتا ہے۔ یہ

زمین باعتبار گرمی اور سردی کے پانچ منطقہ میں منقسم کی گئی ہے۔ اول منطقہ حار یا گرم

جو کہ خطوط جدی اور سرطان کے درمیان واقع ہے۔ دوم و سوم منطقہ معتدلہ جو خطہ طبرستان

یا سرطان اور دایرہ قطبی کے درمیان واقع ہے۔ اور شمالی منطقہ کو منطقہ معتدلہ شمالی اور

جنوبی کہ جنوبی کہتے ہیں۔ چہارم اور پنجم جو دایرہ قطبی اور قطبوں کے درمیان واقع ہیں مثلاً

و منطقہ جنوبی دائرہ کے اندر ہے منطقہ مبرودہ شمالی کہلاتا ہے اور جو منطقہ جنوبی دائرہ کے اندر ہے

منطقہ مبرودہ جنوبی کہلاتا ہے۔



انسانی گرمی زمین ہوا سے بڑھ کر دیاں ہی حرکت کر کے گرد آفتاب کے چکر (یا درکھ) چاکا  
 اور ہمیشہ ایک جانب بایل رہے (مثلاً) اپنے مدار کے ربع کو طے کر چکی ہے اور ۲۴ ستمبر کو نقطہ  
 متذلل یعنی برہنہ پونجی ہے۔ تب آفتاب ایک قطب سے دوسرے قطب تک برابر چلتا ہے  
 اس وقت میں رات اور دن برابر ہوتے ہیں۔ یہ نصف کرہ شمالی کا موسم خزان ہی جیسا کہ شکل  
 ح سے ظاہر ہے۔ لیکن جب زمین اس مقام سے آگے بڑھتی ہے تب قطب شمالی پر اندھیر  
 شروع ہوتا ہے۔ اور قطب جنوبی پر روشنی اور یہ تبدیلی آہستہ آہستہ زمین کی حرکت  
 بواسطہ ہوتی رہتی ہے اور قطب شمالی کے لگ بھگ میدان دن ہی دن تھوڑی راتیں ہونا شروع  
 رہتا ہے اور قطب جنوبی روشنی آفتاب سے کسبہ رکامیابی حاصل کرنے لگتا ہے۔ جبکہ زمین اپنے  
 مدار پر طے کرتی ہوئی آگے جاتی ہے اور سیکڑ تمام نصف کرہ شمالی میں دن چوٹے اور راتیں بڑی  
 ہو جاتی ہیں۔ ۲۴ ستمبر کو اس جدی پر پونجی ہے اور سولہ تین تمام نصف کرہ شمالی ۲۳  
 جب تک ناریک ہو جاتا ہے اور نقطہ برودہ جنوبی ۲۳ درجہ تک روشن ہو جاتا ہے اور میدان  
 اتنا ہونا موقوف ہو جاتی ہے اور اس وقت میں نصف کرہ شمالی میں راتیں چوٹی اور دن بڑے  
 ہونے لگتے ہیں یہ نصف کرہ شمالی کا موسم سرما ہوتا ہے جیسا کہ شکل د سے ظاہر ہے زمین کی  
 اپنے دوسرے مدار طے کر نیچے وقت نصف کرہ جنوبی میں ویسی ہی پہنچتی ہے جیسے ہم ابی  
 نصف کرہ شمالی کی نسبت بیان کر چکے ہیں جب زمین ۲ مارچ کو اپنا ایک اور چوتھا حصہ طے  
 کر چکی ہے تو یہاں پر پھر دن اور رات تمام کرہ میں برابر ہوتے ہیں اور یہ نصف کرہ شمالی  
 کے برابر ہی جیسا کہ شکل ب میں پایا جاتا ہے علاوہ اسکے آفتاب کی زمین ہر کم اور زیادہ رہے  
 پر ہی زیادتی اور کمی گرمی اور جاذبہ کی منحصر ہے۔ یہی حرکت زمین اور سیلان جو شکل ا میں  
 راقم سید آغا حیدر موسوی

ملاحظہ کرو فقط

استعمارات  
دکی کانامی دو خانہ

# دکن کا نامی دو خانہ

آج بازار میں بیسہ سکہ دو ملتی ہے ۴ صحت و صفا کہ آئینہ نمائندگی ہے ۴ دلچسپا تا جہ و اوکی لطافت کا اثر  
دیکھتے ہی سے رفیق کو غفلتی ہے :- حمد و ثناء اس شافی مطلق کو نہ اور ہے کہ جس نے اپنی قدرت کا کمال انسان  
و صیفاً انسان کو کمالی عطائی اور درود و سلام اس کے حبیب کو زیبا ہے جس نے ایمان و سلامت کو شریعت  
اسلام پر قائم کیا ہے - احسان الہی پر خاص مامور و روشن ہو کہ ماریا و عاقلانہ فی زمانہ ایمان و فخر و ادب  
مقدس و ملکیت پر مبنی انسان شمس اس شہر میں نمایاں ہے - دنیا کی ہر قسم کی ادویات تیار موجود ہیں صحت و  
بخیر کا کمال ملکہ یہ ہے کہ کفایت و احتیاط و صفائی میں لائقانی خاصہ ہمارے دعوے پر سدا ہمارے وسار و صحت و شہد  
قدر و انون کی دلیل ہے - اگرچہ اس پر دوا خانہ ایسا مشہور ہے کہ انتہائی کی کپی حاجت ہمیں مگر فرض اس کے سامنے خود  
و یا دوسرے اطباء و ہر دن ملدہ بر وقت ضرورت شہر کا نمونہ شہر کیا گیا - اگر کسی صاحب کو کسی قسم کی ادویہ پر کسی صاحب  
اس دوا خانہ سے نہ نظر ہو تو بشرط رسد محبت پسند بخوبی و عمدگی سے تیار ہو کر مل سکتی ہے - اگر صاحبان برہنہ و خاتون  
ایشاء اس دوا خانہ سے مطلع ہو تو ہم کو نام بدریہ خط و کتابت طلب و زامین اور بسملہ ایک سید صاحب کی مہن  
لیکن نام و مقام و سکونت ضلع واضح لکھا جائے - اطلاع و حصول کے جاری ہوں یا کسی خریدار کو دوا خانہ کی  
علامت بھر لیا کہ لکھا جائے کہ دھوکا منور ہا کہ دوا خانہ صرف ادویہ علامت دوا خانہ تو بلی کو کر دے جاتی ہے ایسا ضرور  
اس دوا خانہ سے ہر قسم کے علاج بخوبی ہو سکتا ہے - اگر کوئی صاحب اطباء و ہر دن کو ضرورت ہو تو حکیم میرزا فاضل صاحب طبر  
سورخورد چم جون یا سکالیز طلب و زامین لیکن ہوائی و منور و شہر میں فیس و بیانی الشہر میرزا خان و ہوائی و منور دوا خانہ  
نویا نامی صاحب میرزا فاضل صاحب حیدر آباد کوکن بازار علیہ صابان مصل کشی و زینتی

اردو و انشا پر داری کی تفصیل

ارادہ و اسباب پر درسی کی تحصیل  
 کا کلک منوئی و پنجاب و اوہ میں روز بعد انگریزی علم کی ایک تعلیم پیراہ و زبان کی انشا پیراہی کا رواج ہوتا تھا  
 اور تہذیبہ اور زبان و ہونہ کا انگریز اس کے واسطہ استد و کہ موافق اسباب و مصالح اختیار کر کے ارادہ و کیا ہو ابتداء و اسکی اسطرح ہو  
 کہ علم انشا پر درسی کو قصہ عبدالرشید شاہ کا آسان و مشکل کھاراد و سوزند ہونیکے پانچ حصہ میں لکھے ہیں جنہیں سے  
 درجہ پہلے گھر۔ اس کا نام سبادی الانشا حصہ اول و دوم ہے۔ اگلی کیفیت استہار و قبل سے معلوم ہوگی۔ اور گیارہا۔ ہندوستان  
 اس پر تہذیبہ کی کیا ہوں کہ بون کا مطالعہ کر کے انہیں سے خود میں قسم کے مضامین ڈال کر فی تہذیبہ کے قریب انتخاب لکھے  
 ان میں سے مضامین پر تہذیبہ و مطالعہ اہل اسلئے چھاپے ہیں کہ آج کل مدرسوں میں علم منطق کی تعلیم کا طریقہ اچوتہ جو رہا ہے اس پر نہیں  
 مروجہ ہے یہ کہ اس پر تہذیبہ و مطالعہ اہل اسلئے چھاپے ہیں کہ آج کل مدرسوں میں علم منطق کی تعلیم کا طریقہ اچوتہ جو رہا ہے اس پر نہیں  
 مروجہ ہے یہ کہ اس پر تہذیبہ و مطالعہ اہل اسلئے چھاپے ہیں کہ آج کل مدرسوں میں علم منطق کی تعلیم کا طریقہ اچوتہ جو رہا ہے اس پر نہیں





ان دراصل کے معلوم اور معلوم نہ کیے گئے۔ ان تک موجود ہیں اور کہاں تک وہ اس کے لئے مہیا نہ  
 چاہتے ہیں کن باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ جسے ان کی استعداد اور لیاقت کا اظہار بھی  
 طرح ہو اور ان کا وقت ضائع نہ ہو جائے۔ اس سبب صرف و نحو کی تعلیم کا آغاز ہوا اس کے قواعد کی  
 مشق کی جائے گی اور ان کی جاسے کہ جسے ان کا اچھا نام کے اشتقاق کے طریقے اور عبارتوں کے  
 ترکیبیں معلوم ہو جائیں اور نیز ان کی عبارتوں میں عیب و معاب مانجھنے کی بیاقت پیدا ہو جائے  
 علم بیان میں عبارتوں کی تشبیہات و غیرہ کا بیان لکھا گیا ہے کہ جس سے طالب علم کو معلوم  
 ہو کہ اس کی عبارتوں میں کیا چیزیں ہیں (۴) یہ اقرار ہے کہ ترجمہ کرنا کتنے ہیں قواعد جسے کہ طالب علم  
 اور ان کی زبان اور ان کے بیان میں اپنی عبارت میں اس طرح لکھا جائے کہ عبارت بد لگائے اور معنوں میں  
 فرق نہ آئے اور ان میں غلطیوں سے کہ آئین و قواعد و روش عبارت (۶) مضامین مباحیہ  
 کے قواعد کہ جسے طالب علم کو ایسے مضامین لکھنے آئین کہ جن میں کے نسخے کے حالات بیان میں  
 (۷) مضامین تاریخیہ کے قواعد کہ جسے طالب علم کو تاریخی واقعات اور ان کے اسباب و نتائج کا  
 بیان کرنا آئے (۸) مضامین استدلالیہ کے قواعد کہ جسے وہ مضامین لکھنے آئین کہ جن میں لامل  
 منطقی اور برابری حکم سے کام لیتا ہے اور ان کی نسبت دلائل موافق و مخالف کو یکجا کر کے نتیجہ  
 نکالے جاتے ہیں۔

## قیمت مبادی الاشخاص دوم محصول

(۱) قہد میں اثر پر از یکی تعریف و غرض اس کے سخن کا بیان (۲) علم معانی کا بیان جو قدر  
 اور زمان سے متعلق ہے (۳) علم بدیع کا بیان ایک نئے طرز سے لکھا جائے کہ مضامین و بدایع  
 کو کیونکر کام میں لانا چاہئے و مضامین اور مشہور ہیں وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنے چاہئے  
 اور بعض مضامین جدید لکھنے میں (۴) قوت بیانیہ و قوت فہم سخن کو بیکثر ترستی ہے (۵) نا اہلی  
 و اتمیز سخن کا بیان اور کتابوں کے طرز سے کہ لے ہدایتیں کہ کیونکر لکھنا چاہئے اور ان کے  
 مجرے پہلے پر لکھنے کے طریقے مضامین تاریخیہ و بیانیہ و استدلالیہ کے مضامین کلی ہیں۔  
 (۶) اوصاف و اطوار لکھنے کے نظام قدرت و نیچو کے عمل و آثار و پیداوار کہ بیان کر کے  
 کے فضائل و اخلاق بیان کر کے قواعد لکھے ہیں اور ان کی توضیح مضامین لکھ کر کہ جسے  
 دسی آدمیوں کا یادگار لکھنے کے اپنے اصل لکھنے کے وقت و اخلاقی مقرر اور کہ جسے پیشہ و  
 کے حال لکھنے کے قواعد (۷) جو ظرفیت کے مضامین لکھنے کے طریقے ہر ایک تالیف

سکے ساتھ گئی تھیں لکھی ہیں۔ عرض ان دونوں مضمون کے پڑھنے سے اصول انشا پر داری  
 سے دل اسکو رکھنا طالب علموں کو ایسی وقعت حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ جواب مضمون آسان  
 آسان جیسے انکے امتحان میں آتے ہیں باقاعدہ کہہ سکیں لفظ  
 محمد عطاء اللہ دہلوی چلیون کا کوہ

## انشاء عطریات

عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو
عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو
عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو
عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو
عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو
عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو
عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو
عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو	عطر خوشبو

انشاء

الحی بخش و امام الدین - بکھنڈ - منصورنگر









